هٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ نافعہ اہل الحق والتوحید مسمّٰی بہ

توثیق الحق السدید

جواباً

علی رسالۃ التحقیق المزید

ازتصنیف جامع منقول ومعقول حاوی فروع واصول جناب مولٰنا مولوی محمد سعید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بنارس ومہتمم نصرۃ السنہ ومالک مطبع

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ دارانگر مطبوع گردید

سنہ ۱۳۰۶ ہجری

1889ء

توثيق الحق السديد جواباً
على رسالة التحقيق المزيد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده الذين ينفون عن سنة نبيه تحريف الغالين۔ و
يذبون عن دينه القويم تاويل الجاهلين المائلين الى انتحال المبطلين۔ والصلوة
والسلام على من هو لبنة التمام وخاتمة الانبياء الكرام الذي كان اولى بالمؤمنين
من انفسهم واشد عباد الله على الكافرين واغلظهم على المنافقين وعلى آله و
اصحابه الذين اصبحوا نجوم سماء الهداية وبلغوا في نصح الامة الامية اقصى الغاية
وهم ائمة المسلمين وقدوة المؤمنين من سلك مسلكهم واقتفى آثارهم كان من
المهتدين ومن عدل عن واضح منهجهم وسوى صراطهم صار من الغاوين۔
اما بعد فيقول الراجي رحمة ربه المجيد محمد سعيد الكنجاهي مولدا والبنارسي موردا
انه قد ارسل الى الشيخ المكرم والرئيس المعظم احمد الله رسالة تسمى بالتحقيق المزيد

مشتملة علی ہذیانات کثیرۃ وترہات غزیرۃ فحین رایتہا ظننتہا عند بادی النظر نفیسۃ لکن لما کشفت النقاب عن وجہہا الا حظی من محاسن محیاہا فاذا ہی ومیمۃ شمطاء خسیسۃ اتی فیہا مولفہا بالعجر والبجر وافتخر بہا علی اہل العلم والخبر ومع ذلک اطلق لسانہ علی محی السنۃ وقامع البدعۃ الحافظ الحجۃ قرم المحققین امام المدققین ملک العلماء وملاک الفضلاء لسان البیان والادب تذکار العجم ومختار العرب مجدد العلم والدین فی ہذا الزمان النواب السید محمد صدیق حسن خان بہادر الذی ہو خیر من الف واقاد واشرف من صنف فی ہذا العصر واجاد حیاہ اللہ وبیاہ عن شرور الدہر وقاہ مالمع آل وطلع ہلال وحیث ان مولف الرسالۃ المشار الیہا افتخر بان رسالتہ ہذہ قد بلغت باوماج بعض المسائل المنطقیۃ علی غیر وجہہا ذروۃ الکمال وان المخاطب بہا لا یہتدی الی فہم المراد منہا علی العلات وفی کل حال اردت ان اجیب علیہا برد قیلہا والقال وان کان حدیث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من ترک المراء وہو محق الخ یمنعنی عن الرجعان فی ہذا الشان لکن بعثنی علی الجواب علیہا ما اشرت الیہ من کبرہ و فخرہ علی ترہات لبسا بسہ تحذیر اللناس من دسا یسہ ووساوسہ وقد احترزت فی تحریر ہذہ المقالۃ من منکر القول وزورہ لانہ من شیم الاوغاد وحیلۃ اہل اللدا والعلماء یستنکفون عن مثل ذلک الخصام وہا انا اشرع مستعیناً باللہ فی تبیان الکلام علی ہذا المرام والسلام علی اہل الاسلام — بعد حمد وصلوۃ راجی رحمۃ اللہ المجید محمد سعید کنجاہی مولداً وبنارسی مسکناً بخدمت شائقین سنت سنیہ ومتبعین

آثار مصطفویہ گذارش کرتا ہے کہ جناب شیخ احمد اللہ صاحب زمیندار موضع رحیم آباد
نے میرے پاس رسالہ مسمی بہ التحقیق المزید ارسال فرمایا مین نے جو اسکو دیکھا تو
محض سب وشتم و چند تقریرات لا یعنی سے بھرا ہوا پایا مؤلف رسالہ نے اپنی دانست
مین میری تحریر مسمی بہ اسوۂ حسنہ (جو ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ اپریل ۱۸۸۴ء مین شائع
ہوئی تھی) کا جواب لکھا ہے مگر حقیقت مین ایک بات کا بھی جواب نہین دیا محض
حیلہ حوالہ سے کام نکالا ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ نام رسالہ کا التحقیق المزید رکھا۔ کوئی پوچھے
کونسی بات تحقیقی اس رسالے مین لکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی متبع سنت متنفر
بدعت نے اس رسالیکو پسند نہین کیا۔ بعض علماء بھوپال و میرٹھ وغیرہما کے خطوط
اسکی شہادت مین میرے پاس موجود ہین۔ ہان مؤلف رسالہ نے کسیقدر اصطلاحات
منطقیہ کو اسمین دخل دیا ہے۔ اور اپنے زعم مین اس رسالہ کو ایسا ادق سمجھا کہ اخبار
شحنہ ہند مین ایک اشتہار شائع کرایا کہ ہمارے مخاطب اس رسالہ کا مطلب ہم سے
بیان کردین اللہ اللہ یہ فخر و عجب و غرور۔ الحمد للہ کہ انکے اشتہار کا ایک صاحب م ج
سراوی نے کیا عمدہ جواب دیا۔ میرا ارادہ اس رسالے کے جواب لکھنے کا ہرگز نتھا
اور اسی وجہ سے اتنا توقف جواب مین ہوا مگر دو چیز نے مجھکو اس رسالے کے جواب پر
مجبور کیا۔ ایک تو یہ کہ مولف رسالہ نے اس رسالہ مین دو جگہہ حضرت مجدد العلم والدین
قامع اساس مبتدعین رافع لواء سنت سید المرسلین عالی قدر والا جناب مولنا نواب
سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ واخسر اعدائہ (کہ جنکی ذات

اس زمانہ پرفتن مین حکم اکسیر اعظم کا رکھتی ہے - ہمارے حضرت کی تصانیف مبارک نے دین احمدی کو تازہ کر رکھا ہے کونسا شہر یا قریہ ہے جہان حضرت کی تالیفات سے لوگ متمتع نہین ہین - عدن[۱] جدہ[۲] مکہ معظمہ[۳] مدینہ منورہ[۴] حدیدہ[۵] زبید[۶] صنعاء[۷] بیت الفقیہ[۸] مصر[۹] قدس[۱۰] بیروت[۱۱] بغداد[۱۲] استنبول[۱۳] بلغار[۱۴] نجد[۱۵] عسیر[۱۶] وغیرہ وغیرہ بلاد کے علماء و فضلاء نے متعدد تقاریظ آپکی تالیفات پر لکھی ہین کتاب قرۃ الاعیان و مسرۃ الاذہان مطبوع قسطنطنیہ مولفہ احمد فارس امام اہل لغت عصر خود و کتاب جاسوس علی القاموس - اور القطر الصیب فی ترجمۃ الامام ابی الطیب شاہد عادل ہین اس دعوی صدق پر لیکن ع گلست سعدی و در چشم دشمنان خارست * آپکا مجدد ہونا اکثر علما نے مان لیا ہے آپکی ذات سے بہت سے علماء فقراء طلباء کے اور ارمعین ہین) - پر اس معترض نے زبان درازی کی - واللہ باللہ مین آپکا خوشامدی نہین ہون - جو بات میرے فہم مین اونکی خلاف معلوم ہوتی ہے اونسے بھی عرض کر دیتا ہون یہ تعریفین اونکی اپنے گمان مین سچی لکھتا ہون واناظن ذلک واللہ حسیبہ دوسری وجہ یہی ہے جسکا اوپر بیان ہوا یعنی اخبار شحنۂ ہند مین اشتہار دینا - اب مین اللہ کا نام لیکر بعد ایک تمہید کے جواب شروع کرتا ہون - وعلی اللہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل لاحول ولا قوۃ الا باللہ -

تمہید

چند امور بطور مبادی کے پہلے گذارش کئے جاتے ہین - **امر اول** جواب اوس سالہ کا لکھا گیا ہے جسکو شیخ احمد اللہ صاحب نے ہمارے پاس دوسری دفعہ جواب کے لئے

بھیجا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ صاحب نے ایک رسالہ پہلے ہمارے پاس بھیجا۔ اور اوسپر علامت (۴) کی لکھی ہوئی تھی۔ پھر چند یوم کے بعد دوسرا رسالہ بھیجا۔ اور جناب شیخ صاحب نے اس مضمون کا خط لکھا کہ دہلی سے مولوی یسین کا خط آیا ہے کہ رسالہ مین ایک غلطی کاتب مطبع سے ہو گئی تھی دوسرا رسالہ صحت کر کے آپکے پاس بھیجا گیا۔ ہم عنقریب اس خط کی نقل بجنسہ انشاءاللہ کرینگے۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہمنے جواب اوسی رسالے کا لکھا ہے جو عمدہ طور سے صحیح کیا ہوا ہمارے پاس پہونچا۔ یہ رسالہ دوسری مرتبہ ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ اگست ۱۸۹۹ء مین بھی طبع ہوا ہے چونکہ اوسکے عنوان مین یہ تحریر موجود ہے (منقول از نسخہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی) اسواسطے منقول کا لحاظ نہ کیا گیا کیونکہ اصل کے ہوتے منقول کی کیا حاجت ہے مصرع مولوی خرم علی صاحب کا مشہور معروف ہے ع جب اصل ملے تو نقل کیا ہے ۔ **امر دوم** اس رسالے کے جواب مین مخاطب ہمنے مولوی عبدالعزیز صاحب کو بنایا ہے نہ حافظ یسین صاحب کو۔ دو وجہ سے **اول** یہ کہ حافظ یسین صاحب جب صرف میر پڑھتے تھے تو مجھکو اتفاق رحیم آباد جانیکا ہوا جب تک مین وہاں رہا صرف میر مجھ سے پڑھتے رہے۔ اور جب قرآن یاد کرتے تھے تو جب مین جاتا تھا اکثر قرآن صبح کیوقت آکر مجھکو سناتے تھے۔ پھر جب ہدایۃ النحو پڑھتے تھے مولوی بشارت کریم صاحب کے سامنے بحث عدل مین انکا ہمنے امتحان لیا پوچھا کہ اخرم آخرہ سے کیون معدول نہوا۔ تو اسکا جواب انھون نے نہ بتایا۔

مولوی بشارت کریم صاحب نے عذر کیا کہ ہمنے انکو ابھی یہ باتین نہین بتائین
پھر یہ مقام اوسیوقت آپکو مین نے سمجھایا کہ یہ قاعدہ ہے کہ مضاف الیہ کو جب
حذف کرتے ہین تب مضاف کو یا تو مبنی علی الضم کرتے ہین جیسے قبل و بعد مین یا
بعد حذف مضاف الیہ کے تنوین اوسکے آخر مین لاتے ہین جیسے حینئذ مین یا دوسرے
مضاف الیہ پر اعتماد کرکے پہلے مضاف الیہ کو حذف کر دیتے ہین جیسے تمیم تمیم عدی مین
چونکہ ان تین امور سے اس مقام مین کوئی نہین ہے لہذا آخرہ سے معدول
نہین ہوسکتا - پھر آپکی تعلیم کے لیے کیا کیا کوششین ہمنے نہین کین - جناب
مولنا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری کے یہان لیجا کر آپکو سپرد کیا - ایکدفعہ
مولوی عبدالرحمن قندہاری کو آپکے لیے لکھوکر بلوایا اور شیخصاحب کے
یہان لے گئے - پھر آخر وہ شیخصاحب سے ناراض ہوکر آرہ چلے آئے - اور شیخصاحب کو
برا بھلا کہنے لگے - مجھکو بھی شیخصاحب کی خدمت مین ایک خط لکھ بھیجا - مین نے
شیخصاحب کی رعایت کی - آخر مجھسے اونسے بوجہ شیخ صاحب کے بگاڑ ہو گیا
چنانچہ اوسکا مجمل ذکر خاتمہ ہدایۃ الرتاب مین لکھا گیا ہے - غرض بہرحال مجھسے حافظ جی
مستفید ہو چکے ہین ایک نوع کے شاگرد بھی ہین - اور مین اوسکا محسن بھی
ایک طرح سے ہون - اوسکا یہ عوض ملا کہ مجھکو نہایت برا بھلا لکھوایا - لہذا ایسے
شخص کا مخاطب بنانا کسیطرح سے مناسب نہین ہے - جواب فتوی مین بھی
ہمنے حافظ یسین صاحب کا نام لیکر انکو مخاطب نہین کیا - بلکہ قال المفتی کرکے

مفتی کو مخاطب بنایا ہے۔ جو اصل مین مفتی صاحب ہمارے خیال مین دوسرے
ہی ہین۔ اس سے ہمکو انکار نہین کہ اس فتوی مین حافظ یسین صاحب کا استفسار
مضمون ہو۔ یا مادہ انہین کی طرف سے ہو۔ یہی صورت وہ آپ کی جانب سے
نہین ہے اگر ہمکو پوری طور سے اسکا علم ہوتا کہ یہ فتوی بالکل مکمل کیا ہوا حافظ
یسین صاحب کا ہے تو قال المفتی بھی نہ لکھتے۔ بلکہ جداگانہ بغیر خطاب کسی کے جواب
فتوی یا ضمن تحقیق مین لکھتے۔ **وجہ دوم** اس رسالے کی عبارات اور محاورات
تحریرات ۸ جون و یکم جولائی مطبوعہ شحنہ ہند سے ملتے جلتے ہین۔ دیکھو صفحہ ۸
خالق جل شانہ نے۔ صفحہ ۹ بدعتی بنا چھوڑا۔ صفحہ ۳۶ خالق کا کرم ہے۔ صفحہ ۳۷ کیا خوب
ذخیرہ وغیرہ۔ نیز ہمارے پاس دہلی سے جو رسالہ آیا اوسپر حافظ یسین صاحب کے
ایک ہم درس ہم سبق نے یہ لکھدیا تھا۔ رسالہ مولفہ مولوی عبدالعزیز صاحب
رحیم آبادی۔ نیز مولویصاحب نے قبل شائع ہونے رسالے کی اپنی تحریر مطبوعہ
یکم جولائی ضمیمہ شحنہ ہند مین وہ مضامین لکھے ہین جو اصل رسالے کے موافق ہین
اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مولویصاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اگر مانا بھی
جاوے کہ یہ رسالہ مولویصاحب کا لکھا ہوا نہین ہے اسمین تو کچھ بھی شک نہین
ہے کہ کسیقدر اصلاح مولویصاحب کی ضرور ہے۔ ہم مولویصاحب کی حلف
عصر رکھتے ہین مولویصاحب قسم کھا کر کہدین کہ مینے اس رسالے مین کوئی لفظ بڑھایا
گھٹایا نہین ہے تو ہم اعتبار کر جائینگے۔ اور آئندہ اونکو مخاطب بنانے سے

باز آئینگے خیر ان سب باتون کو جانے دو آخر رسالے مین تقریظ مولویصاحب کی
خود کہدیتی ہے کہ مولویصاحب نے اس رسالے کو خوب دیکھکر اسکی تقریظ لکھی اور
اسکو پسند کیا۔ اور اس سے وہ راضی ہین۔ لہذا ہم نے اونہین کو مخاطب بنانا مناسب جانا
امر سوم انشاء اللہ ہم اس رسالے کے جواب مین کلمات نا ملائمہ سے پرہیز کرینگے
ہمارے مخاطب بھی جواب مین یہی چال اختیار کرین۔ تہذیب سے مناظرہ کرین۔
اور طلب صواب جو مناظرہ سے غرض اصلی ہے مدنظر رکھین۔ مجادلہ مکابرہ سے
دست بردار ہون۔ **امر چہارم** اس رسالے مین ہمارے مخاطب نے الفاظ مصطلحہ
اہل میزان جیسے قضیہ صغریٰ کبریٰ تقابل وغیرہ کو مندرج کیا ہے جس سے عوام
اہل حدیث کو کچھ فائدہ نہین ہوا۔ حالانکہ نتیجہ بحث و غرض اصلی یہی ہے کہ ان
تحریرات سے عوام الناس مستفید ہون۔ نیز یہ روش تحریر محدثین سابقین
ولاحقین کے بالکل مخالف ہے۔ آئندہ ایسی ڈہنگ تحریر کی اختیار فرمائے کہ خاص
و عام اوس سے منتفع ہوسکے اور معلوم کرسکے کہ واقعی یہ جواب مخالف کا ہوا یا نہین
امر پنجم اہلحدیث متبع قرآن و حدیث ہین۔ آیندہ آپ کو مناسب ہے کہ پہلے
قرآن و حدیث سے جواز بناء عیدگاہ پر جو آپکے زعم مین دلائل قویہ ہون پیش کیجئے
تو کہ ہر منصف اونکے قوۃ و ضعف کا اندازہ کرکے اوسپر عامل ہو۔ **امر ششم**
یہ بحث مجھ سے اور آپ سے ہے نہ نوابصاحب سے۔ آپ نوابصاحب بہادر کی
کتب پر منہہ آکر کیون اہلحدیث کا دل دکھلاتے ہین ہمنے یہ کلمات بطور نصیحت کے

لکھنے ہین آیندہ آپکو اختیار ہے۔ بعد ان گذارشون کے ہم اصل رسالے کے
جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین بعون اللہ تعالی۔ **قولہ** فوراً اونھون نے شحنہ ہند
پرچہ ۲۴ اگست ۱۸۸۰ء مین بضمن احکام عید بہت لعن وطعن مستفتی ومفتی ومصحح کیا
اقول سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ یہ پہلا بہتان مجیب ہے کہ مین نے تین اشخاص یعنی
مستفتی ومفتی ومصحح پر لعن طعن کیا۔ اگر آپ سچے ہین تو بعینہ عبارت شحنہ ہند کی
نقل فرمائیے والا ایسے ایسے بہتانات صریحہ سے احتراز کیجئے۔ **قولہ** جس سے
اکثر علماء کو تشویش ہوئی کہ اصل فتوی کیا ہے اور اوسکے دیکھنے کے مشتاق
ہوئے اور اوسکی طلبی کے خطوط لکھے الخ۔ **اقول** سبحان اللہ کیا کہنا ہے فتوی
کے طبع کرانیکی بات تو آپنے خوب بنائی۔ اکثر علماء کو درکنار رہنے دیجئے آپ
دس پانچ کے نام نامی مع قید سکونت تحریر فرمائیے کہ دیکھا جاوے کس کس صاحب
نے آپکو خط لکھا۔ ظاہر ہے کہ وہ علماء سوائے آرہ۔ دہلی کے ہونگے کیونکہ بقول
آپ کے فتوی دہلی مین تیار ہوا اور آرہ بھیجا گیا۔ اب ماسوا ان دونون شہرون کے
دوسرے بلاد وقصبات کے علماء کا نام تحریر فرمائیے اور اون کے خطون کو بھی
جواب مین نقل کیجئے۔ بصورت دیگر آپکی راست بازی کا حال کھل جائیگا۔ آپ اصل
باعث ومحرک طبع فتوی کو کیون نہین لکھتے۔ آپکو جھپ ڈر ہے تو ہمسے سنئے۔
آپ کے والد ماجد شیخ احمد اللہ صاحب نے یہ فتوی اس غرض سے طبع کرایا کہ ہم اسکا
رد لکھین۔ یہان پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ صاحب کے خط کی نقل

بعینہ کیجاوے وہ یہ ہے (میاں یسین کا فتویٰ زمانہ ہوا کہ آپ کے پاس واسطے
رد لکھنے کے بھیجدیا پھر یسین کا فتویٰ اگر ہمنے طبع کرایا تب آپکو برا کیوں معلوم ہوا
کہ جو ہمکو آپنے لکھا ہے کہ باخود ہا میں نفاق کرایا عجب سمجھہ ہے آپکو خوش ہونا تھا
کہ موقع رد کرنیکا آپکو ملا اگر طبع نہوتا تب کیونکر آپ اوسکو رد کرتے) انتہت عبارۃ
الخط۔ اور دوسرے عنایت نامہ میں آپ یوں تحریر فرماتے ہیں (سویم یہ لکھنا
کہ نسبت عیدگاہ کے فتویٰ شحنہ میں طبع کرا کے باخود ہا میں نفاق کرایا حالانکہ ہم
پہلے آپ کے پاس نقل فتویٰ بھیجکر آپکو لکھا تھا کہ ضرور آپ اسکا رد لکھیں مگر آپ
دم بخود ہو گئے لہذا ہمنے طبع کرایا) فقط۔ ان دونوں خطوں کی عبارت سے
اگرچہ بے ربط ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخصاحب نے پہلے نقل فتویٰ کی ہمارے
پاس روانہ کی۔ جب ہمنے اوسکا رد نہ لکھا تو شیخصاحب نے اوسکو طبع کرایا کہ ہم اوسکا
رد لکھیں۔ جناب شیخصاحب نے بیشک پہلے نقل فتویٰ قلمی کی ہمارے پاس
روانہ کی تھی اور ہمکو تاکیدی خط لکھا تھا کہ اسکا جواب آپ لکھدیں۔ ہمنے فتویٰ کا
جواب لکھنا چند وجوہ سے مناسب نہ سمجھا شیخصاحب نے اپنی شیخی میں آکر اوسکو
طبع کرادیا۔ فتویٰ کے طبع کرانیکی یہ وجہ ہرگز نہیں ہے کہ اکثر علماء نے خط لکھے
یہ بات محض بناوٹ ہے۔ **قولہ** جسمیں اس فتویٰ کے لکھنے والے اور موافقت
واعانت و نصرت کرنیوالے اسکو مجادل مرتاب متبع ہواے نفس حاسد بد دیانت
محرف لکھا الخ۔ **اقول** یہ بھی آپ کی فہم سلیم و طبع مستقیم کی خوبی ہے (میری

اصل عبارت یہ ہے۔ رہا مجادل مرتاب متبع ہواے نفس حاسد اوسکے سامنے کیسا ہی مسئلہ بدیہیۃ الثبوت پیش کیا جاوے وہ بوجہ اپنی خبث نفس وحسد کے اوسمین بھی احتمال پیدا کردیگا۔) اس عبارت کو اہل انصاف نظر تامل سے ملاحظہ فرماوین کہ اس عبارت مین مفتی ومستفتی وناصر کے حقمین کوئی بھی لفظ لکھا گیا ہے مطلب اسکا تو یہ ہے کہ جو آدمی موصوف ان صفات سے ہوتا ہے وہ ایسا کرتا ہے یعنی مسئلہ بدیہیۃ الثبوت مین بھی احتمال پیدا کردیتا ہے۔ نہ کسی خاص آدمی کا نام لیا گیا ہے نہ کسی مسئلہ کی تخصیص کی گئی۔ آپ خواہ مخواہ ان الفاظ کا مصداق اپنے آپ کو کیون سمجھتے ہین کہ چور کی داڑھی مین تنکا۔ ہان اگر آپ ایسے ہین کہ مسئلہ بدیہیۃ الثبوت مین بھی احتمال پیدا کردیتے ہین تو صراحۃً لکھیے کہ مین اس قسم کا آدمی ہون لہذا یہ الفاظ مجھپر صادق آتے ہین۔ آپ اپنے منہہ سے جو چاہین بنین۔ ہمتو آپ کو کچھ نہین کہتے۔ البتہ آپنے ہمارے حق مین وہ وہ الفاظ ناشائستہ لکھے ہین جنسے اہلحدیث کو کمال رنج ہے آپ کے رسالہ کے تین صفحون کے بعض الفاظ واسطے ملاحظہ منصفین کے نقل کیے جاتے ہین صفہ مین ہے (سردست انکی غلطیون اور جھوٹھ باتون اور بہتانون سے قطع نظر کرکے۔ الی قولہ۔ تاریو دکھوتا ہون۔ صنا مین ہے (مولوی صاحب نے کیا کیا تحریف کی ہے جسکو لوگ بے ایمانی ودغابازی جھوٹھ بہتان کتمان تحریف کہتے ہین)۔ صلا (ہر شخص تحریف کہیگا اور مولوی صاحب کو

مصداق یکتمون ما انزلنا ٹھہرائیگا الخ) فی الجملہ اسی قسم کی بدتہذیبی کے کلمات
اور بھی آپنے ایسے لکھے ہین جنسے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین ایسا
کلام اللہ و رسول کو ہرگز پسند نہین ہے تحسبونہ ہنیا وہو عند اللہ عظیم۔
آنحضرت صلعم نے سچ فرمایا ہے کہ بعض اوقات مین آدمی ایسی بات کہدیتا ہے
جسکو وہ بہت آسان اور ہلکا سمجھتا ہے حالانکہ اوسکے باعث سے قعر جہنم مین
گرتا ہے او کما قال۔ جناب مولوی صاحب آیندہ ایسے الفاظ سے تحرز فرمائے
قولہ ابتداہی مین عفی اللہ عنہ بالیا لکھا ہے **اقول** میرے اصل مسودہ
مین عفا اللہ عنہ بالالف موجود ہے۔ مین نے اصل مسودہ دو تین آدمیونکو
جو دہلی جاتے تھے دکھلا دیا تھا۔ آپ جسکو کہیئے اصل مسودہ دکھلا دون۔ یا
کہئے آپ کے پاس بھیجدون۔ اصل بات یہ ہے کہ مین نے مسودہ لکھکر مولوی
عبد الکبیر کو دیا کہ اسکو صاف کرکے اڈیٹر شحنۂ ہند کے پاس بھیجدو۔ معلوم
نہین عفا کو بالیا اونھون نے لکھا یا کاتب مطبع نے۔ میرے اصل مسودہ
مین یہ لفظ دو جگہہ ہے۔ پہلے جلدی مین لفظ مجید کے بعد عفا اللہ لکھا گیا تھا
اوسپر خط کھینچکر بعد لفظ محمد سعید کے عفا اللہ عنہ لکھا۔ دونون جگہہ مین (عفا)
الف سے موجود ہے۔ جس جگہہ کہئے مین اپنے مسودہ کو جو خاص میرے
ہاتھہ کا لکھا ہوا ہے بھیج سکتا ہون۔ میرٹھہ۔ دہلی۔ یہان حاجی ممتاز احمد صاحب
وغیرہ کو بھی دکھلا دیا ہے۔ اگر باوجود اسکے بھی آپ نہ اعتبار کرین تو اسکا

کچھ علاج نہین۔ رہا ایک شبہ جو یہان وارد ہوتا ہے اوسکا جواب پچھلی غلطی کے
جواب کے بعد انشاء اللہ لکھا جاویگا۔ **قولہ** اور آپ لکھتے ہین مین ہی اس تحقیق
مین متفرد نتھا مین ہی مین (ہے) نہ معلوم کیسی ہے الخ۔ **اقول** سبحان اللہ
جو اعتراض آپکا ہوتا ہے کیا عمدہ ہوتا ہے۔ ایسے ایسے اعتراضونکو لکھکر تو آپنے
اپنی وقعت کھودی۔ اس اعتراض سے آپ کی کیا غرض ہے۔ اگر یہ غرض
ہے کہ (ہی) جو بیاء معروف ہے اوسکو یاء مجہول سے کیون لکھا تو یہ بالبداہت
غلط ہے کیونکہ نسخہ ہند مین (ہی) بیاء معروف موجود ہے۔ اگر آپ کی یہ غرض
ہے کہ (ہی) کو کیون لائے فقط یون لکھنا کافی تھا۔ مین متفرد نہین ہون تو اسکا
جواب اولاً یہ ہے کہ یہ لفظ میرے اصل مسودہ مین نہین ہے۔ ثانیاً (ہی) مقام
حصر مین بولا جاتا ہے۔ جیسے آپ نے ہی یہ کام کیا ہے۔ یہ لفظ بغرض حصر لایا گیا
ہے۔ کہ اس مسئلہ مین صرف مین ہی متفرد نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے ہمراہ
ہین۔ دہلی والون سے اسکا محاورہ دریافت کر لیجئے۔ ثالثاً آپ نے بھی ۱
سطرہ مین اس لفظ کا استعمال کیا ہے عبارت آپکی یہ ہے (تقابل ایجاب
وسلب تو ہو ہی نہین سکتا) سو ہی مین ہی موجود ہے۔ جو جواب آپ عنایت
کرینگے وہی ہماری طرف سے تصور فرماوین۔ رابعاً مین فصاحت بلاغت کا مدعی
نہین ہون۔ اور نہ مین نے یہ تحریر اس بارے مین کی تھی جو اسکا خیال رکھتا۔ کہ کوئی لفظ
خلاف محاورہ نہ لکھا جاوے۔ اس قسم کے الفاظ آپ کے رسالہ مین بھی بہت ہین

کما سیجی تفصیلہا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ **قولہ** نجانا کہ علم کس مقولہ سے ہے علم کو مقدور سمجھنا فہم سعید یہ ہے الخ **اقول** ایسے ایسے اعتراض آپ کے دیکھکر

اہل علم کو کمال تعجب ہے۔ والذی نفسی بیدہ ہذا الاعتراض مما یضحک منہ الطلبۃ فضلاً عن الکملۃ۔ ایسے ایسے جملوں نے آپکی کوتہ نظری ہر فن کی سمجھی جاتی ہے۔ ایسی ایسی لغویات تونکو دیکھکر میرا جی نہین چاہتا تھا کہ اس تحریر کا رد لکھون کیونکہ اہل علم کی نظرون مین یہ تحریر خود ہی ساقط ہے۔ فقط آپ کی ہمہ دانی ظاہر کرنے کے لئے جواب لکھا جاتا ہے گوش ہوش سے سنئے۔ میری اصل عبارت اسوہ کی یہ ہے (جو میانصاحب کے یہان علم حدیث پڑہتے ہین) اہل انصاف خیال فرماوین کہ مین نے علم حدیث کے پڑہنے کو لکھا ہے نہ لفظ علم جسکے معنی ادراک مطلق کے ہین۔ اور جسکی تعریف حصول صورۃ الشئی یا الصورۃ الحاصلۃ من الشئی عند العقل سے کی جاتی ہے۔ علوم مدونہ جیسے علم تفسیر علم حدیث علم منطق علم نحو۔ اور لفظ علم بمعنی ادراک مین فرق نہ سمجھنا فہم معترض کی خوبی ہے۔ جاننا چاہئے کہ علوم مدونہ کا اطلاق جمیع مسائل پر یا اوس مقدار پر جس سے غایت علم کی حاصل ہو کیا جاتا ہے۔ میرزاہد حاشیہ ملاجلال مین لکھتے ہین وتفصیل المقام ان العلوم

المدونۃ تطلق حقیقۃ علی المسائل اما جمیعہا بحیث لا یشذ عنہا مسئلۃ او بعضہا

قدر ما یحصل منہ غایۃ العلم **ترجمہ** تفصیل مقام کی یہ ہے کہ علوم مدونہ کا اطلاق حقیقۃ یا تو جمیع مسائل پر کیا جاتا ہے اسطرح سے کہ کوئی مسئلہ اوس سے

باقی نہ رہے یا بعض مسائل اوس قدر پر جس سے غایت علم کی حاصل ہو۔ مولوی
ظہور اللہ اسکے حاشیہ مین فرماتے ہین اعلم ان العلم المدون یطلق علی خمسۃ
معان اثنان منہا حقیقیان احدہما ان یکون عبارۃ عن جمیع المسائل بحیث
لایشذ ولایعزب عنہ مسئلۃ وثانیہما ان یکون عبارۃ عن بعض المسائل الذی یحصل
منہ غایۃ العلم کالعصمۃ للمنطق واشار الیہما المحشی۔ اس عبارت کا خلاصہ مطلب
یہ ہے کہ علم مدون کا اطلاق پانچ معنون پر ہوتا ہے دو ان مین سے حقیقی ہین
ایک اون دونونکا یہ ہے کہ علم عبارت ہو جمیع مسائل سے اسطرح پر کہ کوئی مسئلہ باقی
نہ رہ جاوے۔ دوسرا اُن دونونکا یہ کہ علم مدون عبارت ہو بعض مسائل سے وہ بعض
جنسے غایت علم کی حاصل ہو جیسے منطق کے لئے عصمت خطا فی الفکر سے انہین
دونون معنون کی طرف سے محشی نے اشارہ کیا ہے۔ ابجد العلوم مین ہمارے مجدد العلم
والدین نے فرمایا ہے ذکر المحقق المذکور فی حواشی الخیالی من ان العلم قد یطلق علی التصدیق
بالمسائل وقد یطلق علی نفس المسائل وقد یطلق علی الملکۃ الحاصلۃ منہا وایضاً
ممایقال کتبت علم فلان اوسمعتہ او یحصر فی ثمانیۃ ابواب مثلا ہو المعنی الثانی ویمکن
حملہ علی المعنی الاول ایضا بلا بعد الخ **ترجمہ** محقق مذکور (یعنی مولوی
عبدالحکیم سیالکوٹی) نے حواشی خیالی مین ذکر کیا ہے کہ بیشک علم کا اطلاق کبھی
تصدیق بالمسائل پر کیا جاتا ہے اور کبھی نفس مسائل پر اور کبھی ملکہ پر جو انہین
مسائل سے حاصل ہوتا ہے اور نیز یہ جو بولا جاتا ہے مین نے علم فلانیکو لکھا

اوسکو سنایا علم آٹھ بابون مین حصر کیا جاتا ہے وہ باعتبار معنی ثانی کے ہے اور معنی
اول پر بھی بلا بعد کے اوسکا حمل کرنا ممکن ہے ۔ بعد ملاحظہ اس تحقیق کے کسی
انصاف پسند کو شک باقی نہ رہیگا کہ مراد علم حدیث سے مسائل ہین اور وہ مقروءٌ
مسموع مکتوب ہو سکتے ہین اور وہی کتب مین مدون ہوتے ہین
کما قال المحقق عبد الحکیم وغیرہ ۔ وقال مجددنا وسیدنا العلامۃ الفہامۃ فخر المحدثین
والمفسرین فی کتابہ ابجد العلوم العلوم المدونۃ وہی التی دونت فی الکتب کعلم
الصرف والنحو والمنطق والحکمۃ ونحوہا انتہت عبارتہ الشریفہ والفاظہ اللطیفہ
التی لو کتبت بالعبر علی اماق البصر او الواح الذہب لکانت نافعۃ لاہل الخبر
رہی یہ بات کہ علم بمعنی ادراک جسکی تفسیر الصورۃ الحاصلۃ عند العقل سے
کیجاتی ہے ۔ عام طلبہ جانتے ہین کہ بموجب صحیح مذہب کے مقولہ کیف سے
ہے ۔ مولوی ظہور اللہ صاحب نے حاشیۃ الحواشی الزاہدیۃ المتعلق بملا جلال
مین لکھا ہے اعلم انہم اختلفوا فی انہ عند العلم بالشیٔ ہل یحصل منہ شیٔ فی الذہن
سواء کان عینہ او شبہہ اولا بل ہو اضافۃ بین العالم والمعلوم فقط من دون
ان یحصل منہ شیٔ فی الذہن والحکماء لما ابطلوا الشق الثانی الذی ذہب الیہ
جمہور المتکلمین اختاروا الاول ثم لاریب فی انہ علی ہذا التقدیر یتحقق فی الظاہر
عدۃ امور الصورۃ الحاصلۃ من المعلوم فی الذہن وحصولہا الذی ہو نسبۃ بین
المعلوم والذہن فی الذہن وقبول الذہن لتلک الصورۃ فمن قال ان العلم

عبارة عن الاول جعله من مقولة الكیف ومن اختار انه عبارة عن الثانی جعله
من مقولة الاضافة ومن ذہب الی انه عبارة عن الثالث جعله من مقولة
الانفعال ولما کان الاحتمالان الاتیان ساقطین عن درجة الاعتبار لانهما
لا یتصفان بالمطابقة والعلم لا بد ان یکون متصفا بها اختار الشارح المذہب
الاول حیث قال لانه من مقولة الکیف واشار بقوله علی الاصح الی ضعف کون
العلم من مقولة اخری سوا مقولة الکیف۔ انتهت عبارته **ترجمہ** توجان
کہ اونهون نے اختلاف کیا ہے کہ وقت علم شئ کے کیا ذہن مین بھی اوس سے
کوئی شئ حاصل ہوتی ہے عام ہے کہ وہ عین اوس شئ کا ہو یا شبہ اوسکا یا کوئی
شئ حاصل نہین ہوتی بلکہ وہ درمیان عالم اور معلوم کے فقط نسبت ہے
سوا اسکے کہ کوئی شئ ذہن مین اوس سے حاصل ہو اور حکمائے نے چونکہ شق
ثانی کو جسکی طرف جمہور متکلمین گئے ہین باطل کیا ہے اسواسطے شق اول کو
اونهون نے اختیار کیا ہے پھر اس تقدیر پر اسمین کچھ شک نہین کہ ظاہر
مین چند امور حاصل ہوتے ہین اول صورت جو معلوم سے ذہن مین حاصل
ہے دوم حاصل ہونا اوسکا ذہن مین وہ کہ ایک نسبت درمیان معلوم اور
ذہن کے ہے سوم قبول کرنا ذہن کا اس صورت کو پس جس نے کہا ہے
کہ علم عبارت اول سے ہے (یعنی صورت معلومہ سے جو ذہن مین حاصل ہوتی
ہے) ٹھہرایا ہے اوسکو مقولہ کیف سے اور جس نے اختیار کیا ہے کہ علم عبارت

ثانی سے ہے گردانا اوسکو مقولہ اضافت سے اور جو اسکی طرف گیا ہے کہ علم
عبارت ثالث سے ہے ٹھہرایا اوسکو مقولہ انفعال سے چونکہ دو احتمال پہلے درجہ
اعتبار سے ساقط تھے کیونکہ وہ دونون ساتھ مطابقت کے وصف نہین کیے
جاتے اور علم ضرور ہے کہ متصف بالمطابقت ہو لہذا شارح نے مذہب اول کو
اختیار کیا اس حیثیت سے کہ یون کہا اسواسطے کہ وہ علم مقولہ کیف سے ہے اور اپنے
قول (علی الاصح) سے اشارہ کیا علم کے دوسرے مقولہ سے ضعیف ہونے کی
طرف سوا مقولہ کیف کے - ختم ہوئی عبارت مولوی ظہور اللہ کی فقط - جو باتین
کہ عالم اور طلبۃ العلوم جانتے تھے - ہمارے مجدد العلم کی برکت سے اب اونکو
اردو خوان جاننے لگے ہین - ہمارے مجدد العلم نصب الذریعہ مین فرماتے ہین
صفحہ ۹ مین ہے **ف** علم بالشی مستلزم ہے وجود کو اوس شے کے ذہن مین یا
ایک علاقہ ہے درمیان عالم اور معلوم کے ذہن مین اول مذہب ہے فلاسفہ
اور بعض متکلمین کا اور ثانی مذہب ہے جمہور اہل کلام کا پہلے قول پر یہ امر
بلا نزاع ثابت ہے کہ جب کوئی شی معلوم ہوتی ہے تو تین امر تحقق ہوتے ہین
ایک صورت حاصلہ ذہن مین دوسرے ارتسام اوس صورت کا ذہن مین -
تیسرے قبول کرنا نفس کا اوس صورت کو - رہی یہ بات کہ علم انمین سے کون
شے ہوا سو ہر طرف ایک گروہ گیا ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ علم مقولہ کیف
سے ہے یا انفعال یا اضافت ہے اصح یہ ہے کہ مقولہ کیف ہے ز را معلوم ہو

مقولہ جوہر ہے یا کوئی اور مقولہ **ف** معنی حقیقی علم لفظ کے اور اک ہین اگرچہ اطلاق
علم کا کبھی نام پر آتا ہے جیسے علم تفسیر و علم حدیث اور کبھی مسئلہ خاص پر جسطرح
کہ فلان شخص علم حدیث یا قرآن جانتا ہے اور کبھی تصدیق پر اوس مسئلہ کی دلیل
سے اور کبھی اوس ملکہ پر جو تکرر سے اوس تصدیق کے حاصل ہوتا ہے ۔
اے جناب معترض کاش کے آپ اسی کتاب اردو کا مطالعہ فرما لیتے تو ایسا واہی اعتراض
زبان قلم سے نہ نکالتے ۔ یہ تو عام محاورہ طلبہ مین ہو رہا ہے ۔ ہر کوئی دوسرے
سے پوچھتا ہے آپنے علم منطق پڑہا ہے یا نہین ۔ علم حدیث آپ نے کس سے
پڑہا ہے ۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود آپنے اس محاورہ کو صفحہ ۲۴ مین لکھا ہے عبارت
آپ کی یہ ہے (جھوٹھہ موٹ کی منطق کا پڑہنے والا بھی اسکا انکار نہین کرسکتا)
ظاہر ہے کہ مراد منطق سے علم منطق ہے ماشاء اللہ جو اعتراض آپ دوسرون پر
فرماتے ہین خود ہی اوسکے مرتکب ہو جاتے ہین ۔ اور جو تاویلات آپ منطق مین
فرمائینگے وہی علم حدیث مین ہم پیش کرینگے ۔ جو آپ جواب دینگے وہی ہمارا
جواب تصور فرماوین ۔ اور اگر آپ گلستان سعدی کو ہی پڑہ لیتے تو بھی یہ
اعتراض نہ کرتے سعدی فرماتے ہین **ع** علم چندانکہ بیشتر خوانی + چون عمل
در تو نیست نادانی + زیادہ تصریح اب کہانتک کیجاوے ۔ **قولہ** اس عبارت
کے یعنی (جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو) دو محمل ہین کیونکہ
نفی استمرار پر داخل ہے الخ **اقول** ماشاء اللہ کیا فہم و درایت ہے مجھکو خبر نہین تھی

کہ میری تحریر پر ایسے ذکی الطبع صاحب قلم اوٹھائینگے جو اردو عبارت عام فہم کا
مطلب نہین سمجھ سکتے میری عبارت پوری یہ ہے (جیسا اطلاق سنت کا اوس
فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے کیا ہو ایسا ہی اوسپر بھی کیا جاتا ہے
جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو یعنی عدم فعل استمراری آنحضرت
صلعم پر سنت کا اطلاق صحابہ و تابعین مین شائع و ذائع تھا -) اس عبارت کا
مطلب ظاہر ہے کہ اطلاق سنت کا فعل آنحضرت صلعم پر بھی کیا جاتا ہے اور
ترک فعل استمراری پر بھی - اس عبارت کے یہی دو محمل ہین ما سوا ان دونون
محمل کے کوئی اور مطلب یا محمل بتانا آپ کی تیزی سمجھ کی خوبی ہے - **قولہ**
پس سلب ایجاب کلی ہوا الخ - **اقول** مین تو آپ کی سمجھ پر تعجب کرتا ہون مین
سمجھتا تھا کہ حضرت معترض کو علم میزان مین کچھ دخل ہے مگر اس کتاب کے
دیکھنے معلوم ہوتا ہے کہ مسائل منطق سے مس بھی نہین ہے - آپنے اتنا جملہ
لکھکر کہ نفی استمرار پر داخل ہے - جھٹ حکم لگا دیا کہ پس سلب ایجاب کلی ہوا حضرت
مین پہلے یہ تو دیکھا ہوتا کہ یہ کونسا قضیہ ہے کونسا اسمین سور ہے جو کلیت پر
دلالت کرتا ہے - کیا ایجاب جزئی پر نفی نہین داخل ہو سکتی [illegible] استمرار کی نفی سے
سلب کلی ہو جاتا ہے - یہ تو تنا احتمال نکالدینے سے کام نہین چلتا -
مجرد احتمال تو کوئی ایسی [illegible] بے سمجھی نہین نکل سکتا - **قولہ** پس یہ نتیجہ نکلا کہ
[illegible] مطلب یہ بھی تا [illegible] نہین ہونا الخ - **اقول** قلم آپ کے

ہاتھ مین ہے جو چاہئے لکھدیجئے۔ میری عبارت تو ایسی واضح ہے کہ اونے سے
اونی آدمی بھی سنکر اسکا مطلب بیان کردیگا کہ مراد اس سے عدم فعل استمراری ہے
خود تصریح اسکی میرے کلام مین موجود ہے۔ مگر آپ نے چالاکی سے اگلی عبارت کو
نہین لکھا۔ **قولہ** ثانیاً دوسرا محمل یہ ہے کہ جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ
ترک کیا وہ فعل بھی سنت ہے بنا برایسکے ساری بدعتین سنت ہوگئین الخ۔
اقول ذرا ہوش کی دوا کیجئے۔ آپ کیسا کلام مُنہہ سے نکال رہے ہین پہلے
ہمنے بخوبی ثابت کردیا ہے کہ آپ کے دو محمل اس عبارت مین بن نہین سکتے
اچھا ہمنے فرض کیا کہ یہ دوسرا محمل نکل سکتا ہے جس فعل کو آنحضرت صلعم نے
ہمیشہ ترک کیا ہو تو ترک فعل سنت ہوگا یا فعل۔ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا
نتیجہ آپنے نکالنا سیکھا ہے۔ بہلول سا آدمی بھی اس کلام (کہ جس فعل کو آنحضرت
صلعم نے ترک کیا ہو) کا مطلب سمجھیگا کہ ترک فعل سنت ہے نہ کہ وہ فعل۔ اب اپکا کلام
آپ ہی پر اُلٹا یا جاتا ہے جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ ترک کیا ہو اوسکا
ترک سنت ہے۔ فعل کو سنت بتانا آپ ہی کا کام ہے۔ اعاذنا اللہ من سوء الفہم
اللہم احفظنا عنہ وعن الحقد الذی یکون انجرارہ الی سلب العقل الذی ہو من
اعظم الآلاء الربانیۃ ۵ چو قاضی بفکرت نویسد سجل * نگردد ز دستار بنداں
خجل * اس سے اور ایک لطف پیدا ہوا۔ کہ بنا بر محمل دوم آپکے بنا رعیدگاہ کا
شکل اول بدیہی الانتاج سے بدعت سیئہ ہونا ثابت ہوا۔ شکل یون ہوگی۔

بناء عیدگاہ کا ترک آنحضرت صلعم سے استمرارًا ثابت ہے۔ اور ہر وہ شئے جسکا ترک آنحضرت صلعم سے استمرارًا ثابت ہو فعل اوسکا بدعت ہے۔ اس سے بداہتہً یہ نتیجہ نکلا کہ بناء عیدگاہ فعل بدعت ہے۔ پس اب موافق آپ کے محمل ثانی کے ہی نزاع جاتی رہی۔ نہ کوئی جھگڑا رہا نہ بکھیڑا۔ ذرا سی تغییر کلام سے حق ثابت ہوگیا۔ اور سارے کلمات ناشایستہ آپ پر عائد ہوئے ؎

للہ الحمد میان من و او صلح فتاد ٭ حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند ٭

حصول المامول کی بحث عاشر مین لکھا ہے ترکہ صلعم للشئی کفعلہ لہ فی التاسی بہ فیہ قال ابن السمعانی اذا ترک الرسول صلعم شیئا وجب علینا متابعتہ فیہ انتہی

ترجمہ ترک آنحضرت صلعم کا ایک شئے کو مثل فعل آپ کے ہے اقتدا کرنے مین ساتھ آپ کے اوسمین ابن سمعانی نے کہا جب رسول اللہ صلعم ایک شئی کو ترک کیا تو ہمارے پر متابعت آپ کی اوسمین واجب ہوگئی۔ تفصیل اس مقام کی کتاب ارشاد الفحول تالیف امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی رح سے معلوم کرنا چاہیے

قولہ اور آپ عبارت فتح الباری کی نقل کرکے لکھتے ہین انتہت عبارت الفتح حالانکہ صحیح یون ہے (عبارۃ الفتح) **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ میرے اصل مسودہ مین (عبارۃ الفتح) موجود ہے معلوم نہین ناقل کی غلطی سے عبارت الفتح لکھا گیا ہے۔ یا کاتب مطبع کی غلطی ہے کہئے اصل مسودہ کو آپکی خدمت مین بھیجدیا جاوے۔ لکسی آپ کے

معتمد علیہ کو دکھلا دیا جاوے - وجہ ثانی یہ کہ معترض صاحب کو ابھی مسائل صرف پر بھی وقفیت
نہین ہے عبارۃ الفتح مین تاء فوقانیہ کو لوپر الکہنا غلط کس نے لکہا ہے دونون
امر اسمین جائز ہین - البتہ افصح اور غیر افصح مین اختلاف ہے - علامہ فاکہانی
مجیب الندا شرح قطر الندا مین فرماتے ہین ص۱۸۴ فیوقف فی الافصح من
اللغتین (علی نحو رحمۃ) من کل اسم آخرہ تاء التانیث قبلہا متحرک ولو تقدیرا
کحیاۃ وقناۃ فان اصل ہذہ الالف حرف علۃ متحرک انقلبت عنہ بالہاء ای
بابدال التاء ہاء فرقا بین التاء اللاحقۃ للاسم واللاحقۃ للفعل ترجمہ
پس زیادہ فصیح دونون لغت مین یہ ہے کہ وقف کیا جاویگا (مثل رحمۃ کے)
مراد مثل رحمۃ سے ہر وہ اسم ہے کہ آخر مین اوسکے تاء تانیث ہو ماقبل اوس تا کے
متحرک ہو اگرچہ وہ تقدیری ہو جیسے حیاۃ اور قناۃ مین کیونکہ اصل مین یہ الف
حرف علت متحرک تھا باعث متحرک اور مفتوح ہونے ماقبل کے الف سے
بدلگیا (ہا بر پر) یعنی ساتھ بدلنے تا کے ہا سے واسطے فرق کے درمیان
تا لاحق اسم اور لاحق فعل کے - اور اوسکے دوسرے صفحہ یعنی ص۱۸۵ مین
ہے وقد یعکس الامر فیہن فیوقف فی غیر الافصح علی نحو رحمۃ بالتاء من غیر ابدال
فیقال رحمت ترجمہ اور کبھی انمین امر عکس کیا جاتا ہے پس وقف
کیا جاتا ہے غیر افصح مین مثل رحمۃ پر ساتھ تا کے بغیر ابدال کے پس رحمت
کہا جاتا ہے - اسکے بعد علامہ نے دو شعر اس مذہب کی سند مین لکھے ہین

جنمین شاعر مسلمت ولعبدمت وغلصمت وامت کوتا رسے بغیر ابدال

ہا کے لایا ہے — اسکے بعد علاء - لکھتے ہین قال ابوحیان وعلی ہذہ اللغۃ

کتب فی المصحف الفاظ بالتاء نحوان شجرت الزقوم اہم یقسمون رحمت ربک -

یعنی ابوحیان نے کہا ہے کہ موافق اس لغت کے قرآن شریف مین الفاظ

تا رسے لکھے گئے ہین جیسے آیت (ان شجرت الزقوم الایۃ) مین لفظ شجرت کا

پوری تا رسے لکھا گیا ہے - ایسے ہی — اہم یقسمون رحمت ربک) مین

لفظ رحمت پوری تا رسے لکھا گیا - مین کہتا ہون ان دونون آیتون کو مین نے

قرآن شریف سے نکال کر دیکھا پہلی آیت سورہ دخان کے رکوع دوسرے

مین ہے - دوسری سورہ زخرف کے رکوع دوسرے مین دونون جگہہ

تاء پوری بغیر ابدال ہا رکے موجود ہے - تواب دونون مذہب صحیح ہوسے

معترض صاحب کو چاہیے کہ اول تو اپنی کوتہ نظری کا اعتراف فرمائین کہ ہنوز

مسائل صرف سے بھی پوری پوری واقفیت نہین ہے اسپر باقی علوم

حضرت کا حال سمجھنا چاہیے - دوسرے قرآن پربھی اعتراض جمائین اور

اصلاح دین کہ صحیح (شجرۃ الزقوم ہے) اعاذنا اللہ من ہذا - **قولہ** اور

اسی عبارت کے ترجمہ مین آپنے اخواتہ کا ترجمہ بھائی اوسکے کیا ہے الخ

اقول بیشک مجھسے یہ غلطی ہوئی - مین نے عصمت کا تو دعوی کیا ہی

نہین کہ مجھسے کبھی غلطی نہین ہوتی - ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے

غلطی ہوئی اول الناس اول ناس مثل مشہور ہے۔ جبکہ خود ہمارے رسول کریم صلعم نے فرمادیا کہ (انما انا بشر انسی کما تنسون) او کما قال یعنی مین آدمی ہون بھولتا ہون جیسے تم بھولتے ہو۔ تو بھلا اور کی کیا ہستی ہے کہ اوس سے غلطی بھول نہو۔ بیشک یہ لفظ میری خیال مین اخوۃ بیٹھا ہوا تھا۔ اصل وجہ یہ ہوئی کہ فتوی عیدگاہ کا جب میرے پاس پہونچا اوسکے دیکھتے ہی ۲۴ گھنٹے کے اندر مین نے جواب لکھ ڈالا۔ اور مولوی عبد الکبیر صاحب کے سپرد کردیا کہ اسکو جلد صاف کرکے میرٹھ روانہ کرین۔ پھر نہ اسکی مین نے کاپی دیکھی نہ پروف صحت نامہ مین بھی اسکا خیال جاتا رہا کیونکہ سوائے آخر غلطی کے باقی غلطیان کوئی ایسی نہ تھین فقط معترض کی سوء فہمی تھی۔ ہمنے نزاع لفظی آج تک کسی سے نہین کی اصل مطلب سے ہمیشہ غرض رکھتی چونکہ اسکے بادی اور بانی ہمارے مخاطب صاحب ہین۔ لہذا اگر ہم بھی بعض غلطیان حضرت معترض کی لکھین تو ہمپر کوئی وزر نہین۔ قبل اظہار اغلاط معترض کے اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ جس رسالے کا ہم جواب لکھ رہے ہین پہلے طبع ہونے کے مولوی عبد العزیز صاحب نے خوب اسکو دیکھا اور آپ کے بڑے بھائی مولوی عبد الرحیم صاحب کی بھی نگاہ سے گذرا۔ پھر حافظ الیسین صاحب نے اوسکی کاپی و پروف کی تصحیح فرمائی۔ اور حافظ صاحب کے چند ہمخیالون نے اسکو سنا و دیکھا۔ پھر ہمارے پاس رحیم آباد سے شیخ صاحب نے ایک رسالہ نہایت صحیح کرا کر روانہ کیا جس پر علامت

۵ یہ لفظ قرآن وحدیث مین بہت جگہ آیا ہے لیکن متعدد طلبہ کو درس قرآن وحدیث کا دیا ہے سورۃ یوسف مین اخوۃ کا لفظ سورہ نساء مین اخوات کا لفظ حدیث جابر بن عبد اللہ مین اخوات کا لفظ حدیث نعمان بن بشیر مین اخوۃ کا لفظ اخوۃ جمع اخ اور اخوات جمع اخت شائع و ذائع ہے توجہ خیال مین بیٹھ جانے کی ترغیب مین جلدی کی بھول ہے

(۴) لکھی تھی۔ اوسکے دو تین یوم کے بعد ایک رسالہ شیخصاحب نے روانہ کیا اور ایک خط بھی اوسکے بعد ارسال فرمایا جسکی نقل بعینہ ہم واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج رسالہ کرتے ہین۔ (جناب مولویصاحب عنایت فرمائم۔ ام فضلہ۔ السلام علیکم۔ قبل اسکے رسالہ التحقیق المزید آپ کے پاس بھیجا تھا بعد اوسکے دہلی سے میاں یٰسین کا خط آیا کہ صـ۱ مین البدعۃ کا لفظ غلطی کاتب سے مطبع کے لکھا گیا ہے صحیح لفظ العدم ہے تصحیح کر دوگے چنانچہ دوسرا رسالہ ہمنے تصحیح کرکے آپ کے پاس بھیجدیا اور آپکو لکھا کہ پہلا رسالہ واپس فرماؤ مگر آپنے ابتک واپس فرمایا یہ خلاف دیانت ہے الخ) اور جناب مولوی عبدالعزیز صاحب نے بھی اس غلطی کے بارہ مین جسکا مذکور شیخصاحب کے خط مین ہوا مجھکو ایک خط لکھا تھا جسکی نقل یہ ہے (از عاجز عبدالعزیز رحیم آبادی بخدمت جناب مولوی محمد سعید صاحب بنارسی مہتمم نصرۃ السنہ السلام علیکم۔ کل کے روز رسالہ التحقیق المزید مولفہ عزیزم مولوی محمد یسین آپکے پاس والدم مدظلہ نے بھیجا ہے بعد بھیجنے آپ کے پاس اوسمین ایک غلطی نظر پڑی اسواسطے دوسرا نسخہ آپ کے پاس بھیجتے ہین آپ نسخہ سابق کو واپس فرمائیے اور وہ غلطی یہ ہے کہ صـ۱ سطر ۵ مین عبارت تنویر العینین کی جو منقول ہے اوسمین کاتب کی غلطی سے بجائے لفظ العدم کے لفظ البدعۃ لکھا گیا ہے حالانکہ صحیح لفظ العدم ہے فقط)۔ ناظرین ان دونون خطوںمین جو تعارض تناقض ہے اولاً اوسکو ملاحظہ فرمائین

مولویصاحب کے والد صاحب لکھتے ہین کہ دہلی سے حافظ لیسین صاحب نے
لکھا ہے کہ غلطی رہگئی - اور مولوی عبد العزیز صاحب لکھتے ہین کہ بعد بھیجنے
رسالے کے دوسرے دن غلطی نظر پڑی - مولویصاحب کے خط سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس خطا کی تصحیح خود مولویصاحب نے فرمائی - اور آپ کے والد
کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ لیسین صاحب نے فرمائی - کیونکہ جس
یوم پہلا رسالہ روانہ کیا گیا اوسکے دوسرے یوم کا خط مولویصاحب کا ہے
- اور دہلی سے خط آتے کم سے کم تین یوم چاہئین - اور اس سے ایک لطف
یہ بھی ہوا کہ مولوی عبد العزیز صاحب کا مولف ہونا معلوم ہوا - کیونکہ اگر
مولویصاحب نے اپنے دست مبارک سے مولنا محمد اسمعیل صاحب کی کتاب
تنویر العینین سے عبارت نہ لکھی ہوتی تو اونکو کیسے نظر پڑ جاتا کہ اصل
عبارت العدم ہے - کیا مولویصاحب تنویر العینین کے حافظ ہین -
بہر حال اب ہم ایسے صحت شدہ رسالے کی اغلاط لکھتے ہین - اور مولوی
عبد العزیز صاحب کا مقولہ انہین پر عائد کرتے ہین - کہ ان حضرات کو
غلطیون کی حس بھی نہین ہوتی - باوجود صحت کرنے کے بھی اغلاط کثیرہ
موجود ہین - اب نمبروار بطور نمونہ یکے از ہزار و اندکے از بسیار
رسالے کی غلطیان لکھی جاتی ہین (نمبر ۱) صفحہ ۲ سطر ۳ (علیہ وآلہ)
والصواب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ لان العطف علی الضمیر المجرور بغیر اعادۃ

الجار غیر جائز قال الشیخ عبد الرحمن فی الفوائد الضیائیۃ فانہ امتنع العطف فیہا لان العطف علی الضمیر المجرور بلا اعادۃ الجار غیر جائز ۔ یعنی شیخ عبد الرحمن المعروف بملا جامی سنے فوائد ضیائیہ شرح کافیہ مین فرمایا ہے کہ ان دونون مین عطف منع ہے کیونکہ عطف ضمیر مجرور پر بلا اعادہ حرف جار کے غیر جائز ہے ۔ اگرچہ رضی سنے شرح کافیہ مین کوفیونکا اختلاف نقل کیا ہے مگر یہ اونکا قول جمہور کے مقابلہ مین غیر معتمد بہ ہے ۔ اسیواسطے محقق جامی سنے اوسکو اس مقام پر نقل نہین کیا ۔ اور بحث توابع مین نقل کرکے جواب اسکا لکھدیا ہے اور شیخ ابن حاجب سنے متن مین اوسکا کچھہ خیال کیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ ابن حاجب سنے فرمایا ہے وان کان معنیً وجاز العطف تعین العطف نحو مالزید وعمرو والا تعین النصب نحو مالک وزیداً وما شانک وعمراً ۔ یعنی اگر فعل معنوی مین ہو اور عطف جائز ہو سکے تو عطف ہی متعین ہوگا جیسے اس مثال مین (مالزید وعمرو) کیونکہ یہان پر عطف جائز ہے کوئی مانع نہین ہے ۔ اور اگر عطف نہ جائز ہو بلکہ ممتنع ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے مثال (مالک وزیداً وما شانک وعمراً) مین کیونکہ اس مقام مین عطف زید وعمرو کا ضمیر مجرور پر بلا اعادہ حرف جار کے کیا گیا ہے اور وہ جائز نہین ہے ۔ نیز شیخ ابن حاجب سنے بحث توابع مین فرمایا ہے واذا عطف علی الضمیر المجرور اعید الخافض نحو مررت بک وبزید یعنی جسوقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جاوے تو خافض کو لوٹایا جاوے جیسے

مثال (مررت بک وزید مین) - ہدایت النحو وغیرہ کتب نحو مین بھی کوفیون کا مذہب ذکر نہین کیا اور اعادہ تاافت کو ہدایت النحو مین واجب لکھا ہے - رضی نے شرح کافیہ مین بوجہ تائید اپنے مذہب رفض کے کوفیونکا ایک ماخذ اور استدلال ذکر کیا ہے - اگرچہ رضی نے بحث توابع مین جواب اسکا لکھدیا ہے - مگر اس مقام پر بھی اوسکا جواب لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے قال الرضی فی شرح الکافیۃ فالکوفیون یجوزون فی السعۃ العطف علی الضمیر المجرور بلا اعادۃ الجار والبصریون یجوزونہ للضرورۃ واما فی السعۃ فیجوزونہ بتکلف وذلک باضمار حرف الجر مع انہ لا یعمل مقدرا لضعف فقال المصنف ہہنا انہ یتعین النصب نظرا الی لزوم التکلف فی العطف وقال الاندلسی یجوز العطف علی ضعف ان لم یقصد النص علی المصاحبۃ وہو اولی لورودہ فی القرآن کقولہ تعالی تسالون بہ والارحام بالجر فی قرءۃ حمزۃ **ترجمہ** پس کوفی فراخی کلام مین ضمیر مجرور پر عطف کو بلا اعادہ جار کے جائز رکھتے ہین اور بصری ضرورۃً جائز رکھتے ہین لیکن فراخی کلام مین تکلف سے جائز رکھتے ہین اور یہ بوجہ پوشیدہ ماننے حرف جر کے باوجودیکہ وہ حالت تقدیر مین بباعث ضعف کے عمل نہین رہتا پس مصنف نے اس جگہہ کہا ہے کہ نصب متعین ہے لزوم تکلف کا عطف مین درمیان کرکے اور اندلسی نے کہا کہ عطف جائز ہے ضعف پر اگر مصاحبت کی تصریح نہ قصد کیجاوے اور وہی اولی ہے بباعث وارد ہونے اسکے قرآن مین مثل

قول اللہ تعالی کے (سوال کرتے ہو تم ساتھ اوسکے اور ارحام کے) موافق
قرأۃ حمزہ کے جر سے + مین کہتا ہون رضی کا اندلسی کے مذہب کو پسند کرنا
ٹھیک نہین ہے کیونکہ سوا حمزہ کے باقی سب قراء نے ارحام کو نصب سے پڑہا
ہے تو بقاعدہ اصول حدیث کے قرأۃ حمزہ کی شاذ ٹھہری - یہی وجہ ہے کہ
محققین مفسرین نے قرأۃ حمزہ کو ضعیف اور فاسد ٹھہرایا ہے - قال البیضاوی
فی تفسیرہ والارحام بالنصب عطف علی محل الجار والمجرور کقولک مررت بزید و
عمروا او علی اللہ ای اتقوا اللہ واتقوا الارحام فصلوہا ولا تقطعوہا وقرأ حمزۃ
بالجر عطفا علی الضمیر المجرور وہو ضعیف لانہ کبعض الکلمۃ ترجمہ ارحام ساتھ
نصب کے عطف ہے محل جار مجرور پر مثل قول تیرے مین زید اور عمرو پر گذرا
یا عطف ہے اللہ پر یعنی ڈرو اللہ سے اور ڈرو ارحام سے پس اونکو ملاؤ اور
مت قطع کرو حمزہ نے ارحام کو جر سے پڑہا ہے ضمیر مجرور پر عطف کیا ہے حالانکہ
یہ ضعیف ہے کیونکہ وہ مثل بعض کلمہ کے ہے + قال صاحب الکشاف فی
والارحام بالحرکات الثلاث اما قرأۃ حمزۃ فقد ذہب الاکثرون من النحویین الی انہا
فاسدۃ قالوا لان ہذا یقتضی عطف المظہر علی المضمر المجرور وذلک غیر جائز کما فی
المفاتیح - ترجمہ صاحب کشاف نے کہا ہے کہ ارحام تینون حرکتون سے
پڑہا گیا ہے لیکن حمزہ کی قرأۃ پس اکثر نحوی اسکی طرف گئے ہین کہ وہ فاسد ہے
اونھون نے کہا ہے کیونکہ یہ مقتضی ہے عطف مظہر کو ضمیر مجرور پر اور یہ غیر جائز ہے

ایسے ہی مفاتیح مین ہے۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ مذہب کوفیون کا ضعیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسیواسطے شیخ ابن حاجب نے تعین نصب فرمایا ہے ۔ ہمارے مخاطب صاحب کی نحو کا یہ حال ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ شحنۂ ہند مین اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہمارے رسالے کے مطالب کو ہمارا مخاطب ہمسے بیان کرے۔ سچ ہے جب مطالب رسالہ کا معنی القول فی بطن القائل ٹھہریگا تو اگر کوئی شخص بسبب عدم علم غیب کے مطالب رسالہ کا بیان نہ کرسکے تو نزدیک جمہور اہل علم کے معذور ہوگا (۲) صہ۲ سطر۲ قولہ (غزال العلوم) یہ کہان کا محاورہ ہے اسکی سند کلام عرب عرباء سے درکار ہے۔ علوم کا ہرن یہ محاورہ آپکا تازہ ہے ۔ (۳) صہ۲ سطر۱ (واستصاد من لوامع جمالہ) استصاد بصاد مہملہ اور دال سے ضمیر کے غلط ہے چاہیئے استضا بضاد معجمہ ۔ (۴) صہ۲ بسطر۱۱ (وہو مولانا وشیخنا الخ) بدل اور مبدل منہ کے درمیان فاصلہ واؤ سے لانا آپ ہی کا کام ہے ۔ (۵) صہ۱۱ سطر۲ (وانا محمد یسین رزقنا اللہ الی قولہ با عد بینی و بین الخ) پہلے ضمیر واحد متکلم کی انا پھر جمع کی نا پھر یاء متکلم بینی ۔ واہ کیا عمدہ عبارت ہے۔ انا رزقنا اللہ کیا فصاحت بلاغت کا کلام ہے ۔ (۶) صہ۳ سطر۹ (من ابریل) جب عربی عبارت آپ لکھنے لگے تھے تو (اپریل) کو بھی (افریل) لکھا ہوتا کیا بائے فارسی کا استعمال عربی مین آیا ہے جیسے آپ نے (انجریزیہ مینا) کاف کو جیم سے بدلا ہے ایسے ہی یہان بھی باء فارسی کو حرف فا سے بدلا ہوتا ۔ (۷) صہ۳

سطر ۸ (الی اللہ الرجوع والصواب) چاہئے (الی اللہ الرجوع ومنہ الصواب)
آپ کی عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ کی طرف رجوع ہے اور اوسکی طرف صواب
ہے - حالانکہ بیوقوف بھی یہ جانتا ہے کہ یوں بولا جاتا ہے اور اوسیکی طرف سے
صواب ہے ⁂ (۸) صـ۳ سطر ۹ (یضل الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء -)
صحت آیت کی یوں ہے یضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء - باوجود حافظ
ہونے کے یہ غلطی ہے - اصل رسالے مین تو یفعل کے بعد بھی اللہ کا لفظ
نہین ہے - مگر پیچھے سے بنایا گیا ہے - اسواسطے اوسکو غلطی مین نہین شمار کیا
جسکو شک ہو سورہ ابراہیم مین اس آیت کو دیکھے - اسی پر رکوع ختم ہوا ہے -
(۹) صـ۵ سطر ۴ (استفتا مستفتی کے پاس حسب معمول بھیجا گیا) کہئے
جناب بعد تحریر جواب کے بھی وہ استفتا ہی رہا - یا خالی استفتا مستفتی کے پاس
بغیر جواب کے بھیجا گیا - یوں تحریر فرماتے (وہ فتویٰ مستفتی کے پاس حسب معمول
بھیجا گیا - (۱۰) صـ۹ سطر ۱ (علوم معقول ومنقول سے فراغت کے بعد
تحصیل علم حدیث کے لئے جناب شیخنا کی خدمت مین روانہ کیا) - جب آپ علوم
منقول سے فراغت پا چکے تھے تو پھر تحصیل علم حدیث تحصیل حاصل نہین تو اور
کیا ہے - یا آپ علم حدیث کو علوم منقول سے شمار ہی نہین کرتے - حالانکہ بالبداہۃ
غلط ہے - اور پھر یہ بھی غلط ہے - آپنے علم اصول مین توضیح وسلم کہان پڑھی
ریاضیات سے تو آپ کو خبر تک نہین - آپ کے بھائی صاحب جنکے نام سے یہ رسالہ

شائع ہوا ہے اونکا تو یہ حال ہے کہ انھوں نے کتب منقول و معقول مروجہ کو ابھی تک پڑہا ہی نہین - فقہ مین ہدایہ اونکا ابھی باقی ہے - اصول مین مسلم وغیرہ فلسفہ مین شمس بازغہ منطق مین امور عامہ وغیرہ - ریاضیات مین اقلیدس ہیئت حساب - یہ جملہ آپکو لکھتے ہوئے شرم نہ آئی *(۱۱) ص۱۶ سطر (تضاعف) صحیح (تضائف) ہے کبری خوان بھی جانتے ہین کہ اسکو تضائف عین مہملہ سے لکہنا محض غلط ہے - یہ آپ کی معقول دانی ہے کہ الفاظ مصطلحہ کو بھی صحیح نہین لکھہ سکتے *(۱۲) اسی صفحہ کے سطر ۸ مین ہے (تضاعف مین اجتماع) صحیح ہے (تضایف مین اجتماع) (۱۳) ص۱۷ سطر ۱۰ (تضاعف) صحیح ہے (تضائف) (۱۴) آپ نے تضائف کی تعریف ص۱۶ مین لکھی ہے (تب یا ہر ایک کا تصور دوسرے کے تصور پر موقوف ہوگا یا نہین ہوگا اگر ہوگا تو وہ تقابل تضاعف ہے) - تضائف کی صحت و غلطی کا حال تو پہلے معلوم ہو چکا - یہ جو تعریف آپ نے تقابل تضائف کی فرمائی ہے غلط ہے کیونکہ اس تعریف مین دور لازم آتا ہے - یہ تعریف عوام طلبہ مین معروف ہے - صحیح تعریف تقابل تضائف کی یہ ہے (کہ اگر تعقل ہر ایک کا بہ نسبت دوسرے کے ہو تو تقابل تضائف ہے - حاشیہ ملا جلال ص۱۹ مین ہے لان التضائف ہو کون تعقل احدہما بالنسبۃ الی الآخر - اور مولوی ظہور اللہ حاشیۃ الحواشی الزاہدیہ المتعلق بملا جلال مین فرماتے ہین - لان المتقابلین اما ان یکونا وجودیین

فاما ان یکون تعقل کل واحد منہما بالقیاس الی الآخر کالابوۃ والبنوۃ اولاالخ ـــ

ترجمہ کیونکہ متقابلین یا یہ کہ وجودی ہونگے پس بصورت وجودی ہونے کے تعقل ہر ایک کا بالقیاس دوسرے کے ہوگا جیسے باپ ہونا اور بیٹا ہونا یا نہین ۔ ان دونون عبارتون سے معلوم ہوا ۔ کہ تعریف تضائف کی جو درسیان طلبے مشہور اور بالکل غلط ہے وہی آپ نے بھی لکھی ہے ۔ اسی تعریف سے اندازہ آپ کی منطق دانی کا ہوسکتا ہے (۱۵) صـ۱۷ سطر ۱۱ (دلیل حلف بحاء مہملہ) غلط ہے ۔ صحیح یون ہے (دلیل خلف بخائے معجمہ) + (۱۶) صـ۱۹ سطر ۱۲ (استنتاح) صحیح یون ہے (استنتاج) + (۱۷) صـ۲۵ سطر ۲ (مخالف تھے) بیائے مجہول ۔ صحیح یون ہے مخالف تھی بیاء معروف + ـــ (۱۸) صـ۳۱ سطر ۲ (اگی آتی ہے) صحیح یون ہے آگے آتی ہے) (۱۹) صـ۳۱ سطر ۱ (بناؤ غیرہ بنانے) صحیح یون ہے (کہ بناؤ غیرہ بنانی) بیاء معروف ۔ (۲۰) صـ۳۱ سطر ۲ (کہ بناؤ غیرہ بنانے) صحیح یون ہے (کہ بناؤ غیرہ بنانی) بیائے معروف + (۲۱) صـ۴۲ سطر ۱۴ (ان اردت سطحہ) صحیح یون ہے ـــ (ان اردت سطحہا) ۔ نحو میر کیا مبتدی خوان بھی جانتے ہین کہ ارض مونث ہے اوسکی طرف ضمیر مونث کی راجع ہوگی نہ مذکر کی (۲۲) صـ۴۲ سطر ۱۵ (علی ذالک) صحیح یون ہے (ذلک) بغیر الف کے ـــ واضح ہو کہ یہ بائیس غلطیان وہ ہین جو نظر طبعی مین معلوم ہوئین ـــ اور مین نے اون غلطیون سے جنکی تصحیح

بعد طبع رسالہ کے مولوی عبد العزیز صاحب نے فرماوی تھی تعرض نہین کیا بعد
اس چھپان ہین کے پھر بھی یہ غلطیان رسالہ مین موجود ہین - اب وہی قول مولوی
صاحب کا صادق آیا - کہ ان حضرات کو غلطیون کی حس بھی نہین ہوتی - اور
واضح ہو کہ رسالے کے صـ۳ مین جو ابیات مولویصاحب نے بطور قصائد عرفی
کے لکھے ہین بالکل بے معنی بے ربط ہین اصلاح انکی مولوی احمد حسن اڈیٹر
شحنۂ ہند نے ضمیمہ شحنہ مطبوعہ ۱۶ اگست ۱۸۹۹ء مین کر دی ہے - جو صاحب
آپ کے اشعار کا لطف دیکھنا چاہین وہ ابیات رسالہ کو ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶
اگست مین جو اشعار درج ہین مقابلہ موازنہ کر کے دیکھ لین تو کہ حضرت کی شاعری کا
حال معلوم ہو جاوے - مین نے بخوف طوالت رسالے کے اشعار کی غلطیون کو
چھوڑ دیا + اور یہ بھی خیال کیا کہ جو کوئی شعرا کا متبع ہوتا ہے - وہ بنص قرآنی
غاوی ٹھہرتا ہے + **قولہ** اور نہ کسی امیر و نواب کی خوشامد سے ہے الخ -
اقول الحمد للہ کہ مین نے آجتک کسی امیر و نواب کی خوشامد نہین کی - ان
تعریفات حقہ مجدد العام و الدین فی ہذا الزمان کی لکھی ہین - حالانکہ وہ نہایت
سچی ہین مجھ سے بڑہ بڑہکر آپ کی تعریفین علماء عرب و عجم نے لکھی ہین -
واقعی وہ اسی قابل ہین - انکی جو تعریف کیجاے تھوڑی ہے - ماسوا اپنے
مجدد کے مین نے کسی کی تعریف نہین لکھی + اور یہ تعریف بھی کسی خوشامد پر
مبنی نہین ہے اور نہ وہ طالب خوشامد و مدح ہین - کتب طبقات علماء کو

دیکھو کہ کسطرح اور کسقدر مدائح علما متقدمین و معاصرین کی لکھی ہین۔ کیا وہ سب
اپنے جملہ معاصرین کے باوجود اوس علم و دیانت کے خوشامدی تھے۔ نعوذ باللہ
من سوء الظن و سوء الفہم۔ الحمد للہ کہ میری معاش نہ محصول تا اڑسے ہے۔
نہ میرے والد نے ڈاکہ زنی کی۔ نہ لوگونکو لوٹا ستایا۔ حالت جاہلیت مین بھی
اللہ تعالی نے بباعث اپنے فضل کے میرے والد ماجد کو بہت کچھ مال دے رکھا تھا
۔ابتک میرے والد اقسر پولیس ہین۔ مین نے اللہ کی راہ مین سب مال و متاع
زوجہ و خویش و اقربا پر خاک ڈالی۔ اللہ تعالی نے اسلام مین بھی مجھکو غنی کردیا
ایک خاص بندہ مقبول بارگاہ کو جو مجھکو خاص اعزہ سے عزیز رکھتا ہے میرا حامی
بنایا۔ اوسکی بدولت مین سب سے بے پروا ہون۔ اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہون
کہ اوس اپنے بندے کو باجاہ و اقبال سلامت باکرامت رکھے آمین۔ اب تھوڑی
بہت تجارت کتب بھی ہے۔ پرچہ نصرۃ السنۃ بھی جاری ہے۔ میرا پیشہ وعظ
کہکر۔ یا بنگالہ کا سیر چکر لگاکر روپیہ وصول کرنیکا نہین ہے۔ جب کسی جگہ اہلحدیث کو
کوئی مفسدہ ستاتا ہے تو وہ مجھکو اوسکی سرکوبی کے لئے طلب کرتے ہین۔
بغیر کسی کی طلبی کے اپنے مرکز سے محیط کی طرف قدم نہین بڑہاتا۔ ذالک فضل
اللہ یوتیہ من یشاء۔ **قولہ** اور اہل علم اسوقت آپ کی موافقت سے تبری
کرینگے تو آپ اونکو حاسد قرار دین گے الخ۔ **اقول** مسئلہ متنازعہ بنا عید گاہ مین
اکثر اہل علم و فضل میرے ہمراہ ہین۔ آپ کے بھائی حافظ یسین صاحب کے

اوستاد جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری - و جناب علامہ زمان مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی - و مولوی قاضی شیخ محمد صاحب مچھلی شہری وغیرہم کی بھی یہی تحقیق ہے - کہ بناء عیدگاہ بدعت سیئہ ہے - اگرچہ جناب مولانا و استاذنا جناب میانصاحب مدظلہ العالی اس مسئلہ مین میرے موافق نہین ہین - مگر اس زمانہ کے مجدد العلم والدین افضل المتاخرین نواب صاحب بہادر اس مسئلہ مین میرے موافق ہین - ولی بہولاء السادۃ الکرام والبررۃ العظام اسوۂ حسنۃ والحق احق ان یتبع + اور مین نے کسی متبع سنت کو کبھی بدعتی نہین کہا - اگر آپ سچے ہین تو میری عبارت نقل فرمائے - **قولہ** چنانچہ میرے والد ماجد جناب شیخ احمد اللہ صاحب سے ایک خط سفارش کا بحضور جناب میانصاحب مدظلہ اس مضمون کا لکھوایا کہ وہ فتوی نہ لکھا جاوے - **اقول** مین نے شیخصاحب سے اتنا ضرور کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک صاحب آپ کے صاحبزادہ سے ایک فتوی لکھا رہے ہین - اور بہت سے اہل علم کو اس مسئلہ مین خلاف ہے - اگر یہ فتوی شایع ہوگا تو خوف ہے کہ اہل حدیث مین تفرقہ پڑے - آپ جناب میانصاحب کو ایک خط اس بارے مین لکھیے - بعد لکھنے خط کے جو خط مجھکو شیخصاحب نے لکھا اوسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے - (جناب مولویصاحب عنایت فرماے مدالله افضالہ السلام علیکم عنایت نامہ آپکا مع اخبار العکس پہونچا نسبت مقدمہ حاجی عطاء اللہ صاحب کے سخت تردد ہے کہ یا اللہ کیا وجہ ہے

اور اسمین کیا بھید ہے۔ بہر کیف جسوقت اللہ تعالی حکم دلوائے فوراً اطلاع
فرمائیگا و حال مقدمہ الہ آباد ہمکو کچھ معلوم نہین ہے۔ اور میان صاحب نے
اوس خط کا جواب بھی نہین بھیجا جسمین ہمنے اونکو لکھا تھا کہ اگر مولوی تلطف حسین
نہین جاوین تب کاغذات بھیجدیوین کہ مولوی سعید صاحب الہ آباد جاوینگے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ امر خلاف مولوی تلطف حسین ہوا بلکہ عجب نہین ہے کہ میانصاحب کے
بھی خلاف ہوا کیونکہ کچھ جواب ابتک نہین آیا ہائی کورٹ الہ آباد تو تعطیل ہوگیا ہوگا
اور میان یسین نے جو حسب کہنے مولوی تلطف حسین کے فتوی جواز بنا۔
مسجد عیدگاہ و مکان کا لکھا ہے نقل اوس فتویکا آپ کے پاس بھیجتے ہین چونکہ آپنے
پہلے اسکو بدعت لکھا تھا اسواسطے یہ فتوی لکھا گیا ہے افسوس آپ نے پہلے ہمکو
نہین لکھا ورنہ ہم یسین کو منع لکھتے بلکہ جب ہمنے حسب فرمانے آپ کے منع لکھا تو
اوسکے پہلے یہ فتوی قصبہ آرہ روانہ ہوچکا تھا الغرض یہ فتوی رد تحریر آپ ہی
کے ہے اسواسطے آپ کو لکھا کہ ضرور تردید اس فتویکا آپ لکھین ہرگز اسمین غفلت
نہ کرین و نسبت مہر میانصاحب کے لکھدیجیگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میان
یسین نویسندہ اس فتوی نے بلا اطلاع میانصاحب کے مہر کردیا ہے یا کہ
میانصاحب سے سرسری مین دستخط کرایا ہے کیونکہ جس حالت مین مروان نے
منبر بنایا تھا اوسوقت صحابہ نے اسکو بدعت کہا پس ایسی حالت مین بنانا عیدگاہ کا
خصوصاً مکان کا واسطے عورتون کے کیونکر بدعت نہوگا علاوہ اسکے میان یسین نے

جو لکھا ہے کہ عیدگاہ و صحن پختہ یا مکان واسطے عورتون کے بنانے سے حکم عدم
صحرائیت کا نہوگا بلکہ صحرائیت باقی رہیگی یہ صرف اپنی سمجھہ لکھا ہے اسمین کوئی دلیل
نہین دیا ہے کیونکہ جب صحرا مین مسجد بنائی جاتی ہے تب اوس مسجد کو مسجد طریق
کہتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جب مکان بنایا گیا تب عیدگاہ کہا جائیگا
و صحرا نہین کہا جائیگا کیونکہ صحرا اوسکو کہتے ہین کہ جس جگہہ کی تعین نہو اور جب
تعین ایک جگہہ کی قائم ہوگئی تب اوسکو مسجد طریق یا عیدگاہ کہین گے مجرد لفظ صحرا
باقی نہین رہیگا بہرکیف ان امرونکو آپ غور کرکے اور جو وجوہات مناسب ہو
اوس وجوہات کے ساتھہ تردید اوسکا لکھین ضرور فقط انتہی بلفظہ)
حاصل کلام کا یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد کے خط سے چند امر معلوم ہوئے اول
کہ یہ فتوی میرے مقابلہ مین میری تحریر کا رد کرنے کو لکھا گیا ہے - دوم میانصاحب
کے انکار کرنے کو خود آپ کے والد ماجد ہی نے مجھکو ترغیب دی انہین کے خط کے
سبب سے مجھکو یقین مہر میانصاحب کا تھا اب جو کچھہ اس بارے مین آپ کو
کہنا سننا ہو پہلے اپنے والد ماجد کو کہئے - سوم مین نے آپ کے فتویکا
رد لکھا تھا تو حسب فرمایش آپ کے والد ماجد کے لکھا - چہارم اس مسئلہ مین آپکے
والد ماجد بھی آپ کے مخالف ہین - اور آپ کے فتویکا رد بضمن خط مجکو لکھہ چکے ہین
اب آپ اپنے والد ماجد کا رد دل کھولکر کیجئے - اور جو کچھہ چاہئے اونکو کہئے واضح ہو
کہ قبل اس رد و قدح کے خود مولوی عبد العزیز صاحب بنا عیدگاہ کو اپنے وعظ میں

بدعت کہہ چکے ہین - چنانچہ شیخ قادر بخش نے مجہکو مظفر پور سے بذریعہ خط کے
اس امر سے مطلع کیا ہے - نقل عبارت شیخ قادر بخش صاحب (حضور نے
بہ نسبت رسالہ عیدگاہ کے جواز تمام فرمایا تھا کہ بھیج دینگے ازراہ مہربانی ضرور روانہ
فرمائیگا اور جو صاحب مجوز اسکے ہین اونکی طرف سے بھی چھپ رہا ہے گفتگو سے
اونکے معلوم ہوتا ہے اور پہلے اونے عیدگاہ کو بدعت ٹھہرایا ہے اپنے وعظ مین
بدعت کہا ہے اورکا ٹھکانا نہین -) - اس عبارت خط شیخ قادر بخش سے معلوم ہوا
کہ خود حضرت بھی بناء عیدگاہ کو پہلے بدعت فرماتے تھے - اب محض نفسانیت سے
رد وقدح کر رہے ہین - **قولہ** جس سے دو باتین ثابت ہوتین ایک یہ کہ مولوی صاحب
خود سمجھتے تھے کہ مین نے اس مسئلہ مین غلطی کی ہے - میانصاحب کے یہان سے
ضرور اسکے خلاف لکھا جاویگا - **اقول** مجھکو ہرگز اپنی غلطی کا وہم وخیال بھی نتھا
مجھکو تو اتبک یقین ہے - کہ مین اس مسئلہ مین حق پر ہون جسکا دل چاہے مباہلہ
کر لے - ہان یہ خیال تھا کہ جناب میانصاحب بعض دفعہ پوراسنے خیالونکی طرف رجوع
فرماتے ہین - اور ایسے مسائل مین مخالف ہو جاتے ہین کہین اس مسئلہ مین
بھی خلاف نہ کرین - اور کسیطرح کا مجھکو خیال نہ تھا - آپ جو چاہین گمان کرین -
قولہ دوسرے یہ کہ حضرت کی نیک نیتی کا تقاضا یہ ہے کہ جس مسئلہ مین آپ کچھ
کہین اوسمین علماء احقاق حق نکرین اور کتمان حق کے مرتکب ہون الخ **اقول**
یہ مین نے کب کہا ہے کہ کوئی صاحب حق مسئلہ نہ بتائین - ہان مین نے تو اسیقدر

کہا تھا کہ جس امر کو جناب میانصاحب مدظلہ مباح فرماوینگے۔ اگر مصلحت تفرقہ کی
جہت سے جناب میان صاحب مدظلہ مہر فتوی پر نہ فرمائین تو عمدہ ہو۔ یہ مین نے
نہین کہا یا لکھا کہ اس مسئلہ کو میانصاحب مدظلہ ظاہر ہی نہ کرین۔ بنا ر خانہ کعبہ
موافق بناء ابراہیم خلیل اللہ کے آنحضرت صلعم نے ایک مصلحت کی جہت سے
ملتوی کردی۔ ابوہریرہ رضہ کو جو آپ نے اپنی نعلین دیکر بھیجا کہ جو لا الہ الا اللہ
صدق دل سے کہے اسکو جنت کی خوشخبری دے۔ بوجہ مشورہ حضرت عمر رضہ
کے پھر حضرت نے ابوہریرہ رضہ کو روک لیا۔ ایسے ہی اگر آپ لوگ ایک امر کو جو آپ لوگون
کے نزدیک مباح ہے شائع نہ کرتے تو کونسا نقصان دین مین ہوتا۔ اور خود جناب
میانصاحب مدظلہ نے حافظ محمد ابراہیم صاحب دہلوی سے فرمایا کہ مولوی ابراہیم
آروی کے چند خط آتے مین برابر آتا ہے اسکا جواب نہین دیا آخر جب انہون
نے قسم دیکر لکھا اور کہا کہ مین کسیکو نہین دکھلاؤنگا تو فتوی وہان بھیجا گیا اور پھر آرہ
سے واپس منگایا۔ اور مولوی لطف حسین صاحب نے بھی حافظ سلیمانصاحب
سے الہ آباد مین کہا کہ میری رائے ہرگز فتوی مذکور شائع کرنے کی نہ تھی جب مین الہ آباد مین
آیا تو میرے پیچھے فتوی آگیا جب مین وہان پہونچا تو آرہ سے فتوی واپس منگایا
۔ اگر یہ حضرات مصلحت کو خیال نہ فرماتے تو یہ شروع ہی مین نہ احقاق حق ظاہر
فرمادیتے۔ مگر شاباش کہئے آپکے والد کو کہ جسنے ہند مین فتوی کو طبع کراکر
تفرقہ ڈلوایا۔ کاشکے اگر آپکے والد بھی اس مصلحت کو سوچتے۔ اور فتوی

طریق نہ کراتے تو کیا عمدہ بات ہوتی - اس رد و قدح کی نوبت نہ پہونچتی - یہ
سب قصور آپ کے والد یا جد کا ہے نہ میرا فقط — اب آپنے جو میرے مقدمات
بدیہیہ کو بغیر سوچے سمجھے رد کیا ہے - مین اوسکے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون
بعون اللہ وصونہ - مین نے اثبات مدعا کے لیئے پانچ مقدمے لکھے تھے
مقدمہ اولی یہ تھا کہ جیسا اطلاق سنت کا اس فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت
صلعم نے کیا ہو - ایسا ہی اوسپر بھی کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بطور
استمرار کے ترک فرمایا ہو - اسکی تحت مین ہمارے مخاطب صاحب لکھتے ہین
قولہ اولا تو مولوی صاحب کو ان تینون روایتون کی سند لانی چاہیے تھی الخ
اقول لانی (چاہیئے تھے - غلط ہے یون لکھیئے سند لانی چاہیئے تھی - یا مہ
مجہول اور معروف مین کیا فرق آپکو معلوم نہین ہے - مین نے یہ روایتین
بحوالہ نیل نقل کی تھین - میرے غرض یہی تھا کہ مین حوالہ نیل کا لکھدون سے یہ
روایتین نیل مین موجود ہین اور امام شوکانی رحمہ نے ان روایتون کے مالہا
وما علیہا پر کلام بھی کر دیا ہے - بہ نسبت روایت پہلی کے لکھا ہے - قال العراقی
وفی اسنادہ ابراہیم بن محمد بن النعمان الجعفی لم اقف علی حالہ وباقی رجالہ ثقات
ترجمہ عراقی نے کہا اسکی اسناد مین ابراہیم بن محمد بن نعمان جعفی ہین
مین اوسکے حال سے واقف نہین ہوا باقی راوی اسکے ثقہ ہین - اور کعب
بن عجرہ کی روایت نقل کر کے لکھا ہے واسنادہ جید کما قال العراقی - مین نے

استدلال انہین دونون روایتون سے کیا تھا دونون کی تحقیق امام شوکانی نے لکھدی ہے - باوجود اسکے سند طلب کرنا سوائے نوعمری کی اور کیا کہا جاوے پہلی روایت کے متعلق کلام کو اسواسطے نقل نہین کیا کہ یہ کوئی جرح نہ تھی - کیونکہ عراقی فرماتے ہین کہ مین اسکے حال سے مطلع نہین ہوا - عراقی ہون تو نہون کیا دوسرے لوگ بھی واقف نہین ہوتے - مخاطب صاحب اگر اس لفظ کو جرح قرار دیتے ہین تو لکھین کہ یہ کس درجہ کی جرح ہے - آیا یہ جرح بوجہ جہالت کے ہے - تو جہالت عین ہے یا جہالت حال - جب جرح مفصل و مبین کو معترض صاحب نقل فرماوینگے تو اسکا جواب بہ فصل ہم بھی گذارش کرینگے -
قولہ اس دلیل مین مولویصاحب نے کیا کیا کتربیونت کی ہے جسکو لوگ بلی بازی دغابازی جھوٹھ بہتان کتمان تحریف کہتے ہین - **اقول** ایسے کلمات بدتہذیبی کے لکھتے آپ کو شرم نہین آتی - اگر ہم بھی جواب ترکی بترکی لکھین تو اپنے انداز سے دور پڑتے ہین - اور وعدہ سابقہ کا خلاف بھی لازم آتا ہے لہذا ان کلمات سے چشم پوشی کرتے ہین - اور معاملہ اسکا یوم الدین پر اوٹھا رکھتے ہین * اور منطوق ان الفاظ کا نظر تشخص محاورہ وران مین نفی اسلام کی مسلمان سے ہے اور مسلمانکو کافر کہنا صراحةً یا کنایةً بموجب احادیث ثابتہ کفر ہے - **قولہ** لفظ نزل کا ترجمہ چلے کیا الخ - **اقول** اہل علم پر یہ بات مخفی نہین ہے کہ ترجمہ تحت لفظی لفظ کا نہین کیا جاتا - بلکہ جیسا محاورہ وموقع

ہوتا ہے ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی بلند شئے سے اوترنا بغیر مشی کے
ممکن نہین ہے گویا چلنا اوترنیکو لازم ہے اسلئے نزل کا ترجمہ چلے سے کیا گیا۔
تفسیر جلالین مین۔ لاتواعدوہن سرا کی تفسیر نکاح سے کی ہے۔ شارح تہذیب
نے سواء الطریق۔ کی تفسیر وسط سے جو اوسکو لازم ہے کی ہے۔ اب انپر
بھی اعتراض جمائیے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ خود ہمارے مخاطب صاحب نے
بھی ایسا ہی کیا ہے صلا سطر ۱۷ مین ترجمہ تروٰنی کا (کیا تم لوگ چاہتے ہو)
کیا ہے۔ ذرا یہ تو فرمائیے تروٰنی کا ترجمہ چاہتے ہو کس لغت مین ہے
اب جو الفاظ شنیعہ آپنے میرے واسطے لکھے تھے۔ بحمدہ تعالی سب ہی آپ پر لوٹ
آئے۔ سچ ہے من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ۔ جو جواب اسکا آپ عنایت
فرمائینگے وہی ہمارا سمجھیں۔ ایسے ایسے اعتراض کرنا آپ کی کوتہ نظری کا
باعث ہے۔ ذرا سمجھ بوجھ کر تحریر کیا کیجیے۔ **قولہ** اس لفظ سے معلوم ہوتا
کہ کوئی شئ اونچی ضرور تھی جسپر خطبہ آنحضرت صلعم پڑہتے تھے جو ظاہر نظیر تھی
منبر کی جس سے منبر کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے الخ **اقول** مین نے تو
اثر حضرت علی رضہ کا نقل کیا ہے جسمین لفظ نزل ہے۔ اصل عبارت یہ ہے
(نزل فرکب فقالوا یا امیر المومنین) یعنی چلے پس سوار ہوئے لوگون نے
کہا اے امیر المومنین۔ ہمارے مخاطب صاحب نے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ
کو آنحضرت صلعم بنایا۔ اور کہا کہ اس لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شئ اونچی

ضرور تھی جسپر خطبہ آنحضرت صلعم پڑہتے تھے -) اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ
کہ اسکو لوگ کیا کہین گے تحریف وغیرہ کلمات جنکو آپنے لکھا ہے یا دوسرے کلمات
- رہی یہ بات کہ عیدگاہ مین منبر بنوانا یا لیجانا کیا حکم رکھتا ہے - مین کہتا ہون
بیشک بدعت ہے - باوجود ضرورت منبر کے آنحضرت صلعم نے عیدگاہ مین
نماز عید کے لئے نہ منبر بنوایا نہ نکالا - تو اب منبر بنوانا بدعت نہ ٹھہرا تو کیا ٹھہرا
- نماز استسقا مین منبر باہر لیجانا اور عید کی نماز کے لئے نہ لیجانا - اگر
منبر بنوانا یا نکالنا جائز ہوتا تو مروان پر کیون انکار کیا جاتا - رہی نظیر آپکی
ابھی اسمین ہمکو نظر ہے - اولاً بطور معارضہ کے حافظ ابن حجر فتح الباری مین
فرماتے ہین (قولہ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس) فی روایۃ ابن حبان من
طریق داود بن قیس عن عیاض فینصرف الی الناس قائماً فی مصلاہ ولابن خزیمۃ
فی روایۃ مختصرۃ خطب یوم عید علی رجلیہ وہذا مشعر بانہ لم یکن بالمصلی
فی زمانہ صلعم منبر ویدل علی ذلک قول ابی سعید فلم یزل الناس علی ذلک حتی خرجت
مع مروان الخ - ترجمہ قول اوسکا پھر آنحضرت صلعم پھرتے پس لوگون کے
مقابلہ مین کھڑے ہوتے - اور ابن حبان کی روایت مین جو طریق داود بن
قیس سے ہے وہ روایت کرتے ہین عیاض سے پس آنحضرت پھرتے لوگون
کی طرف درانحالیکہ آپ اپنی جگہہ نماز کے کھڑے ہوتے اور واسطے ابن خزیمہ
کے روایت مختصر مین ہے کہ آپنے عید کے دن خطبہ سنایا پاؤن پر کھڑے ہوکر

یہ روایت خبر دینے والی ہے کہ عیدگاہ مین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منبر نتھا
اور اسپر قول ابی سعید کا دلالت کرتا ہے کہ اسی حال پر لوگ ہمیشہ رہے یہانتک
کہ مین مروان کی ہمراہ نکلا۔ روایت ابن حبان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم
اپنی جا سے نماز پر ہی خطبہ پڑہتے تھے۔ اور ابن خزیمہ کی روایت سے بہی
معلوم ہوتا ہے کہ پاؤنپر کھڑے ہوکر خطبہ پڑہتے کوئی جگہہ اونچی نتھی کیونکہ
امام کا بلندی پر کھڑا ہونا بغیر مقتدیون کے منع ہے۔ رہی عبارت ابن قیم
کی اونھون نے لفظ لعل سے محض احتمال عقلی نکالا ہے۔ کوئی یقینی بات
نہین لکھی۔ اصل یہی ہے کہ بعض دفعہ آپنے راحلہ پر خطبہ پڑہا ہے۔ جیساکہ
روایت ابو سعید مین آیا ہے۔ اور حافظ بقی بن مخلد وغیرہ نے اسکو روایت
کیا ہے۔ اور حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے مین یہ جو فرمایا ہے
کہ شاید کاتب نے رجلیہ کو راحلہ سے بدلدیا ہے یہ بات اونکی بغیر دلیل تصحیف
کے مقبول نہین ہے۔ اگر بغیر دلیل کے احتمال تصحیف کا نکالا جاوے تو ہر شخص
اپنی روایت مخالف مین احتمال پیدا کردیگا۔ یہ قول حافظ ابن قیم کا سوا
اونکے مقلد کے اور کوئی تسلیم نہ کریگا۔ ہان اگر مطابقت موافقت روایات کی
گنجایش نہ ہوتی تو بہی احتمال پیدا کرنے کی ایک صورت تھی جبکہ دونون روایتون
مین یون موافقت ہوسکتی ہے کہ بعض دفعہ آپنے اپنے مصلی پر کھڑے ہوکے
خطبہ پڑہا۔ بعض دفعہ راحلہ پر۔ تو اب بحمدہ تعالی سب ہی روایتون مین تطبیق

ہوجائیگی تعارض باقی نہ رہیگا۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ٹیلہ یا زمین بلند پر
آپ کھڑے نہین ہوتے تھے۔ اسکے مدعی کو چاہیے کہ روایت صریحہ پیش کرے
۔ جیسے ہمنے ابن حبان و ابن خزیمہ کی روایت پیش کی ہے۔ ثانیاً اب ہم
اس نظیر مین نظر کرتے ہین اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ نظیر کا اعتبار اُسیوقت
کیا جاتا ہے جبکہ اصل بعینہ موجود نہ ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین
منبر بلکہ یکا موجود تھا۔ نماز استسقا کے لیے نکالا بھی گیا۔ اگر نماز عید مین بھی
منبر کا لیجانا جائز ہوتا۔ یا افضل سمجھا جاتا۔ تو آنحضرت صلعم ضرور منبر کو لیجاتے
یا کسی سے کہدیتے کہ کچا پکا منبر بنادو۔ آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کا منبر کو
لیجانا نہ ہونا بیشک دلالت کرتا ہے کہ منبر عیدگاہ مین لیجانا ہونا خلاف سنت ہے
کسی سنی کو تو اسکے بدعت ہونے مین شک باقی نہ رہیگا۔ ہان اگر کوئی مروانی
متبع مروان ہے تو۔ وہ جانے اور اوسکا کام جانے۔ قیامت مین وہ خود
سمجھ جائیگا کہ حق پر کون تھا حق پر کون تھا۔ **قولہ** اور آدھی عبارت حدیث کی
جسمین علی مرتضی کا قول مشعر جواز صلوٰۃ قبل نماز عید و بعد آن ہے جس سے
صاف ظاہر ہے کہ جناب علی مرتضی نے اسکو بدعت مذمومہ نہین سمجھا بلکہ اوس سے
روکنے کو ناجائز ٹھہرایا اس شخص نے بالکل اُڑادی جسکو یہ شخص
تحریف کہیگا اور مولوی صاحب کو مصداق یکتمون ما انزلنا ٹھہرائیگا دیکھو یہ پوری
عبارت نیل الاوطار جلد ۳ سے نقل کرتا ہون من شاء فعل ومن شاء ترک انتہی

اسنع قوما یصلون فاکون بمنزلۃ من منع عبدا اذا صلی الخ **اقول** بعون اللہ تعالی وصونہ بقول (م ح) سراوی کے آپ لوگون نے اعتراض کرنا خوب سیکھا ہے گو وہ فی نفس الامر کیسا ہی لچر پوچ ہو جس شخص کو اللہ تعالی نے ذرا بھی عقل عطا کی ہوگی - وہ بخوبی جان لیگا کہ دلیل اسیقدر ذکر کیجاتی ہے - جس سے دعوی کا اثبات ہو - پس ہمارے دعوی کے مناسبت اسیقدر قول علی کا تھا جسکو ہمنے ذکر کیا - کیونکہ دعوی یہ تھا کہ عدم فعل یا استمراری آنحضرت صلعم پر صحابہ نے اطلاق سنت کا کیا ہے - رہا یہ کہ نفل پڑہنا قبل صلوۃ عید یا بعد آن جائز ہے یا نہین اس سے کچھ بحث نہین کیجاتی - ہان اگر دعوی میرا یہ ہوتا کہ نفل پڑہنا قبل صلوۃ عید منع ہے - اور او سپر مین اپنی دلیل مین یہ اثر حضرت علی کا ذکر کیا - اور وہ جملہ جسکو آپنے نقل کیا ہے نہ لکہتا تو اعتراض آپکا بجا ہو سکتا تھا - سبحان اللہ کیا کہنا ہے آپ کے علم و فہم کا ہر آدمی اندازہ کر سکتا ہے کہ ابھی آپکو یہی معلوم نہین کہ دعوی کیا ہے اور دلیل کیا ہے - یہ قول آپکا کہ یہ قول حضرت علی رضی کا مشعر جواز صلوۃ قبل نماز عید ہے - مثبت بہ برہان ہے - جبکہ حضرت علی رض نے پہلے خود بیان کر دیا کہ تمنے سنت کی بات مجھسے پوچھی پس سنت یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نے قبل نماز عید و بعد آن نماز نہین پڑہی - اور یہ بھی حضرت علی رض نے بیان کر دیا کہ مین اس نماز کے قریب نہین جاونگا - پھر کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس نماز کو جائز رکھتے تھے - ہان بیشک اس نماز سے

انھون نے لوگون کو منع نہین کیا بخیال آیت (ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی) کے سوا اس استدلال حضرت علی رضؓ مین ہمکو نظر ہے۔ اور اس اجتہاد حضرت علیؓ کو ہم ٹھیک نہین جانتے۔ اور نہ اونکی اور نہ کسی صحابی کی فہم کو حجت سمجھتے ہین علی الخصوص جبکہ کوئی نص جلی اوسکے مساعد نہو۔ کیونکہ اگر اسی آیت کا خیال کیا جاوے تو جو شخص عین طلوع یا غروب کے وقت نماز نفل پڑھے۔ یا بعد صلوۃ عصر کے نفل پڑھے۔ یا بعد تکبیر کے نماز نفل پڑھے تو چاہیے کہ اوسکو بھی منع نہ کیا جاوے۔ واذ لیس فلیس۔ اور حضرت عمر رضؓ و ابن عباس رضؓ وغیرہما نے بعد صلوۃ عصر کے نفل پڑہنے سے لوگونکو منع کیا بلکہ مارا۔ صلوۃ قبل نماز عید و بعد کے مدعی ہو جائیے۔ اور دلائل اوسکے پیش کیجیے۔ پھر دیکھیے کس دھوم سے جواب دیا جاتا ہے۔ اور یہ تو فرمائیے حضرت علیؓ کے قول کو آپنے وحی سماوی سمجھا ہے جو اسکے ذکر نہ کرنے پر مصداق یکتمون ما انزلنا کا ٹھہراتے ہین۔ اور یہ نہین دیکھتے کہ مین نے الخ کا لفظ لکھدیا ہے۔ کیا آپ یا کوئی اہل کتاب نکالکر دیکھ نہین سکتا کہ اسکے آخر مین کیا ہے۔ یون ہی مفت کا الزام دیتا ہے تو مین بھی آپ کو ہر جگہ الزام دے سکتا ہون۔ آپنے میرا قول (قال امامنا و شیخ شیخنا العلامۃ الفہامۃ الخ) اسیقدر لکھکر ٹالدیا۔ اور پوری عبارت قاضی شوکانی رحمؒ کی نقل نہ کی۔ اب وہی سب تربات و تفوہات آپکے آپ پر اولی تغیر سے لوٹ سکتے ہین۔ ذرا سوچ سمجھکر لکھا کیجیے۔ **قولہ** اس واسطے

ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اس نماز کے سنت ہونے سے انکار کیا نہ کہ ترک نماز کو سنت قرار دیکر اتیان نماز کو بدعت ٹھہرایا الخ۔ **اقول** مقدمہ اولیٰ یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے عدم فعل استمراری پر صحابہ نے سنت کا اطلاق کیا ہے نہ یہ کہ اوسکے مخالف کو بدعتی کہا ہے۔ عدم فعل آنحضرت صلعم کو بیشک حضرت علی رضہ نے سنت قرار دیا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول یہ ہے (سالتمونی عن السنة ان النبی صلعم لم یصل قبلہا ولا بعدہا) **ترجمہ** تم مجھکو سنت سے پوچھتے ہو بیشک نبی صلعم نے نہین نماز پڑہا نہ پہلے اوسکے اور نہ پیچھے اوسکے۔ اب آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ حضرت علی رضہ نے نہ نماز پڑہنے قبل صلوۃ عید کو سنت سے تعبیر فرمایا ہے۔ یا یہ کہا ہے کہ یہ نماز جو لوگ پڑہتے ہین سنت نہین ہے۔ اگر آپ نہ سمجھین تو مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری۔ یا کسی اور اہل علم منصف مزاج سے خط لکھکر دریافت کر لیجیئے تو کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہماری ہٹ دہرمی ہے یا آپ کی۔ **قولہ** اس روایت مین بھی سنیت صلوۃ کی نفی ہے نہ کہ حکم سنیت کا ترک پر ہے الخ **اقول** بیشک ٹھیک ہے اس اثر مین سنیت صلوۃ کی نفی ہے۔ اسیواسطے ہمنے اس روایت سے استدلال نہین کیا۔ صحت نامہ مین ابن مسعودؓ کا نام کاٹ دیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ حضرت علی وکعب بن عجرہ نے عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کو سنت سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضمیمہ جسکا آپنے جواب لکھا ہے اوسمین بھی

ابن مسعود کے لفظ پر قلم کھینچ دیا ہے۔ باوجود ہمارے صحت نامہ کے آپ کا باعث لانے اس روایت کے معترض ہونا سوائے فریب دہی کے اور کیا کہا جاوے۔ رہا فرق قضیہ سالبہ و معدولہ کا ادنیٰ طالبہ جانتے ہین کہ وہ قضیہ جسمین رابطہ ذکر کیا جاوے۔ اگر حرف نفی رابطہ پر مقدم ہے تو بسیط ہے والا موجبہ اگر قضیہ ثنائیہ ہے یعنی حرف رابطہ مذکور نہین ہے تو اس صورت مین البتہ فرق دشوار ہے۔ یا تو نیت سے فرق ہو سکتا ہے یا تخصیص کرنے لفظ غیر اور لا ساتھ موجبہ معدولہ کے اور لفظ لیس سالبہ بسیطہ سے یا برعکس اسکے قولہ تیسری دلیل اس دعوی پر روایت کعب بن عجرہ کی پیش کی ہے۔ اور شاید اپنی خوش استعدادی یا دیانت داری سے (ہذہ بدعۃ و ترک للسنۃ) کو محل استدلال سمجھا ہے الخ اقول استدلال ہمارا تو مثل آفتاب نیمروز کے روشن ہے اسمین خوش استعدادی کا کیا ذکر ہے۔ بیشک کعب بن عجرہ نے فرمایا کہ نماز قبل نماز عید کے بدعت ہے اور ترک سنت ہے۔ قولہ پس مولوی صاحب کے استدلال کی صحت موقوف ہے اسپر کہ اس روایت مین سنت سے مراد سنت اصطلاحی ہے اور اس روایت مین سنت سے مراد سنت اصطلاحی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے اقول افسوس ہے جس شخص نے اصول کی کوئی کتاب نہ پڑھی ہو نہ دیکھی ہو وہ علماء فحول کا مقابلہ کرے۔ اور اپنے کو روایت و درایت مین عدیل مولانا محمد اسمعیل صاحب کا سمجھے۔ لیں اب سنئے دیکھئے

آپکی ہمہ دانی کا حال معلوم ہوگیا۔ جس نے کبھی بھولے سے بھی کوئی کتاب اصول کی دیکھی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ الفاظ مستعملہ شرع سے حقائق شرعیہ اور ہوتی ہین نہ حقائق لغویہ۔ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین مسئلہ لاخلاف فی الحقیقۃ الشرعیۃ التی وضعہا اہل الشرع کالفقہاء وعلماء الاصول ولا فی ان الالفاظ الشرعیۃ لاتحتاج الی القرینۃ فی افادۃ المعانی الشرعیۃ وانما الخلاف فی ان ہذہ الدلالۃ لاجل وضع الشارع او بالاشتہار بین اہل الشرع من المسلمین فاختار المصنف الاول الخ

ترجمہ نہین خلاف ہے حقیقت شرعیہ مین وہ حقیقت کہ اوسکو اہل شرع نے مثل فقہاء اور علماء اصول نے وضع کیا ہے اور نہ اس بات مین کہ الفاظ شرعیہ معانی شرعیہ کے فائدہ دینے مین محتاج قرینہ کے نہین ہوتے سوا اسکے نہین کہ خلاف اسمین ہے کہ یہ دلالت بباعث وضع شارع کے ہے یا بباعث مشتہر ہونیکے درمیان اہل شرع کے مسلمانون سے مصنف رح نے اول کو اختیار کیا ہے۔ بد عبارت شرح مسلم سے معلوم ہوا کہ الفاظ شرعیہ اپنے معانی کے دلالت کرنے مین محتاج قرینہ کے نہین ہوتے۔ جب کوئی لفظ شرعی بولا جاویگا تو مراد اوس سے وہی معنی شرعی لئے جاوینگے نہ لغوی۔ اور معنی حقیقی شرعی سے پھیرنے کے لئے کوئی صارف ہونا چاہیئے وہ اسجگہہ مفقود ہے۔ بلکہ ہذہ کا مشار الیہ وتقابل بدعت معنی شرعی کی تائید کر رہا ہے ذرا سمجھنے کے لئے عقل درکار ہے نیز کتب اصول حدیث مین یہ مسئلہ ببسط سے مذکور ہے۔ کہ صحابہ جس فعل کو سنت

سے تعبیر کرتے ہین۔ مراد اوس سے جمہور محدثین کے نزدیک سنت آنحضرت صلعم کی ہوتی ہے۔ حافظ سخاوی فتح المغیث شرح الفیہ مین تحت قول عراقی (وہو قول الاکثر) مین فرماتے ہین (من العلماء اذ ہو المتبادر الی الذہن من الاطلاق لان سنة النبی صلعم ہو اصل و سنة غیرہ تبع لسنته وکذلک الامر والنہی لاینصرف بظاہرہ الا لمن ہو اہلہ ہو الشارع صلعم و امر غیرہ تبع فحمل کلامہم علی الاصل اولی خصوصاً والظاہر ان مقصود الصحابة بیان الشرع الخ۔ ترجمہ وہ قول اکثر علما کا ہے اسواسطے کہ وہی متبادر ہے طرف ذہن کے اطلاق سنت سے کیونکہ سنت نبی صلعم کی اصل ہے اور سنت غیر کی آپکی سنت کے تابع ہے اور ایسا ہی امر اور نہی نہین پھیرا جاویگا اپنے ظاہر سے مگر اوسکی طرف جو اوسکا اہل ہے اور وہ شارع صلعم ہے اور امر غیر کا تابع ہے پس اون کے کلام کا حمل کرنا اصل پر اولی ہے خاصکر اور ظاہر یہی ہے کہ مقصود صحابہ کا بیان کرنا شرع کا ہے فقط۔ حافظ ابن صلاح اپنے مقدمہ مین فرماتے ہین وہکذا قول الصحابی من السنة کذا فالاصح انہ مسند مرفوع لان الظاہر انہ لایرید بہ الا سنة رسول اللہ صلعم ومایجب اتباعہ۔ ترجمہ اور ایسا ہی قول صحابی کا سنت سے فلان بات ہے پس اصح یہ ہے کہ بیشک وہ مسند مرفوع ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ صحابی سنت سے نہین ارادہ کرتا ہے مگر سنت رسول اللہ صلعم کی اور وہ چیز کہ اتباع اوسکی واجب ہے۔ حافظ ابن حجر شرح نخبہ مین فرماتے ہین (ومن الصیغ

المحتملة قول الصحابي من السنة كذا فالاكثر على ان ذلك مرفوع ونقل ابن عبد البر
فيه الاتفاق قال واذا قالها غير الصحابي فكذلك ما لم يضفها الى صاحبها كسنة العمرين
وفي نقل الاتفاق نظر فعن الشافعي في اصل المسئلة قولان وذهب الى انه غير
مرفوع ابو بكر الصيرفي من الشافعية وابو بكر الرازي من الحنفية وابن حزم من اهل
الظاهر واحتجوا بان السنة تتردد بين النبي صلعم وبين غيره واجيبوا بان احتمال
ارادة غير النبي صلعم بعيد وقد روى البخاري في صحيحه في حديث ابن شهاب عن
سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه في قصته مع الحجاج حين قال له ان كنت تريد السنة
فهجر بالصلوة قال ابن شهاب قلت لسالم افعله رسول الله صلعم فقال وهل
يعنون بذلك الا سنته فنقل سالم وهو احد الفقهاء السبعة من اهل المدينة واحد
الحفاظ من التابعين عن الصحابة انهم اذا اطلقوا السنة لا يريدون بذلك
الا سنة النبي صلعم الخ **ترجمہ** صیغہاے محتملہ سے ہے قول صحابی کا سنت
سے فلان بات ہے پس اکثر اسپر ہین کہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبد البر نے اسپر اتفاق
نقل کیا ہے کہا اور جب اس صیغہ کو غیر صحابی کا بولے تو بھی اسیطرح جبتک اوسکے
صاحب کی طرف اوسکو نسبت نہ کرے جیسے سنت عمرین کی اور اتفاق کے نقل
کرنے مین نظر ہے پس امام شافعی سے اصل مسئلہ مین دو قول ہین ابو بکر
صیرفی شافعیہ سے اور ابو بکر رازی حنفیہ سے اور ابن حزم اہل ظاہر سے اسکی طرف
گئے ہین کہ وہ غیر مرفوع ہے اور انھون نے حجت پکڑی ہے کہ سنت متردد ہوتی ہے

درمیان نبی صلعم اور درمیان غیر آپ کے اور جواب دے گئے ہین کہ احتمال
ارادہ غیر نبی صلعم کا بعید ہے اسلئے امام بخاری نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے
حدیث ابن شہاب سے وہ روایت کرتے ہین سالم بن عبداللہ بن عمر سے وہ
اپنے باپ سے اپنے قصہ مین ساتھ حجاج کے جبکہ اوسکو کہا اگر تو سنت کا
ارادہ کرتا ہے تو نماز ظہر کو جلدی پڑھ ابن شہاب نے کہا مین نے سالم سے کہا
کیا اسکو نبی صلعم نے کیا ہے پس سالم نے کہا نہین مراد لیتے ہین ساتھ اسکے
مگر سنت آنحضرت صلعم کی پس سالم نے کہ وہ ایک فقہاء سبعہ مدینہ مین سے ہین
اور ایک حفاظ تابعین سے ہین صحابہ سے نقل کیا کہ وہ لوگ جب سنت کو مطلق
بولتے تھے تو نہین مراد لیتے تھے اوس سے مگر سنت نبی صلعم کی۔ فقط
اقوال مذکورہ بالا اہلحدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قول صحابی (یہ امر سنت ہے
یا ترک اسکا سنت ہے) مین مراد سنت سے آنحضرت صلعم کی سنت ہوتی ہے نہ سنت
لغوی۔ نیز ہماری تحقیق سے ہمہ دانی معترض صاحب کا حال بھی معلوم ہو گیا
کہ حضرت نے کوچۂ علم اصول مین گذر بھی نہین کیا۔ محض بدتہذیبی کے کلمات
لکھنے سیکھ لئے ہین۔ یہی آپکا مبلغ علم اصول ہے پھر جبکہ یہ اصول ہوا اوسکے
فروع کا خدا حافظ * **قولہ** بلکہ اسکے خلاف پر دلیل قائم ہے وہ یہ ہے کہ سنت اصطلاحی
ایک حکم ہے منجملہ احکام شرعیہ کے اور احکام شرعیہ متعلق ہوتے ہین افعال مکلفین
کے ساتھ نہ کہ اعدام افعال کے ساتھ جس نے بھولکر بھی کبھی کوئی اصول کی کتاب

دیکھی ہوگی وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا الخ - **اقول** بعون اللہ وصونہ
اگر آپ کوئی کتاب اصول کی پڑھ لیتے - یا بھولے سے ہی دیکھ لیتے تو ایسی بات
زبان قلم پر نہ لاتے (تو لازم آوے کہ حکم شرعی متعلق ہو عدم کے ساتھ) اسمین
کچھ شک نہیں ہے کہ سنت ایک حکم شرعی ہے اور احکام شرعیہ متعلق بافعال
عباد ہوتے ہین - اس مقام پر بھی یہ سنت متعلق کف کے جو ایک فعل ہے ہوئی
ہے نہ متعلق عدم کے - یہ آپکا اعتراض کچھ نیا نہیں ہے - پہلے سے مبتدعین
اہل حدیث پر یہ ایراد کرتے چلے آتے ہین - اور اہلحدیث اوسکا جواب دیتے
چلے آتے ہین - پہلے یہ اعتراض مصری نے کیا تھا جواب اسکا مقمعہ احمدیہ مین دیا گیا
پھر فضل رسول بدایونی نے کیا - جواب اوسکا مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم نے
مقمعہ سے نقل کیا مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم صواعق مین مقمعہ سے نقل
کرتے ہین - لان من قال ان المتابعة کما تجب فی الفعل الذی فعلہ صلعم عبادة
علی سبیل الدوام بدون الترک احیاناً من غیر وجوبہ علیہ تجب فی مالم یفعلہ صلعم
من العبادات وانما مع وجود مقتضی وفقدان مانع بالکف والانتہاء عنہ والکف
فعل والتکلیف بالفعل جائز بلا خلاف بین الاصولیین وہذا اصل متوارث
من الصدر الاول مجمع علیہ ولا خلاف فیہ الا من لا اعتداد بہ الخ **ترجمہ**
کیونکہ جس نے کہا ہے کہ متابعت جیسا کہ اوس فعل مین واجب ہے جسکو
آنحضرت صلعم نے علی سبیل دوام بلا ترک احیان کے از رو عبادت کے بغیر وجوب کے

دواما کیا ہو اوسمین بھی واجب ہے جسکو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ نہ کیا ہو عبادات
سے باوجود ہونے مقتضی کے اور فقدان مانع کے ساتھ روکنے اور باز رکھنے
کے اوس سے اور (کف) فعل ہے اور تکلیف ساتھ فعل کے جائز ہے
بلا خلاف درمیان اصولیین کے اور یہ ایسی اصل ہے جو صدر اول سے
چلی آتی ہے اسپر اجماع کیا گیا ہے اور اوسمین خلاف نہین ہے مگر اوس شخص کا
جسکی گنتی نہین ہے فقط۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہانپر بھی تکلیف ساتھ فعل
کف کے ہے۔ ماہرین علم اصول پر مخفی نہین ہے کہ صیغہ نہی مین طلب کف
مقصود ہوتا ہے نہ عدم۔ آپسا سادہ لوح تو یہان پر بھی اعتراض کر سکتا ہے
کہ نہی ایک حکم ہے احکام شرعیہ سے اور احکام شرعیہ متعلق افعال عباد سے
ہوتے ہین نہ اعدام افعال مکلفین کے ساتھ۔ اگر نہی کو اپنے معنی اصلی پر
حمل کیا جاویگا تو لازم آئیگا کہ حکم شرعی متعلق ہو عدم کے ساتھ واللازم
باطل فکذا الملزوم فماہو جوابکم فہو جوابنا۔ **قولہ** آپ کے اس قول کی بنا پر
سنت تقریریہ کا ترک بھی سنت ٹھہریگا الخ۔ **اقول** واہ جناب کیا خوب سمجھے ہو
ایسی ہو سنت تقریری مین گو حقیقۃً آپکا فعل نہین ہوتا مگر حکماً تو ہوتا ہے
اوسپر کیسے ترک آنحضرت صلعم کا صادق آئیگا۔ ذرا کتب اصول کا ملاحظہ فرمائیے
یہی قول آپکا صادق آیا۔ بل ہذا الابہت فقط۔ مقدمہ اول کی تردید جو کچھ اپنی لیاقت
و فہم دراک سے آپنے کی تھی سب کا جواب تمام ہوا۔ اب ہم پہلے مقدمہ کی بابت

احادیث واقوال ائمہ کے ذکر کرتے ہین مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہے - عن انس قال قال رسول اللہ صلعم یا بنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی وذالک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے میرے چھوٹے بیٹے اگر تو طاقت رکھے صبح اور شام کرنے کی اور تیرے دلمین کسیکی طرف سے کینہ نہو تو کر پھر فرمایا اے میرے چھوٹے بیٹے یہ یعنی (نہ رکھنا کینہ دلمین) میری سنت سے ہے اور جس نے میری سنت کو محبوب رکھا - پس بیشک اوس نے مجھکو محبوب رکھا اور جس نے مجھکو محبوب رکھا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے - مین کہتا ہون ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے لہذا احتجاج ساتھ اسکے درست ہوا - اہل انصاف متبع سنت خیال فرماوین کہ خود آنحضرت صلعم نے اپنے عدم فعل یعنی نہ کینہ رکھنے کو سنت فرمایا بس اب فیصلہ ہوگیا - محمدی سنی مسلمان کو اس سے بڑھکر اور کیا فیصلہ ملیگا - فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول +

ابوداؤد مین ہے قال ابوداؤد حدثنا محمد بن العلاء ثنا ابومعاویۃ ثنا الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری وعن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن ابی سعید الخدری قال اخرج مروان المنبر فی یوم عید

فبدا بالخطبة قبل الصلوة فقام رجل فقال یا مروان خالفت السنة اخرجت المنبر فی یوم عید ولم یکن یخرج فیه وابدرت بالخطبة قبل الصلوة فقال ابوسعید الخدری من ہذا فقالوا فلان بن فلان فقال اما ہذا فقد قضی ما علیہ الحدیث ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہا مروان نے عید کے دن منبر نکالا پس خطبہ کو پہلے نماز کے شروع کیا پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے مروان تو نے سنت کے خلاف کیا دن عید کے منبر نکالا حالانکہ وہ اسدن مین نہین نکالا جاتا تھا اور پہلے نماز کے تو نے خطبہ شروع کیا پس ابوسعید خدری نے کہا کون ہے یہ لوگون نے کہا یہ فلان بیٹا فلانے کا پس کہا لیکن یہ پس اس نے پورا کیا جو اوسپر تھا آخر حدیث تک۔ اس روایت مین ہے کہ ابوسعید کے سامنے ایک آدمی نے مروان کو کہا کہ تو نے سنت کے خلاف کیا۔ تو سنت کیا تھی جسکا اوس نے خلاف کیا ہر صاحب فہم کہیگا۔ کہ سنت عدم اخراج منبر تھی دیکھو صحابہ کے سامنے اوس آدمی نے عدم اخراج منبر کو سنت سے تعبیر کیا۔ قال الشیخ الامام العلامۃ شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ الحرانی فی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم۔ برد قول من قال البدعۃ قسمان حسنۃ وسیئۃ قال رح (فمثال ہذا القسم الاذان فی العیدین فان ہذا لما احدثہ بعض الامراء انکرہ المسلمون لانہ بدعۃ فلو لم یکن کونہ بدعۃ دلیلا علی کراہیتہ لقیل ہذا ذکر اللہ ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ فیدخل فی العمومات کقولہ اذکروا اللہ ذکرا

كثيرا من احسن قولا ممن دعا الى الله او بقياس على الاذان فى الجمعة فان الاستدلال
على حسن الاذان فى العيدين اقوى من الاستدلال على حسن اكثر البدع بل يقال
ہذا ترکہ رسول الله صلعم مع وجود ما يعتقد مقتضيا و زوال مانع وتركه كذلك سنة
كما ان فعله سنة فلما امر بالاذان فى الجمعة وصلى العيدين بلا اذان ولا اقامة
كان ترك الاذان فيهما سنة فليس لاحد ان يزيد فى ذلك بل الزيادة فى ذلك
كالزيادة فى اعداد الصلوات او اعداد الركعات او صيام الشهر او الحج فان رجلا
لو احب ان يصلى الظهر خمس ركعات وقال ہذا زيادة عمل صالح لم يكن له
ذلك وكذلك لو اراد ان ينصب مكانا اخر يقصد لدعاء الله فيه وذكره لم يكن له ذلك
وليس له ان يقول ہذه بدعة حسنة بل يقال له كل بدعة ضلالة ونحن نعلم
ان ہذا ضلالة قبل ان نعلم نهيا خاصا عنها او نعلم ما فيها من المفسدة فهذا مثال
لما حدث مع قيام المقتضى له وزوال المانع لو كان خيرا فان كل ما يبتديه المحدث
لهذا من المصلحة او يستدل به من الادلة قد كان ثابتا على عهد رسول الله صلعم
ومع ہذا لم يفعله رسول الله صلعم فهذا الترك سنة خاصة مقدمة على كل عموم
وكل قياس انتهت عبارته۔ قال العبد الضعيف فهذه العبارة تشفى العليل
وتروى الغليل — ترجمہ پس مثال اس قسم کی اذان کہنا عیدین مین ہے
بیشک یہ اذان جبکہ نکالا اسکو بعض امیرون نے مسلمانون نے اسکا انکار کیا
کیونکہ بدعت ہے پس اگر بدعت ہونا اسکا دلیل اسکی کراہت پر نہو تو البتہ

کہا جاوے کہ یہ اللہ کا ذکر ہے اور خلق کو اللہ کی عبادت کی طرف پکارنا ہے
پس یہ اذان عمومات مین داخل ہوگی مثل قول اللہ تعالی یاد کرو اللہ کو یاد کرنا
بہت اور کون زیادہ اچھا بات کا ہے اوس آدمی سے جو اللہ کی طرف پکارتا ہے
اور قیاس کیجاوے جمعہ کی اذان پر پس بیشک استدلال حسن اذان عیدین
مین قوی زیادہ ہے استدلال سے حسن اکثر بدعات پر بلکہ کہا جاوے یہ وہ ہے
کہ اسکو ترک کیا رسول اللہ صلعم نے باوجود ہونے اوس شئے کے جسکے
مقتضی کا اعتقاد کیا جاتا تھا اور زائل ہونے مانع کے ترک آپکا ایسا ہی سنت
ہے جیسے فعل آپکا سنت ہے پس جبکہ جمعہ مین آپنے اذان دینے کا ارشاد
فرمایا اور نماز عیدین کی بلا اذان و اقامت کے پڑہا تو ترک اذان دونون مین
بیشک سنت ہوگا پس کسیکو نہین پہونچتا کہ اسمین زیادہ کرے بلکہ زیادتی اسمین
مثل زیادتی کے ہے اعداد نماز یا اعداد رکعات یا صیام ماہ رمضان یا حج مین
پس بیشک اگر کوئی آدمی دوست رکھے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑہنے کو اور
کہے یہ زیادتی عمل صالح کی ہے پس نہین پہونچتا ہے اوسکو یہ ایسے ہی اگر
ارادہ کرے کہ کوئی مکان دوسرا بنائے اوسمین اللہ سے دعا اور ذکر کا قصد
کرے تو نہین جائز ہوگا اوسکو یہ۔ (مین کہتا ہون جیسے ہمارے مخاطبین کہ
ایک مکان عیدگاہ مین بنایا چاہتے ہین اور بنا عیدگاہ کی قائم کرتے ہین)
اور نہین جائز ہے اوسکو کہ کہے یہ بدعت حسنہ ہے بلکہ اوسکو کہا جاویگا کہ کل بدعت

گمراہی ہے اور ہم جانتے ہین کہ بیشک یہ گمراہی ہے قبل اسکے کہ ممانعت خاص اسکی جانین یا اوسمین مفسدہ معلوم کرین یہ مثال اوسکی ہے جو نو پیدا ہوئی باوجود قائم ہونے تقتضی سکے اوسکے لیے اور زائل ہونے مانع کے اگر بہتر ہوتی تو پس بیشک ہر وہ شخص جو ایجاد کرنیوالا بدعت کا اس بدعت کے لئے ظاہر کرتا ہے مصلحت سے یا دلیل کو پاتا ہے اولیت ۔ بیشک وہ ثابت تھین زمانہ رسول اللہ صلعم مین باوجود اسکے نہین کیا اوسکو رسول اللہ صلعم نے پس یہ یہ ترک سنت خاص ہے مقدم ہے ہر عموم اور قیاس پر ۔ ختم ہوئی عبارت شیخ ابن تیمیہ کی ۔ **مولف** رسالہ کہتا ہے یہ وہ عبارت ہے جو بیمار بدعت کو شفا دیتی ہے اور تشنہ سنت کو سیراب کرتی ہے بیشک یہ ادلہ ضعیفہ اور قیاسات فارق جو جواز بنا مین پیش کرتے ہین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بھی موجود تھے باوجود اسکے آپنے بنا عیدگاہ کی نہ طیار کرائی نہ پختہ نہ خام بیشک ترک بنا رسنت خاصہ ٹھہریگا ۔ جو مقدم ہوگا ہر عموم وقیاس پر یہی وجہ ہے کہ خیر القرون مین کسی شخص نے بنا رکو قائم کیا جو محب سنت ہین وہ صاف کہدینگے کہ بنار عیدگاہ بدعت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجدد العلم والدین جناب نواب صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ نے بناء عیدگاہ کو بدعت فرمایا ۔ اور جناب مولوی محمد بشیر صاحب ۔ ومولوی شیخ محمد صاحب ومولوی عبد اللہ صاحب غازیپوری نے بنار کے بدعت ہونے کا حکم لگایا ۔ فی الجملہ عبارت شیخ ابن تیمیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جیسے فعل رسول اللہ صلعم کا

سنت ہے ایسے ہی ترک بھی سنت ہے۔ یہ عبارت شیخ ابن تیمیہ کی نسخہ مولوی
رفیع الدین صاحب سے میرے تلمیذ رشید مولوی حیات محمد بہاری نے نقل کرکے
ہمارے پاس بھیجی۔ اور صواعق مین بھی اس عبارت کو مولوی بشیر الدین صاحب
مرحوم نے نسخہ مولوی امداد العلی صاحب مرحوم سے نقل کیا ہے۔ بعض الفاظ کا
دونون مین تفاوت ہے مین نے دونونکا مقابلہ کرلیا ہے وللہ الحمد۔ حافظ
ابن قیم زاد المعاد مین فرماتے ہین وکان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اذا انتہی
الی المصلی اخذ فی الصلوٰۃ من غیر اذان ولا اقامۃ ولا قول الصلوٰۃ جامعۃ و
والسنۃ انہ لا یفعل شئی من ذلک **ترجمہ** اور تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم جب پہونچتے عیدگاہ مین شروع کرتے نماز مین بغیر اذان اور اقامت
کے اور نہ کہتے الصلوٰۃ جامعۃ اور سنت یہ ہے کہ بیشک کوئی شئے انمین
سے نہ کیجاوے۔ حافظ ابن قیم رح نے ترک اذان واقامت وغیرہما کو
سنت فرمایا۔ امام نووی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین قال البخاری کان الحمیدی
یحتج بہذا الحدیث علی ان السنۃ للمصلی ان لا یمسح جبہتہ فی الصلوٰۃ وکذا قال
العلماء یستحب ان لا یمسحہا فی الصلوٰۃ الخ **ترجمہ** امام بخاری نے کہا تھے حمیدی
حجت پکڑتے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ سنت نمازی کے لیے یہ ہے کہ نہ پونچھے
پیشانی اپنی کو نماز مین ایسا ہی اور علماء نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ
پیشانی نہ پونچھے نماز مین۔ اس عبارت مین امام بخاری نے اپنے شیخ حمیدی

سے نقل کیا کہ سنت ترک مسح پیشانی کا نماز مین ہے اور امام بخاری نے
بھی اسپر سکوت کیا۔ ایسے ہی امام نووی نے بھی سکوت فرمایا۔ دوسرے مقام پر
امام نووی فرماتے ہین واما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اہل العلم والفقہ
ومن یقتدی بہ ینہی عن صیام یوم الجمعۃ وصیامہ حسن وقد رایت بعض اہل
العلم یصومہ واراہ کان یتحراہ فہذا الذی قالہ ہو الذی راہ وقد رای غیرہ
خلاف ما رای ہو والسنۃ مقدمۃ علی ما راہ ہو وغیرہ وقد ثبت النہی عن صوم
یوم الجمعۃ فیتعین القول بہ ومالک معذور فانہ لم یبلغہ ترجمہ لیکن
قول امام مالک کا موطا مین کہ مین نے کسیکو اہل علم اور فقہ اور اوس شخص سے
جسکے ساتھ اقتدا کیجاتی ہو نہین سنا کہ وہ منع کرتا ہو یوم جمعہ کے روزہ رکھنے سے
اور روزہ رکھنا اوسکا عمدہ ہے اور مین نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ وہ اوس دن کا
روزہ رکھتے تھے اور مین گمان کرتا ہون کہ اوس دن کا اندازہ کرتے تھے پس یہ جو
امام مالک نے کہا یہ وہ ہے جسکو اونھون نے دیکھا اور اونکے غیر نے خلاف
اوسکے دیکھا جو اونھون نے دیکھا اور سنت مقدم ہے اوسپر جو اونھون نے اور
اونکے غیر نے دیکھا اور بیشک ثابت ہوا ہے ممانعت صوم یوم جمعہ سے پس
متعین ہوگا قول اوسکے ساتھ اور امام مالک معذور ہین کیونکہ اونکو نہی نہین
پہونچی۔ امام نووی نے ترک صوم یوم جمعہ کو سنت فرمایا۔ وہو المطلوب۔
اور چند جگہہ امام نووی نے ترک فعل پر سنت کا اطلاق کیا ہے کہا تک عبارت

محققین کی نقل کیجاوین - منصف کے لئے اسیقدر کافی وافی شافی ہے مخاصم کے لئے پورا قران اگر ہو تو بھی کافی نہین - للہ الحمد کہ اس مقدمہ کا ثبوت اچھی طرح سے ہوا - اب جو کچھہ آپنے مقدمہ ثانیہ کے بارے مین تحریر فرمایا ہے - اوسکے جواب کی طرف توجہ کیجاتی ہے وباللہ التوفیق **مقدمہ ثانیہ** یہ تھا (مقابل سنت بدعت ہے یعنی جو چیز سنت سے ثابت نہو وہ بدعت ہے) اب ہمارے مخاطب صاحب کا قول اہل انصاف ملاحظہ فرمائین - **قولہ** اور مقدمہ اولی آپ کا یہ ہے کہ فعل و عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کا دونون سنت ہے پس دونون مقدمون کے ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ جس فعل کو آنحضرت صلعم نے استمرار کیا اوسکا ترک بدعت ہے اور جسکو استمرارا ترک کیا اوسکا کرنا بدعت ہے اور جسپر مداومت نہین کی اوسکو ہمیشہ کرنا بدعت ہے - اس سے بہت سنتون پر عمل کرنیوالا بدعتی ٹھہرتا ہے الخ **اقول** اہل انصاف خیال فرماوین کہ ہمارے مخاطب صاحب کی چال عجب نرالی ہے - ہماری ادنے اونے باتونپر کہنے لگجاتے ہین کہ لوگ اسکو بے ایمانی کہتے ہین - دغابازی بتاتے ہین تحریف گنتے ہین - اور آپ حضرت اس فن مین ایسے مشتاق ہین کہ جو چاہتے ہین چالاکی سے کرگذرتے ہین - اللہ تعالی کا خوف نہین کرتے - نہ اہل علم سے شرماتے ہین - بھلا یہ تو فرمائیے مین نے فعل کے ساتھہ استمرار کی قید کب لگائی ہے - ہان البتہ ترک فعل کے ساتھہ تو قید استمرار کی لگائی گئی ہے نہ فعل کے

ساتھ - اب مین پھر اپنی پہلی عبارت کا اعادہ کرتا ہون - اہل علم غور سے دیکھین اور
معترض صاحب کی چالاکی اور فریب دہی پر غور فرماوین - عبارت میری ضمیمہ شحنۂ ہند
مطبوعہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۶ء کالم دوسرے مین یہ ہے (مقدمہ اولی جیسا اطلاق
سنت کا اوس فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے کیا ایسا ہی اوس پر بھی کیا جاتا
ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم
سنت کا اطلاق کرنا صحابہ و تابعین مین شایع و ذایع تھا الخ) - اہل انصاف ذرا نظر غور
و تامل و انصاف سے غور کرین کہ اس عبارت مین فعل کے ساتھ کہین قید
استمرار کی ہے - یہ بات مخاطب صاحب کی کہ (جس فعل کو آنحضرت صلعم نے استمرار
کیا ہو اوسکا ترک بدعت ہے) نیز یہ عبارت اور جسپر مداومت نہین کی اوسکو
ہمیشہ کرنا بدعت ہے کیسے ٹھیک ہوگی - اور بہت سے سنتون پر عمل کرنیوالا
کسطرح بدعتی ہوگا - اب آپ کے الفاظ شریفہ آپ ہی پر ادنی تغیر سے عائد
کئے جاتے ہین - فعل مین مخاطب صاحب نے قید استمرار کی اپنی طرف سے بڑہا کر
اعتراض جما دیا کہ بہت سی سنتون پر عمل کرنیوالا بدعتی ٹھہریگا - نعوذ باللہ من
سوء الفہم - حقیقت مین دین کا فہم اللہ کی بڑی نعمت ہے - من یرد اللہ
بہ خیرا یفقہہ فی الدین و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - چنانچہ نقصان فہم
سے کیا کیا اعتراضات لا یعنی جنکی بیخ و بنیاد نہین ہوتی آدمی کو سوجھتے ہین
یا اللہ تو ہمارے مخاطب کو فہم عطا کر کہ سنت و بدعت مین فرق سمجھین

قولہ دعوی تو یہ کلیہ کیا اور دلیل مین قول ابن عمر وغیرہ کا نسبت صلوۃ
ضحی وغیرہ کے پیش کر دیا ذرا یہ نہین سمجھا کہ دعوی مین افراد موضوع پر
کلیۃً حکم ہے الخ **اقول** آپ کی منطق دانی تو خوب معلوم ہے بے فائدہ بغیر
سمجھے بعض الفاظ منطقیہ کو کیون لے آیا کرتے ہین ۔ خصوصًا مسائل دین مین
حالانکہ حدیث مین آیا ہے ان البلاء موکل بالمنطق ۔ اور ائمہ مجتہدین وغیرہم نے
علم منطق کی تحریم پر تنصیص کی ہے ۔ مخاطب صاحب کی دیانت تو اسی سے
ظاہر ہے کہ معقول کو منقول پر مقدم رکھتے ہین ۔ وہ بھی بطرز نامعقول اسلئے
کہ آپ کو جسطرح فہم منقول کا نہین ہے ۔ اسیطرح معقول سے بھی خالی الذہن
ہین معہذا دخل در معقولات دیئے جاتے ہین یہان تو بعد تتبع جزیات کے
استقراء حکم کلی کیا گیا ہے ۔ نہ یہ کہ حال کلی سے حال جزیات پر حکم ہے ابھی تک
آپ کو یہ بھی معلوم نہین کہ استدلال کی کتنی قسمین ہین ۔ اور طریقہ استدلال کا
کیا ہے یہ تو نصیب اعداء ہے ۔ ذرا قیاس اور استقراء مین فرق سمجھ لیجیے
۔ آپ کو اس مقام پر یہ لازم تھا کہ کوئی جزی ایسی تلاش کر کے لکھتے کہ وہان سنت کا
تقابل دوسری چیز سے ہوتا ۔ اور ہمارے دلائل کو جو احادیث و اقوال صحابہ
ہین اوٹھاتے یہ تو آپ سے نہ ہوسکا ۔ اور نہ آیندہ انشاء اللہ ہوگا ۔ **قولہ** سوالتضا حب
کے استدلال کی پوری مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ قرآن مین ہے ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی ۔ جب

اللہ نے اسطرح پر فرمایا تو لازم آیا جو عدل و احسان و ایتاء ذی القربیٰ نہین وہ
فحشاء و منکر و بغی ہے * **اقول** اب معلوم ہوتا ہے کہ یون ہی آپ مثالون سے
ٹالے گا۔ اور کسی دلیل کا جواب نہ دیجئیگا۔ کجا امیر استدلال ابواب محدثین سے
کجا یہ مثال۔ کیا آپ کو اتنا معلوم نہین ہے کہ تقابل دو چیزمین ہوتا ہے۔
اور اس آیت مین یہ صورت مفقود ہے۔ کیا عدل کا تقابل دوسری چیز کے
ساتھ حدیث مین نہین وارد ہوا۔ کبھی یہ حدیث ملاحظہ سے گذری ہے یا نہین
جہاد ہمیشہ قائم رہیگا عدل عادل کا جور جائر کا اوسکو مٹا نہین دیگا۔ عدل کا تقابل
جور سے البتہ آتا ہے نہ فحشاء سے۔ اس آیت مین تقابل سمجھنا آپ ہی کا
کام ہے۔ جب تک آپ کوئی ایسا مادہ نہین پیش کرینگے جسمین بدعت کا تقابل
ما سوا سنت کے دوسری چیز سے کیا گیا ہو اوس وقت تک آپکی تقریب تام ہوگی
ورنہ ایسی ایسی مثالین جنکو ممثل لہ سے کچھ تعلق نہ ہو ایک ادنی عامی شخص بیوقوف
بھی لکھ سکتا ہے۔ **قولہ** اور ایک دلیل اپنے دعوی پر ترمذی کی حدیث پیش کی الخ
اقول قبل اس روایت کے جسکو آپنے ذکر کیا ہے حدیث ساریہ کی مین نے
لکھی تھی۔ اوس سے آپنے کچھ تعرض نہین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت
سے آپ پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اسکے بعد دوسری روایت ترمذی کا جواب
ادا کرتے ہین اب اہل انصاف جواب مولویصاحب کو ملاحظہ فرماوین **قولہ** سبحان اللہ
کیا خوب حاصل نکالا ہے اس حاصل نکالنے کی بھی ایک مثال دیتا ہون مثلاً

کسی شخص نے کہا کہ جو کوئی نماز روزہ پھیلائیگا وہ نجات پائیگا اور جو زنا چوری
پھیلائیگا وہ ہلاک ہوگا سو مولویصاحب کے نزدیک اوسکا حاصل یہ ہوگا کہ مقابل
نماز و روزہ کا زنا و چوری ہے سو جو نماز روزہ نہیں وہ بیشک زنا و چوری
ہے الخ + **اقول** اللہ اکبر کہان حدیث ترمذی کی جو صریح اپنے مقصود پر دلالت
کرتی ہے۔ اور کہان ہمارے مخاطب صاحب کا قیاس۔ اسنے حضرت ایسی
مثالون سے کام نہین چلتا کوئی دلیل قرآن و حدیث سے آپکے پاس موجود ہو
تو پیش کیجیے۔ یا کسی دلیل شرعی سے ثابت کر دیجیے کہ سنت کا تقابل بدعت سے
نہین ہوتا۔ اپنے من سے جو چاہیے مثال بنا لیجئے۔ بھلا یہ تو فرمائیے تقابل
دو چیزون مین ہوتا ہے یا چار چیزون مین۔ پھر قرآن و حدیث مین نماز کا تقابل زنا سے
ہی آیا ہے۔ آپنے پورا استقرار کیا ہے۔ یا روزہ کا تقابل چوری سے آیا ہے
۔ اللہ و رسول کے مقابلہ مین ایسی جرأت کہ محض اپنے قیاس سے احادیث کا
رد کیا جاتا ہے۔ اور مثال تسکمزادے سے نص شارع کو اوٹھایا جاتا ہے۔ سوا سی
آپکے یا بعض احناف کے کوئی یہ کام کرسکتا ہے۔ شاباش عمل بالحدیث کے
یہی معنی ہین۔ **قولہ** معشر اہل علم پر مخفی نہین کہ تقابل کی چار قسمین ہین الخ۔
اقول اسکو ادنی ادنی طلبہ جانتے ہین اسکی تشریح کی کیا حاجت تھی
ہان محض حجم کتاب بڑھانا پایا ہے ورنہ تو مونہین ناسوری جتانا منظور ہے کہ ہم بھی
منطق خوب جانتے ہین۔ **قولہ** پس جب دونون وجودی ہونگے تباین کا

تصور دوسرے کے تصور پر موقوف ہوگا یا نہین اگر ہوگا تو وہ تقابل تضاعف
ہے - الی قولہ - زیادہ توضیح اسکی نہین کرتا ہون + **اقول** حال عبارت کا یہ ہے کہ ابتدا سے
کر اب تک آپکو تضائف و تضاعف مین فرق معلوم نہین ہے - تینون جگہ آپنے
تضاعف بعین مہملہ لکھا ہے یہ تو آپکا مبلغ علم ہے - پھر تعریف تضائف ٹھیک نہین
ہے - معلوم ہوتا ہے ہمارے مخاطب صاحب نے بغیر سوچے سمجھے کسی کتاب معقول
سے چار قسمونکا ترجمہ نقل کردیا ہے - ہم اس مقام پر تحقیق اقسام اربعۂ تقابل کی
کتب قوم سے نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین - تو کہ اہل علم کو مولویصاحب کے علم و
فہم کا اندازہ ملجاے - مفتی ظہور الله حاشیۃ الحواشی الزاہدیہ المتعلقہ بملا جلال مین
فرماتے ہین فاعلم ان التقابل المصطلح عبارۃ عن کون الشیئین بحیث لا یجتمعان
فی شئ واحد فی زمان واحد من جہۃ واحدۃ وہو ینقسم عندہم علی اربعۃ اقسام التضائف
والتضاد والعدم والملکۃ والایجاب والسلب لان المتقابلین اما ان یکونا
وجودیین فاما ان یکون تعقل کل واحد منہما بالقیاس الی الآخر کالابوۃ والبنوۃ
اولا کالسواد والبیاض اولا یکونا وجودیین فاما ان یعتبر فی العدمی محل قابل للوجودی
کالعمی والبصر اولا یعتبر ذلک کالانسان واللا انسان فسمی التقابل الاول بالتضائف
والثانی بالتضاد وشرطہ امکان التوارد من کل من الجانبین علی محل الآخر والثالث
بالعدم والملکۃ والرابع بالایجاب والسلب **ترجمہ** تو جان کہ تقابل مصطلح
عبارت ہے ہونا دو شیئونکا اسطرح پر کہ کسی شے مین ایک جہت سے ایک زمانہ مین

نہ جمع ہون وہ اونکے یعنی اہل میزان کے نزدیک چار قسمون پر منقسم ہوتا ہے اول
تضائف دوم تضاد سوم عدم اور ملکہ چہارم ایجاب او رسلب کیونکہ شئیک
متقابلین یا یہ کہ دونون وجودی ہون گے پس یا تو تعقل ہر ایک کا اون
دونون سے بالقیاس دوسرے کے ہوگا مثل باپ ہونے اور بیٹا ہونیکے
یا نہین ہوگا جیسے سیاہی اور سپیدی یا دونون وجودی نہ ہونگے یعنی
ایک وجودی ہوگا اور ایک عدمی پس یا تو عدمی مین محل قابل واسطے وجودی
کے اعتبار کیا جاویگا مثل عمی او ربصر کے (یعنی عمی البیا محل ہے کہ قابل بصر
ہے) یا یہ نہین اعتبار کیا جاویگا (یعنی عدمی محل قابل وجودیکا نہین ہوگا)
مثل انسان اور لا انسان کے پس پہلی قسم تقابل کا نام تضائف رکھا گیا ہے
اور دوسری کا نام تضاد اور شرط قسم ثانی کی ممکن ہونا توارد ہر ایک کا جانبین
سے محل دوسرے پر ہے اور تیسریکا عدم و ملکہ اور چوتھیکا ایجاب او رسلب
ہمارے مخاطب صاحب نے اول تو تعریف تضائف کی غلط لکھی تقابل تضائف کو
سمجھا ہی نہین۔ دوسرے شرط تقابل تضاد یعنی امکان توارد ہر ایک کا
جانبین سے محل دوسرے پر اسکو بوجہ عدم علم کے ذکر نہ کیا تعریفات اقسام
اربعہ تقابل کی جنکو ہمنے ذکر کیا ہے۔ اور ہمارے مخاطب صاحب کی تعریفات
کو موازنہ مقابلہ کرکے اہل علم دیکھین اور لطف اوٹھائین۔ **قولہ** مین کہتا ہون
کہ بدعت و سنت مین تقابل تضاد ہے کیونکہ دونون وجودی ہین جیسا کہ

دونون کی تعریف سے ظاہر ہے الخ - **اقول** اسمین کلام ہے بچند وجوہ اولا
ازروے منع کے ہم نہین تسلیم کرتے کہ درمیان دونون کے تقابل تضاد ہے
کیونکہ شرط تقابل تضاد کی (امکان ہرایک کے توارد کا محل دیگر پر) مفقود ہے
محل بدعت پر توارد سنت کا ممکن نہین ہے - ایسے ہی محل سنت پر توارد
بدعت کا ممکن نہین کیونکہ جو سنت ہے وہ بدعت نہین ہوسکتی اور جو بدعت
ہے اوسکا سنت ہونا محال ہے فاذافات الشرط فات المشروط سپیدی
سیاہی ان دونون مین تقابل تضاد ہے کیونکہ ہرایک کے محل پر توارد دوسرے کا
ممکن ہے ایسے ہی کلیۃ جمیع مواد مین - آپ ثابت کرین کہ سنت و بدعت ایک
محل دوسرے پر وارد ہوسکتے ہین - ثانیاً تعریف شرعی بدعت وسنت کو آپنے
بیان نہین کیا فقط لفظ ابتدع واحییٰ جس سے تعریف مصطلحہ بدعت
وسنت کا پتا نہین لگتا آپنے تقابل نکالا ہے - پہلے آپ کو لازم تھا کہ تعریف
جامع ومانع سنت وبدعت کی فرماتے - بعد اوسکے دونون مین تقابل پیدا کرتے
- اور یہ آپنے کیا نہین اسلیئے ہنوز دلیل آپ کی تام نہین - ثالثاً ہم معارضہ کرتے
ہین اکہ سنت کے وجودی ہونے مین تو کچھ شک نہین ہے - رہی بدعت
سو وہ وجودی نہین ہے - بلکہ عدمی ہے کیونکہ تعریف بدعت کی ہمارے
نزدیک وہ معتبر ہے - جسکو علامہ فہامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب
اقتضاء الصراط المستقیم مین ذکر کیا ہے حیث قال (البدعۃ الشرعیۃ لم یدل

علیہ دلیل شرعی) یعنی بدعت شرعیہ وہ ہے جس پر دلیل شرعی نہ دلالت کرے دلالت نہ کرنا دلیل شرعی کا حیز عدم مین ہے نہ وجود مین۔ ہذہ حد المتقابلین عدمی ہوا تو عدم وملکہ کا تقابل تو ہو نہین سکتا کیونکہ عدم کو قابل وجود کا ہونا چاہیے۔ خواہ مخواہ تقابل ایجاب وسلب کا ماننا ہوگا۔ رابعًا اگر ہم بالفرض والمحال مان بھی لین کہ سنت وبدعت مین تقابل تضاد ہے۔ بعد تسلیم کے ہم کہتے ہین کہ تقابل تضاد ہمارے مطلب کے کچھ مضر نہین۔ کیونکہ جن مادون مین ارتفاع دونون کا ممکن ہے۔ یعنی ایجاب یا تحریم یا کراہیت سو وہ معلوم ہین۔ مراد ہماری اس قول سے کہ جو سنت نہین ہے وہ بدعت ہے۔ ماسوای ان مادون کے باقی جمیع مواد ہین۔ ماسوا ان مادون کے کوئی دوسرا مادہ نقض کا پیدا کیجئے کہ جس سے ارتفاع سنت وبدعت کا ہو سکے اور یہ انشاء اللہ آپ سے ہو نہین سکیگا۔ بصورت نہ ہونیکے ہمارا اعتقاد ثانیہ ثابت رہا۔ اور جمیع اقوال آپ کے مردود ہوگئے وللہ الحمد۔ **قولہ** مولانا اسمٰعیل شہید نے تنویر العینین مین تصریح بھی اسکی کی ہے فنقولنا فعل خرج بہ عدم الرفع فان العدم لیس بفعل نعم اذا کان العدم مستمرا فی زمان النبی صلعم والخلفاء الراشدین ففعلہ یکون بدعۃ الخ۔ **اقول** بھلا یہ تو فرمایئے بحث تو تقابل مین ہے کہ سنت وبدعت مین کس قسم کا تقابل ہے مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کی عبارت کو اس سے کیا واسطہ

آپ فرماتے ہین تصریح اسکی موجود ہے - ذرا کتب اصول مین صریح کے
معنی دیکھیے کہ صریح کسکو کہتے ہین - بلکہ مولٰنا کی عبارت سے تو ہمارے
مقدمۂ اولی کی تائید نکلتی ہے - کیونکہ مولٰنا نے صاف فرمایا ہے جو عدم
آنحضرت صلعم وخلفاء راشدین کے زمانہ مین مستمر رہا ہو فعل اوسکا بدعت ہے
تو بقول مولٰنا کے بناء عیدگاہ بیشک بدعت ٹھہری - کیونکہ عدم بناء آنحضرت صلعم
وخلفاء راشدین کے زمانہ مین مستمر رہا ہے تو - اب فعل اوسکا بیشک بدعت
ہوگا - اور مفتی صاحب مروج بدعت - الحمد للہ کہ آپ کی دلیل سے ہمارا مطلب
ثابت ہوگیا - ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ٭ اسکے بعد جو کچھ آپ نے
اس صفحہ مین لکھا ہے سب کا جواب قول اول مین گذرا ٭ - **مقدمہ ثالثہ**
ہمارا یہ تھا کہ سنت حقیقیہ مقدم ہے سنت حکمیہ پر توقت تعارض ہر دو سنن کے
سنت حقیقیہ پر عمل ہوگا - اسپر ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین - **قولہ** رحمہ
یہ مقدمہ بجاے خود صحیح ہے اور مین نے اصل فتوٰی مین اسکو لکھا ہے الخ -
اقول باوجودیکہ یہ مقدمہ صحیح ہے - مگر مولویصاحب کی دیانت کو دیکھیے
کہ پھر بھی اسپر کلام کرنے لگے - ایسے ہی لوگ ضد مین آکر حرام کو حلال بنا دیتے
ہین - **قولہ** اور زٹل قافی اوڑاے - **اقول** واہ کیا خوب زٹل قافی - یہ تو
خوب محاورہ ہے - اس فصاحت کے قربان - اسی فصاحت (قافی) ہم
دوسرونپر اعتراض کیے جاتے ہین - معلوم نہین کئے فاتحے مین یہ قافی

آپ کو ہاتھ آئی ہے۔ **قولہ** بھلا یہ تو بتلائیے کہ جب فعل و عدم فعل و نوں
سنت ٹھہرے تو درمیان سنت حقیقیہ و سنت حکمیہ کے عدم تعارض کی
کون صورت ٹھہریگی بلکہ ساری سنت حکمیہ سنت حقیقیہ کے متعارض ہوگی الخ
اقول یہ سوال آپکا ناشی عدم فہم و سوء ظن سے ہے۔ کیا معاذ اللہ
صحابہ کرام آنحضرت صلعم کے خلاف کیا کرتے تھے جو اونکی سنت ہمیشہ متعارض
ہوا کریگی۔ یہ حکم تو اوس صورت مین کیا جاتا ہے۔ جبکہ صحابہ کو حدیث نہ پہونچی۔
بعض نے اپنے اجتہاد سے خلاف سنت کیا تو اوسوقت سنت حقیقیہ
مقدم ہوگی۔ زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ وغیرہما سے عدم قرآۃ خلف
امام مروی ہے۔ حالانکہ یہ صریح خلاف ہے سنت آنحضرت صلعم سے۔ ہمین
کیا مطلب کہ کون سنت حکمیہ عدم معارض سنت حقیقیہ ہو یا نہو۔ جو اسکا مدعی ہو
اوس سے دریافت کرین۔ رہی یہ بات کہ سنت حقیقیہ اور سنت حکمیہ مین عدم
تعارض ہو سکتا ہے یا نہین۔ یہ ہم آپ کو اوسوقت بتاوینگے۔ جب آپ اپنے
حواریون کے عجز اپنا طبع کرا دینگے کہ ہم لوگون کی سمجھ مین کوئی صورت نہین آتی
۔ پھر ہمارے قلم کا انشاء اللہ تعالیٰ تماشا دیکھیے گا۔ اور نیز آپ کو صریح قدرت
کاملہ اللہ تعالیٰ کی معلوم ہو جاویگی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے بندے اپنے
پیدا کیے ہین۔ **قولہ** علاوہ برین موافق قاعدہ آپکے تو ساری سنت حکمیہ
بدعت کے افراد مین داخل ہوئی الخ + **اقول** یہ بھی آپکی سمجھ کی خوبی ہے

آپ اس فرق کو کیا جانین - یہان پر محض فرق اعتباری اور اصطلاحی ہے کل صحابہ کے فعل کو سنت حکمیہ سے تعبیر کیا گیا - اگر یہ عمل ور آمد صحابہ کا بمقتضائے نص ہے تو بیشک یہ سنت نہ تو معارض سنت حقیقیہ کے ہوگی - نہ افراد بدعت مین داخل ہوگی - ہان اگر یہ عمل ور آمد جسکا نام ہمنے اپنی اصطلاح مین سنت حکمیہ رکھا ہے صریح سنت کے معارض متناقض ہے تو اوسوقت سنت حقیقیہ مقدم ہوگی ولامشاحۃ فی الاصطلاح - **مقدمہ** رابعہ ہمارا یہ تھا (جس شئے کو جس ہیئت سے شارع نے مشروع فرمایا ہے - اوسکی اوس ہیئت کذائی کو تغییر و تبدیل کرنا یا اوسمین کمی بیشی کرنا بدعت ہے) اس مقدمہ کی نسبت ہمارے مخاطب صاحب دیکھیے کیا فرماتے ہین - **قولہ** یہ مقدمہ بھی مین ہی نے اصل فتوی مین لکھا ہے الخ ‏٭ **اقول** محض غلط بعینہ ان الفاظ سے اگر آپ نے اس مقدمہ کو لکھا ہے تو صفحہ کالم وسطر کا حوالہ دیجئے - یا عبارت اوسکی بعینہ نقل کیجئے - والا ایسی جرأت سے پرہیز کیجئے - اور بد زبانی سے باز آئے ہان دوسرے پیرایہ مین آپنے ایسی عبارت لکھی ہے - جس سے آپ نے اس مقدمہ کو گویا تسلیم کرلیا ہے - نہ یہ کہ آپ نے بھی یہی مقدمہ بعینہ قائم کیا ہے - **قولہ** اور معاونین ومصدقین یہ کسکو کہتے ہین میری تحریر پر تو صرف حضرت میانصاحب کی مہر وعبارت ہے - یہ بے ادبی اون جناب کے ساتھ ہے - حیف ہے اسپر اور اسکی کردار پر ع نمک خوردن نمکدان راشکستن الخ

اقول جس صورت مین جناب میانصاحب مدظلہ العالی کو مین پہلے ہی مستثنی کر چکا ہون
اور لکھہ چکا ہون کہ مجھکو ابتک یقین اس امر کا نہین ہے - کہ جناب میانصاحب مدظلہ العالی
نے اسپر مہر کی ہوگی دیکھو ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ اپریل کالم اول - باوجود اسکے میرے
قول کا مصداق جناب میانصاحب حضرت کو ٹھہرانا یا سمجھنا - سوا اوس شخص کے
اور کسیکا کام نہین ہے - جو پرلے سرے کا بدظن ہو - آپنے چونکہ جناب میانصاحب
مدظلہ العالی کے منہ پر چشم آب مین کہدیا تھا کہ آپ امرا کی خوشامد کرتے ہین
اس قصہ کو آپ کے والد ماجد بھی بخوبی جانتے ہین - آپ اپنے پر دوسرون کو
بھی قیاس کرتے ہین - اب وہی عبارت آپکی آپ پر عائد کیجاتی ہے - حیف ہے
اس بدگمانی پر نمک خوردن نمکدان راشکستن بقول م ج سرا ویکیے - یہ
آپ لوگون نے عام لوگون کے بھڑکانیکا خوب ہتکھنڈا نکالا ہے - اجی حضرت جناب
میانصاحب کی جسقدر مین نے نصرت حقہ کی ہے شاید ہی کسی نے کی ہو - میرے
رسائل ہدایۃ القلوب - تحریر قصہ سفر حج جناب میانصاحب - طریق النجاح اعلام
ہدایۃ المرتاب - عمارۃ المساجد کو ملاحظہ فرمائیے - کہ اعتراضات مبتدعین کو جو
جناب میانصاحب پر تھے کسطرح سے مین نے اوٹھایا ہے - اور مین ہمیشہ
جناب میانصاحب کی طرف سے مبتدعین سے مناظرات تحریرا و تقریرا کرتا رہا -
آپ نے آجتک سوامی آلپس کی رد و قدح کے کسی بدعتی کے رد مین بھی قلم اوٹھایا
ہے - دور کیون جاؤ حافظ عبدالشکور ٹانڈوی حال وارد کلکتہ نے آپ کے اوپر

آپ کے بڑے بھائی کے رد مین ایک رسالہ مسمی بہ فتح الشکور لکھا ہے جسمین
آپ کے والد بزرگوار شیخصاحب کی کیسی کچھ اہانت کی ہے اونکا کیا حال خراب
نہین لکھا - اور جناب میانصاحب مدظلہ کو اوسمین کیسا کچھ سخت و سست
لکھا ہے - آجتک آپ صاحبونکی حمیت کو جوش نہ آیا - اوسکا رد کسی نے لکھا
ہوتا - مناسب تھا کہ اوسکا بھی رد لکھکر شائع کرتے - حق والد و استاد سے
سبکدوش ہوتے مگر آپ سے یہ کب ہو سکیگا - انشاء اللہ تعالی اوسکا جواب بھی
ہم ہی لکھین گے - رہے اس فتوی کے معاون و مصدق - سو سوای جناب میان
صاحب کے بہت لوگ ہین - معاون اوسکے آپ کے والد ماجد ہین - جنکی اعانت و
وتقاضا سے یہ فتوی طبع ہوا - مصدق مولوی تلطف حسین - مولوی ابراہیم وغیرہ
حضرات اہل آرہ ہین - اب تو آپنے ہندی کی چندی سن لی - اب بھی آپکو
معاونین و مصدقین کا حال معلوم ہوگا یا نہین - **مقدمہ خامسہ** یہ تھا
اجماع کے واسطے ہونا سند و نقل کا ضرور ہے - اسکے جواب مین ہمارے
مخاطب صاحب فرماتے ہین - **قولہ** یہ مقدمہ بھی بجاے خود صحیح ہے مگر اس سے
استنتاج آپکا ایسے لوگونکا کام نہین ہے الخ * **اقول** الحمد للہ کہ ایک
مقدمہ کو تو آپنے تسلیم فرمایا - انشاء اللہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ کیسی عمدہ
طرح سے یہ مقدمہ کام دیتا ہے - جو کچھ آپنے مقدمات خمسہ کی نسبت کلام
کیا تھا اسکا جواب پورا ہوا - اب آیندہ آپ کی خوش تقریری و عمدہ کلامی قابل دید ہے

قولہ آپ کی غرض اس دعوے سے کہ (عیدگاہ نبوی مین کوئی شئے نہین تھی) نفی علم ہے کیونکہ وہی متنازعٔ فیہ ہے الخ۔ **اقول** میرے کلام مین نفی علم کو دعوی سمجہنا یہ آپ کی خوش استعدادی کی دلیل ہے۔ دعوی تو ثبوت علم کا آپ کر چکے ہین۔ مین نے تو بطور منع کے کلام کیا ہے۔ کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ عیدگاہ نبوی مین کوئی شئے زمانہ آنحضرت صلعم مین تھی۔ اور سند منع مین عبارت فتح الباری و ترجمۃ الابواب شاہ صاحب کو پیش کیا ہے۔ ایک کارستانی آپنے یہ کی کہ (عیدگاہ نبوی مین کوئی شئے نہین تھی اس میرے منع کو دعوی قرار دیا اور عہد سعادت مہد آنحضرت صلعم کو بالکل اوڑا دیا۔ یہ آپ کی دیانت کا مقتضی ہے **قولہ** پہلی عبارت فتح الباری کا ترجمہ آپنے خود یہ لکہا ہے (سوا اسکے نہین کثیر بن صلت نے مکان اپنا بعد آنحضرت صلعم کے ایک مدت کے بنا لیا لیکن چونکہ اس جگہہ مین وہ مکان مشہور ہوگیا بسبب اوسکے قرب کے مصلی بہی اوسکے ساتھہ وصف کیا گیا۔) الی ان قال اس عبارت کو دعوی سے کیا تعلق ہے دعوی تو یہ ہے کہ عیدگاہ مین کوئی شئے نہ تھی یعنی علم نہ تھا اور اس عبارت مین صرف کثیر بن صلت کا حال مذکور ہے اور علم کا تو کچھہ بھی ذکر نہین اثبات نفی علم مین اس عبارت کا لانا سوای اسکے اور کیا کہا جاوے کہ مستدل نے حالت خمار مین تحریر کی ہے **اقول** اس عبارت کو میرے مقصود سے پورا پورا تعلق ہے۔ مگر اسکے سمجہنے کے واسطے فہم درکار ہے۔ اب ہم پورا

تعلق ہونا اس عبارت کا اپنے مقصود سے ظاہر کئے دیتے ہیں۔ غور سے خیال فرماتے۔ اصل لفظ حدیث جس سے آپ نے علم پر استدلال پکڑا یہ ہے۔
(حتی اتی العلم الذی عند وارکثیر بن الصلت) ترجمہ یہانتک کہ آئے آنحضرت صلعم علم کو وہ علم جو نزدیک گھر کثیر بن صلت کے ہے) اس عبارت میں ظاہر ہے کہ العلم موصوف ہے اور الذی مع اپنے صلہ کے ملکر صفت اوسکی ہے۔ ظاہر عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بوقت صدور فعل فاعل کے مفعول جو موصوف ایک صفت سے ہے۔ مع صفت کے موجود تھا۔ حالانکہ فی نفس الامر یون نتھا کیونکہ عبارت فتح سے معلوم ہوا۔ کہ وجود صفت آنحضرت صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا پس ایسے ہی موصوف بھی۔ کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ صفت بغیر موصوف کے پائی جاوے۔ یہ ذرا باریک فرق ہے۔ مین اسکو مثال سے واضح کئے دیتا ہون کوئی شخص یہ کہے کہ مین رحیم آباد گیا وہ رحیم آباد کہ متصل تاجپور کے ہے۔ ظاہر کلام سے یہی سمجھا جاویگا کہ بوقت جانے کے دونون موجود ہون گے۔ اور جبکہ معلوم ہوجاوے۔ کہ تاجپور بوقت جانے کے موجود نہ تھا بلکہ بعد صدور محیت کے آباد ہوا تو ہر عاقل سمجھ لیگا۔ کہ رحیم آباد بھی بوقت آباد ہونے تاجپور کے یا بعد آباد ہونے تاجپور کے آباد ہوا ہوگا۔ کیونکہ عند ظرف کے لئے آتا ہے۔ تو ظرف کا وجود قبل مظروف کے ہونا چاہئے۔ فافہم۔ حاصل کلام خلاصہ مرام یہ ہے کہ عبارت حافظ ابن حجر سے نفی دار کثیر بن صلت کی زمانہ آنحضرت صلعم مین صراحتًا

ہوتی ہے۔ اور وہ مستلزم نفی علم کو ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی انشاء اللہ آیندہ آئیگی فانتظر۔ **قولہ** دوسری عبارت فتح الباری کی جس سے مولویصاحب کو استدلال ہے اوسکا ترجمہ بھی خود ہی فرماتے ہین الخ **اقول** اصل عبارت فتح الباری کی مع ترجمہ کے مین نے جو لکھی تھی وہ یہ ہے

(تقدم فی باب الخروج الی المصلی بغیر منبر التعریف بمکان المصلی وان تعریفہ بکونہ عند دار کثیر بن الصلت علی سبیل التقریب للسامع والا فدار کثیر بن الصلت محدثۃ بعد النبی صلعم وظہر من ہذا الحدیث انہم جعلوا المصلاہ شیئا یعرف بہ وہو المراد بالعلم وہو بفتحتین الشئ الشاخص) **ترجمہ** پہلے تعریف مصلی کی گذر چکی اور یہ بات بھی گذر چکی کہ مصلی کی تعریف کثیر بن صلت کے مکان کے ساتھ بسبیل تقریب سامع کے لئے ہے ورنہ گھر کثیر بن صلت کا بعد آنحضرت صلعم کے محدث ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اون لوگون نے آپ کی جگہہ نماز کی شناخت کے لئے ایک شئے رکھدی تھی کہ اوس سے آپکا مصلی معلوم ہوا اور یہی مراد لفظ علم سے اس جگہہ ہے علم بفتح عین و لام بمعنی شئے بلند کے ہین۔ اس عبارت کے جواب مین جو کچھہ ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین۔ وہ قابل غور ہے۔ **قولہ** اولا اس ترجمہ مین مولویصاحب کی تحریف و بددیانتی دیکھنی چاہیئے مصلی کو معنی جائے نماز ٹھہرایا۔ **اقول** کچھہ ہوش کی دوا کیجئے۔ الفاظ غیر مہذبانہ سے زبان

قلم کو رو کرکے مصلی کے حقیقی معنی جاے نماز کے ہی ہین - مین نے تو اس
دعوی کو دلائل سے ثابت کیا تھا - آپ نے اون دلائل کا تو کچھہ جواب نہ دیا - اور
بغیر سمجھے بوجھے الزام تحریف و بد دیانتی کا لگا دیا - (اللہ تعالی نے قران شریف
مین فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو
جاے نماز - بخاری مین ہے ومصلی رسول اللہ صلعم ذلک علی الکمتہ)
یعنی جاے نماز آنحضرت صلعم کی یہ ٹیلہ پر تھی - صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۲ مین
ہے فاتی رسول اللہ صلعم حتی اذا قام فی مصلاہ قبل ان یکبر ذکر فانصرف وقال
لنا مکانکم الخ یعنی آئے آنحضرت صلعم یہانتک کہ آپ اپنی جاے نماز پر کھڑے
ہوئے پہلے تکبیر کہنے کے یاد کیا پس پھرے اور ہمکو کہا تم لوگ اپنی جگہہ مین کھڑے
رہو - اور صفحہ ۲۹ مین ہے حتی انتہی الی مصلاہ الذی کان یصلی فیہ الخ یعنی
یہانتک کہ پہونچے آپ اپنی جاے نماز مین وہ کہ اوسمین نماز پڑہتے تھے فقط
حاصل یہ ہے کہ کتب حدیث مین بہت جگہہ لفظ مصلی کا اپنے معنی حقیقی مین
مستعمل ہوا ہے - اسیطرح سے اس جگہہ بھی مراد معنی حقیقی ہین یعنی
لوگون نے آپکی جاے نماز کی شناخت کے لئے کوئی شئے رکھدی تھی تو کہ
آپکی جاے نماز ہر کسیکو معلوم ہو جاوے - اور اوس جگہہ پر لوگ نماز پڑھکر
تبرک حاصل کرین - یہ تحریف کیسے ہوئی معنی حقیقی جب تک بن سکین معنی
مجازی لینا یہ قاعدہ کس کتاب مین آپنے پڑھا ہے - تمام کتب اصول الاول

اس قاعدہ سے ہین کہ معنی حقیقی کے ہوتے ہوئے معنی مجازی نہین لئے جاتے
فقط **قولہ** جعلوا کے معنی رکھدی تھی بنایا + **اقول** آپ کیا جانین کہ جعل
کن کن معنون کے لئے کلام عرب مین آیا ہے - کتب لغت کا ملاحظہ فرماتے
جعل کے معنی وضع کے بھی ہین - عرب کے محاورہ مین بولتے ہین جعل الشئی
جعلا وضعہ الخ کذا فی القاموس - اور جعل بہت سے معنی مین مستعمل ہوتا ہے
بمعنی سمی و بمعنی تبین و بمعنی نسبت کردن و بمعنی خلق و بمعنی تشریف - اور معنون
مین بھی سوا اسکے مستعمل ہوتا ہے - تفصیل اسکی کتب لغت مثل قاموس
وصحاح جوہری مین ملاحظہ کرنا چاہئے - ہمارے مخاطب صاحب نے نہ کتب
ادب کو پڑہا - نہ محاورات عرب کا تفحص کیا - بغیر سوچے سمجھے ایک جعل بنا کر اعتراض کرنا
سیکھ لیا ہے - **قولہ** شناخت کے لئے یہ لفظ محض اپنی طرف سے گھڑکر
بنایا یہ کیا افترا پردازی نہین ہے - الی قولہ - یہ سب حرفتین کین + **اقول**
یعرف بہ کا لفظ اصل مین موجود ہے یا نہین - عرف یعرف کے معنی کسی لغت
مین دیکھ لیجئے تو کہ شناخت کے معنی آپ کو معلوم ہوجاوین - آپ کے حال و
قال پر وہی شعر جسکو آپنے نقل کیا ہے خوب صادق آتا ہے ؎ کوئی سیدھی
بات صاحب کی نظر آتی نہین + آپ کی پوشاک کو کپڑا ابھی آڑا چاہئے + یہ کہنا کہ
لفظ (المصلاہ) بمعنی عیدگاہ شائع وذائع ہے - دعوی بلا بینہ ہے
پہلے ہمنے بخوبی ثابت کردیا کہ اصل معنی اسکے جائے نماز کے ہین اسکا جواب

نہ پہلے آپ سے ہوسکا نہ اب انشاء اللہ ہوگا۔ **قولہ** وہ عبارت فتح الباری کی یوں ہے (انہم جعلوا المصلاۃ شیئا یعرف بہ) اسکا ترجمہ اسقدر ہوا کہ اون لوگوں نے آنحضرت صلعم کی عیدگاہ کے واسطے ایک نشان بنایا تھا کہ اوس سے عیدگاہ معلوم ہو۔ **اقول** اجی حضرت یہ تو فرمایئے۔ شئے کے معنی نشان کے آپنے کس لغت سے نکالے۔ کیا اسکو لوگ آپکا مقولہ تحریف اوربدویانتی نہ کہیں گے سبحان اللہ جس بات کا آپ اعتراض کرتے ہیں اوسمیں خود مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی قدرت ہے بقول م ج سراویکے کیا آپ صوفی مزاج تو نہیں ہیں کہ اپنے بھائی مسلمان پر اعتراض کرکے خود مورد اعتراض کے بن جاتے ہیں اصل معنی اسکے یہ ہیں کہ اون لوگوں نے آنحضرت صلعم کی جاے نماز کے لئے ایک شئے رکھدی تھی تو کہ آپکی جاے نماز معلوم ہو جاوے۔ بیان واضح اسکا گذر چکا۔ **قولہ** باقی رہا وہ لوگ بنانے والے کون تھے صاف طور پہ پتا دیرہی ہے کہ صحابہ رض تھے ورنہ صاحب فتح الباری یا بانی علم کا نام لکھتا۔ الی قولہ۔ علاوہ اسکے آیندہ ثابت کرونگا کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تھا تو سواے صحابہ کے اور کون بانی ہوگا۔ **اقول** اسپر کیا دلیل ہے کہ بنانے والے صحابہ تھے جیسا احتمال صحابہ میں نکل سکتا ہے ایسا ہی تابعین و تبع تابعین ہلم جرا میں بھی نکل سکتا ہے۔ مدعی و مثبت کو چاہئے کہ تعین صحابہ کے لئے کوئی دلیل پیش کرے مانع کو تو فقط احتمال نکالدینا کافی ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ جہاں اس وضع پہ ضمیر آتی ہے

وہان مراد صحابہ رضہ ہین - یہ بھی دعویٰ ہی دعویٰ ہے - دس پانچ جگہہ تو ایسی
نقل کر دیجیے تو کہ آپ کا صدق و کذب دیکھا جاوے آیندہ جب آپ علم کا ہونا
زمانہ نبوی مین ثابت فرماوینگے تو دیکھا جاویگا - اس جگہہ تو آپ سے ثابت
نہ ہو سکا - اب ہم فرض کرتے ہین کہ بنانے والے علم کے صحابہ تھے - تو بھی
ہم کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین یہ حضرات علم بناتے تو دو حال سے
خالی نہ ہوتا - یا تو امر آپکا پایا جاتا یا تقریر - اور یہ دونون ہنوز ثابت نہین ہوئے
ظاہر ہی ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مبارک مین بغیر آپ کے حکم کے صحابہ کبھی علم نہ بناتے
اگر صحابہ نے کسی عبادت گاہ مین کوئی امر ایسا ما سوا ے اسکے کیا ہو تو اوسکی
نظیر پیش کیجیے - جسکو اللہ نے فہم سلیم دیا ہے - وہ اس عبارت حافظ ابن حجر
(انہم جعلوا المصلاۃ شیئا) سے خود سمجھ لیگا - کہ جاعل اسکے - زمانہ نبوی مین
نہین تھے - ورنہ یہ فعل انکی طرف ہرگز نہ منسوب ہوتا - بلکہ شارع کی طرف منسوب
ہوتا فافہم وتدبر **قولہ** تیسری عبارت تقریب التہذیب کی مولوی صاحب اپنی
سند مین نقل کرتے ہین - الی قولہ - اس دعوے کو عبارت تقریب سے کیا
تعلق ہے نہ معلوم کہ یہ شخص جو لکھتا ہے اسکو سمجھتا بھی ہے یا یونہین اناپ
شناپ بکے جاتا ہے انتہی **اقول** آپ کو سوا ے بد زبانی کے کچھ اللہ نے فہم
بھی عطا فرمایا ہے یا نہین - یا اوراک آپ کے حصہ مین ہی نہین ہے - جناب
نے یہ تو غضب کی کہی کہ عبارت تقریب کو کیا تعلق ہے - عبارت تقریب کو

مین نے فقط اسواسطے ذکر کیا تھا کہ معلوم ہو جاوے کہ کثیر بن صلت تابعی ہین
یعنی صحابی نہین ہین - کہ انکا گھر حضرتؐ کے زمانہ مین متصل عید گاہ کے ہو سوتہ
غرض اس سے حاصل ہے - آپ نہ سمجہین تو مین کیا کرون - نفی علم کی سند
مین مینے اس عبارت کو نہین لکھا فقط کثیر کی تابعیت کے ثبوت مین لکہا ہے
- آپکو پھر مکرر سہ کر سمجھا دیا جاتا ہے کہ ذرا سمجھ بوجھکر اعتراض کیا کرین - **قولہ**
عبارت فتح کی خود مولویصاحب نے نقل کی ہے اوسمین یہ مضمون کہین نہین
پایا جاتا ہے الخ **اقول** کیا عبارت فتح الباری مین یہ نہین ہے کہ انحضرتؐ کون
نے آپکی جاے نماز کے لیئے ایک شئے قائم کی تھی - جس سے صاف معلوم
ہوتا ہے - کہ حضرت صلعم کے زمانہ مین علم نہ تھا - مفصل بیان اسکا اوپر گذرا
باوجود موجود ہونے اُس عبارت کے آپکو بہتان باندہتے ہوئے شرم نہین آتی
صدق رسول اللہ صلعم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت **قولہ** چوتھی دلیل آپکے
علم نہ ہونے کی عبارت شاہ ولی اللہ صاحب کی پیش کی ہے الخ **اقول** بیشک
مین نے اپنی دلیل مین عبارت شاہ صاحب کو ذکر کیا ہے - وہ عبارت
مع ترجمہ کے یہ ہے باب العَلَم بالمصلی الخ واعلم انہ ثبت فی الروایات الصحیحۃ
انہ ما کان لہ صلعم علم فی مصلاہ ومعنی قول ابن عباس حتی اتی العلم الذی الخ
حتی اتی الموضع الذی قد نصب العلم فیہ فی زماننا ہذا عند دار کثیر بن الصلت الخ
ترجمہ یہ باب ہے عَلَم کا مصلی مین - تو جان کہ روایات صحیحہ مین ثابت ہوا ہے

کہ آپ کے مصلیٰ مین عَلَم نہ تھا۔ اور معنی قول ابن عباس (حتی اتی العلم الذی
کے یہ ہین کہ یہانتک کہ آپ اوس جگہہ مین تشریف لائے کہ ہمارے زمانہ
مین وہان عَلَم گاڑا جاتا ہے اور یہ نزدیک مکان کثیر بن صلت کے ہے
آخر تک ۔ اس عبارت کے جواب مین ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین
قولہ اولا شاہ صاحب نے ان روایات نافیہ عَلَم کو نقل نہین کیا کہ بعد تنقید رجال
وقوت ماخذ اور وجہ دلالت پر اون روایات کے نظر کیجاتی اور بغیر لحاظ ان امور کے
صرف شاہ صاحب کے لکھنے پر یون حکم لگا دینا اور صریح لفظ حدیث سے جو
روایت ابن عباس مین ہے عدول کرنا تقلید ناسدید ہے الخ **اقول** شاہ
ولی اللہ صاحب محدث ہمارے آپ کے عمدہ ترین سلسلہ شیوخ مین داخل ہین
اور انکی جلالت قدر و علو علم پر زمانہ بھر کا اتفاق ہے ۔ وہ اس بات کی خبر دیتے ہین
کہ روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ عَلَم آنحضرت صلعم کے مصلیٰ مین نتھا ہم تو
اونکو اس خبر مین سچا سمجھینگے ۔ کیا آپ تنقید رجال وقوت ماخذ کے سمجھنے مین
شاہ صاحب سے بڑھ گئے ہین ۔ جس صورت مین شاہ صاحب نے صحت کا
حکم روایات نافیہ پر کر دیا ہے ۔ تو اب پھر تنقید رجال کی کیا حاجت ہے ۔
نیز آپ کیا جانین کہ رجال کی تحقیق کیسی ہوتی ہے ۔ پھر اس قول شاہ صاحب کو
تقلید ناسدید بتانا آپکا ہی کام ہے ۔ آپکو تقلید کے معنی بھی ابتک معلوم نہین
ہین ۔ ہان یہ بات تو اوسکو معلوم ہو جو کتب اصول پر حاوی ہو ۔ تقلید کہتے ہین

کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے ماننا - جب شاہ صاحب نے احادیث
صحیحہ کا حوالہ دیا تو تقلید کیسے ٹھہری - اور عینی نے جو عملی کی تفسیر لکھی تو تفسیر
لکھی تھی کسی روایت کا حوالہ نہین دیا تھا - اور نہ توثیق اونکی اہلحدیث مین معتبر ہے
اور شاہ صاحب نے صریح لفظ حدیث سے مونھہ بھی نہین پھیرا - بھلا یہ تو
فرمایئے کہ شاہ صاحب کی نسبت بد تہذیبی کے کلمات لکھنا کیا یہ حواشی شیخ کی
جسکی برکت سے آپ عزیز ہوئے نہین تو کیا ہے - نمک خوردن نمکدان را
شکستن آپکا مقولہ آپ ہی پر صادق آتا ہے - اگلے الفاظ آپ کے تو لکھ سکتا
نہین - اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہون - **قولہ** تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لفظ
حدیث کو ظاہر سے پھیرنے کے لئے کوئی قرینہ صارفہ چاہیئے شاہ ولی اللہ
صاحبکی تاویل بلا دلیل ہرگز مقبول نہین ورنہ ہر شخص جس حدیث کی چاہیگا
تاویل کردیگا اور ظاہر معنی سے حدیث کو پھیردیگا اور یہ تاویل اوسکی بغیر دلیل
اور قرینہ صارفہ کے مقبول ہوگی حالانکہ یہ کوئی صاحب فہم و دیانت نہین کہسکتا
اقول شاہ صاحب آپکے سلسلہ سند کے شیوخ سے ہین - اونکے حق مین
آپ جو چاہین کہین - کیا وہ آپ کے نزدیک صاحب فہم و دیانت نہ تھے -
جو اونھون نے حدیث کے معنی غلط بیان کیے - اون جیسا صاحب فہم و دیانت
تو آجکل کوئی نظر نہین آتا - ہان آپ شاید اون سے بڑھے ہوئے ہون تو ہون
مگر جو کوئی آپکی تحریر دیکھیگا - وہ اسکا ہرگز باور نہین کریگا شاہ صاحب نے

ظاہر حدیث کو اپنے معنی سے ہرگز نہین پھیرا - بلکہ جو اوسکے معنی فی نفس الامر ہوسکتے تھے اونکو بیان کردیا - انشاء اللہ اسکی تفصیل آیندہ آتی ہے -

قولہ باقی رہا اسکا ثبوت کہ یہ تاویل ظاہر لفظ حدیث کے خلاف ہے سو یہ ہے کہ علم حدیث مین مفعول واقع ہوا ہے آنحضرت صلعم کے فعل اتی کا اور مفعول کا وجود وقت صدور فعل فاعل کے ضروری ہے تاکہ فعل اوسکے ساتھ متعلق ہو اسلیے کہ فعل موجود ہے تو اگر مفعول اوسکے وجود کے وقت موجود نہو تو لازم آوے کہ موجود معدوم کے ساتھ متعلق ہو وہذا خلف کیونکہ متعلق اسم فاعل و متعلق اسم مفعول کو تعلق کیوقت ایکظرف مین موجود ہونا چاہیے یعنی ایک زمانہ مین موجود ہین فی زمانین کے درمیان تعلق ممکن نہین ہے تعلق کا منشا اشتراک زمانی ہے نہ کہ تغائر زمانی پس دلیل خلف سے ثابت ہوا کہ ظاہر لفظ حدیث کا اقتضا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم تھا اور دیہی مین نے کہا تھا الخ **اقول** بعون اللہ وصونہ یہ مقام درمیان ہمارے اور مخاطب صاحب کے نزاعی ہے پہلے ہمنے عبارت فتح الباری وشاہ ولی اللہ صاحب سے بخوبی ثابت کردیا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم کا وجود نتھا - ہمارے مخاطب صاحب نے ثبوت علم مین کوئی قول مفسر محدث مورخ کا نہین پیش کیا - یہ ایک دلیل عقلی قواعد نحو سے پیش کی ہے - انشاء اللہ ہم اس دلیل پر مفصل کلام کرتے ہین - اگر ہمارے مخاطب صاحب انصاف کی نگاہ سے

سے ہماری تحریر کو ملاحظہ فرماوین گے تو امید ہے کہ مان جائینگے - اور پھر نیزہ
قلم کا ہاتھ مین نہ اوٹھائین گے - اگر آپ تسلیم نہ کرینگے تو اور اہل علم تو انصاف فرماکر
کھرے کھوٹے مین تمیز کرینگے - پہلے مین کامل اخلاص سے اللہ تعالی سے اعانت
چاہتا ہون کہ میرے سینہ کو عمدہ مضامین سے بھر دیوے - پھر جواب کی طرف
متوجہ ہوتا ہون - وہذا اوان الشروع فی الجواب - فاقول حدیث ابن عباس رض
جس سے ہمارے مخاطب صاحب نے استدلال کیا ہے لفظ اوسکا یہ ہے -
(حتی اتی العلم الذی عند وارکثیر من الصلت) ظاہر ہے کہ اتی فعل لازم ہے
صراح مین ہے (اتی اتیان بالکسر آمدن) یعنی اتی اور اتیان کے معنی
آنا ہے آمدن بمعنی آنا - ہر خاص وعام جانتے ہین کہ لازمی ہے فعل لازم کا تعدیہ
تین چیز سے ہوتا ہے ہمزہ - یا تضعیف - یا حروف جارہ سے - یہان پر
ان تین چیزون سے کسی چیز کے ساتھ تعدیہ بھی اسکا نہین ہوا - جو کہا جاوے
کہ اگرچہ یہ فعل لازم ہے - مگر تعدیہ اسکا احد من وجوہ ثلاثہ سے کیا گیا ہے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فعل لازم کا مفعول بہ نہین ہوتا - نحو میر جاننے والا بھی
اسکا انکار نہ کریگا - تو اب علم کوئی دوسرا مفعول ماسوائے مفعول بہ کے ٹھہریگا -
مفعول مطلق تو ہو نہین سکتا - کیونکہ مفعول مطلق اسم اوس حدث کا ہے جسکو
فاعل فعل نے کیا ہو - اور وہ اوس فعل مذکور کی معنی مین بھی ہو علم مین یہ باتین
مفقود ہین - اور نہ مفعول لہ ہو سکتا ہے کیونکہ مفعول لہ وہ ہوتا ہے کہ جسکے

[illegible]

باعث سے فعل مذکور کیا جاوے - ظاہر ہے کہ (اتی) اسواسطے نہین کیا
- اور نہ یہ مفعول معہ ہے کیونکہ وہ مذکور ہوتا ہے بعد واو کے واسطے مصاحبت
معمول فعل کے - لفظ علم بعد واو کے مذکور نہین ہے - جس صورت مین
مفعولات اربعہ کا ہونا باطل ہوا - تو خواہ مخواہ اسکو مفعول فیہ کہنا پڑیگا - اور
نصب مفعول فیہ کا تقدیر فی سے ہوتا ہے - اور تقدیر فی کو قبول کرنیوالی
دو چیزین ہین - ظرف زمان مطلقاً تقدیر فی کو قبول کرتے ہین - اور ظرف مکان
مین سے مبہم جنکی تفسیر جہات ستہ - یا دوسری تفسیر سے کی گئی ہے
تقدیر فی کو قبول کرتے ہین لفظ عند ولدی اور حوالی کے معنون مین ہے
انپر حمل کیا گیا ہے - ایسے ہی ہے لفظ مکان وما بعد و خلف کا بباعث کثرت
استعمال کے اسپر حمل کیا گیا ہے کذا فی الکافیہ و شرحہا - لفظ علم کا نہ تو ظرف
زمان سے ہے نہ مکان سے - لہذا تقدیر فی کی صلاحیت کے لیئے مضاف
اسکا مقدر ماننا پڑیگا - تقدیر عبارت کی یون ہوگی - حتی اتی موضع العلم الذی
عند وارکثیر بن الصلت یعنی یہانتک کہ آئے آنحضرت صلعم جگہہ علم مین وہ
علم جو نزد یک مکان کثیر بن صلت کے ہے - اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ مضاف کو
حذف کر کے مضاف الیہ پر الف لام لے آتے ہین - جیسے فی المہد انسے من المہد کذا
فی الجمل تو اب مفعول آتی کا موضع العلم ٹھہرا - اور وجود موضع کا بوقت
صدور فعل فاعل کے تھا - رہا وجود علم یہ حدیث سے سمجھا نہین جاتا - حدیث

سے موضع علم کا ہونا معلوم ہوتا ہے کما مر تفصیلہ - اب مثبت علم کو چاہیے کہ کسی دوسری دلیل سے جو اپنے معنون مین نص ہو ثابت کرے - کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا - کیونکہ روایت ابن عباس رض سے موضع علم کا ہونا ثابت ہوتا ہے - رہا علم محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہو یا بعد آپ کے - کیونکہ بالفعل دونون احتمال متساوی الاقدام ہین - اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال - اور اس ہماری تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا - کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرارہ نے جو معنی حدیث کے بیان کئے ہین وہ بہت ٹھیک ہین - اور موافق اقتضا قواعد کے تھے - ہمارے مخاطب صاحب نے کلام شاہ صاحب پر غور نہین فرمایا - اور بغیر تامل کے لکھدیا کہ - یہ تاویل شاہ صاحب کی خلاف ظاہر ہے - حالانکہ یہ تاویل ہی نہین بلکہ معنی حدیث ہین - اب ہم انہین الفاظ حدیث سے جو اوپر مذکور ہوئے - ثابت کئے دیتے ہین کہ علم کا وجود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نتھا - بیان اسکا دو وجہ سے ہے -

وجہ اول لفظ عند کا جو حدیث مین واقع ہوا ہے استعمال اوسکا ظرف مکان کے لیئے آتا ہے - ادنی قواعددان بھی اسکا انکار نہ کریگا - تو اب موافق قواعد کے وار کثیر بن صلت ظرف علم کا ٹھہریگا - اور علم مظروف - اور ظرف کا وجود مظروف سے مقدم ہوتا ہے - بغیر وجود ظرف کے مظروف پایا نہین جاتا - اس لحاظ سے وار کثیر بن صلت کا وجود مقدم ہونا چاہیئے وجود علم سے حالانکہ

عبارت فتح الباری سے معلوم ہوا کہ مکان کثیر کا بعد زمانہ کثیر آنحضرت صلعم کے
حادث ہوا ہے۔ تو خواہ مخواہ وجود علم کا بھی بعد اوسکے ہوگا اور یہی مطلوب تھا
وجہ دوم الفاظ حدیث (حتی اتی العلم الذی عند دار کثیر بن الصلت)
مین مطابق ظاہر ٹھہراے ہوئے آپ کے العلم موصوف واقع ہوا ہے۔ اور الذی مع اپنے
صلہ کے صفت اوسکی۔ اور مدلول موصوف بعد موصوف ہو جانے صفت
ممکن نہین کہ بدون صفت کے پایا جاوے۔ ایک کا عدم بر تقدیر موصوف
بوصف ہونے کے مستلزم ہوگا عدم دوسرے کے۔ اور یہ پہلے ثابت
ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین وجود صفت کا نہ تھا پس ایسا ہی وجود
موصوف بھی ماننا پڑیگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وجود موصوف مقدم ہوتا ہے
وجود نعت سے جیسے رجل عالم مین رجل کا وجود پہلے ہو ویگا تو عالم کا وجود
بعد اوسکے ہوگا۔ تو مین کہتا ہون یہ بات ٹھیک ہے مگر جب وصف علم کا
رجل مین حاصل ہو جاویگا تو بعد اوسکے دونون جس زمان یا مکان مین
موجود ہونگے تو ایک دوسرے سے علیحدہ نہین پاے جاوینگے۔ اور ظاہر
لفظ حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مکان کثیر بن صلت کا جو وصف
علم ہے حضرتؐ کے زمانہ مین موجود تھا۔ حالانکہ یہ بات ہمنے پہلے بخوبی ثابت
کر دی ہے کہ مکان کثیر کا بعد زمانہ نبوی کے حادث ہوا ہے۔ پس اوسیوقت
موصوف کو بھی خیال کرنا چاہیے۔ الحمد للہ کہ ان دو وجہ سے نفی علم کی

زمانہ نبوی میں ثابت ہوئی - اور معترض کی تقریر کا جواب تمام ہوا -
چونکہ ہمارے مخاطب صاحب نے سوای اس دلیل کے دوسری کوئی دلیل
اثبات علم کی نہیں فرمائی - اور اس دلیل کا حال ناظرین رسالہ کو معلوم ہوچکا
- اور اسی دلیل سے جواز بناء عیدگاہ کا مخاطب صاحب نے نکالا ہے اسلیے
ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسی مقام میں فصل بحث اسکی لکھی جاوے - اور
سب ادلہ کو ایک مقام میں ذکر کر دیا جاوے کہ مخاطب صاحب کو جواب دینے کا
موقع بھی عمدہ ملے ۔ **اب** وجود علم کا فرض کر کے گفتگو کرتے ہیں - اور گفتگو
چند وجہ سے ہے **وجہ اول** ہمنے فرض کیا کہ وجود علم کا آنحضرت صلعم کے
زمانہ میں تھا - مگر یہ کس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وہ علم عیدگاہ میں تھا - یا متصل عیدگاہ
کے تھا - اور اگر متصل عیدگاہ تھا تو کسقدر فاصلہ پر تھا - اور ہنوز اسکو معترض
نے ثابت نہیں فرمایا - جب تک ہمارے مخاطب صاحب وجود علم کو عیدگاہ میں
نہ ثابت کرینگے تب تک تقریب تام نہوگی - مدعی اثبات علم کو ضرور ہے کہ علم کا ہونا
عیدگاہ میں کسی نقل صحیح سے ثابت کرے - بغیر پہونچانے ثبوت اس امر کے جواب کا
قصد ہرگز ہرگز نکرے **وجہ دوم** ابطال آپکی دلیل کا نقض اجمالی سے
کیا جاتا ہے - بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ دلیل مستلزم فساد کو ہے وجہ یہ
کہ تخلف حکم کا دلیل سے بعض صورتوں میں پایا جاتا ہے - مشکوۃ مطبوعہ بمبئی ۱۲۸۱
میں ہے - وعن المطلب بن ابی وداعۃ قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج

بجنازتہ فدفن امر النبی صلعم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام الیہا رسول
اللہ صلعم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلعم کانی
انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلعم حین حسر عنہما ثم حملہا فوضعہا عند راسہ
وقال اُعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابوداود ترجمہ مطلب
بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہا جب عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا اونکا
جنازہ نکالا گیا پس دفن کئے گئے ایک آدمی کو آنحضرت صلعم نے حکم کیا آپکے
پاس پتھر لاوے وہ آدمی اوسکو اوٹھا نہ سکا پس آنحضرت صلعم اوسکی طرف کھڑے
ہوئے اور اپنے دونوں ذراع سے کپڑے کو کھسکایا مطلب نے کہا اوس آدمی
نے جس نے مجھکو رسول اللہ صلعم سے خبر دیا کہا گو یا مین سفیدی ہر دو بازو
آپکی دیکھتا ہوں جبکہ آنحضرت صلعم نے اون دونوں سے کھسکایا پھر اوس
پتھر کو اوٹھایا اور نزدیک سر اوسکے کے رکھا اور فرمایا کہ نشان لگاتا ہوں مین
ساتھ اوسکے قبر بھائی اپنے کا اور دفن کرونگا مین اوس آدمی کو جو مرے اہل
سے میرے اوسکی طرف اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اس حدیث ابوداؤد
سے معلوم ہوا کہ عثمان بن مظعون کی قبر کے سرانے خود آنحضرت صلعم نے
علم پتھر کا لگایا۔ تو اب بمقتضاے دلیل آپ کے چاہیئے کہ پختہ بنوانا قبر کا بھی بلحاظ
اس حدیث کے جائز ہو جاوے۔ حالانکہ جواز پختہ قبر بنوانے کا کوئی قائل نہین
ہوا۔ اور نہ کسی نے اس حدیث سے پختہ قبر پر استدلال کیا ہے۔ اگر آپکی

دلیل صحیح ہوتی تو بیشک ایک طائفہ مستبدعین کا جواپنے مشائخ کی قبور کو پختہ
بنواتے ہین - ضرور اس حدیث سے استدلال پکڑتے - حالانکہ آجتک کسی نے
اس سے استدلال نہ پکڑا - یہان پر بھی دلیل آپ کی موجود ہے - مگر مخالف حکم
ہے - یا تو آپ نفس اس حدیث سے قطع نظر حدیث دوسری کے جواز پختہ
قبر کا فتوی دیجیے - ورنہ عیدگاہ کے جواز کا فتوی واپس لیجیے - **وجہ سوم**
شیخ نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین بزیر مصلی العید لکھا ہے مصلای عید در
زمان آنسرور بنا نداشت بلکہ از بنای آن نہی فرمودہ وخطبہ عید نہ بر منبر خواندہ
واول کسیکہ در خطبہ عید منبر گرفت مروان بن الحکم بود انتہی ولہذا اسیل جار
ہین کما فی الموعظة الحسنة کہا ہے من الماثور فی العیدین ان تکون الصلوة
فی الجبانة الا لعذر من مطر او نحوہ واستدلوا علی ذلک بما ثبت من مواظبتہ
صلعم علی الخروج الی الصحراء انتہی جبانہ بفتح جیم وتشدید باء موحدہ بمعنی صحراست
کذا فی مجمع البحار - بعدہ مین نے خلاصة الوفا شیخ سمہودی کی جانب مراجعت کی کہ
عیدگاہ کی پوری پوری تحقیق ملے - اتفاقاً اوسمین ایک ایسی حدیث ملی جو قاطع
باب نزاع ہے - جس سے بناء عیدگاہ کی ممانعت صراحتاً معلوم ہوتی ہے پہلے
تو ایک نسخہ خلاصة الوفا کا مجھکو کتابخانہ نواب ٹونک سے ملا - بعد اوسکے مجھکو
ماہ شوال سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین قبل پہونچنے رسالہ مخاطب کے سفر اعظم گڈہ کا اتفاق ہوا
اوس سفر مین نسخہ خلاصة الوفا مطبوعہ مصر بھی مجھکو دستیاب ہوا - بحمدہ تعالی اسوقت

وہ نسخہ میرے سامنے رکھا ہوا ہے حدیث یہ ہے (ولابن شبۃ فیما جاء فی

المصلی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلعم خرج الی المصلی یستسقی فبدء

بالخطبۃ ثم صلی وقال ہذا مجمعنا ومستمطرنا ومدعانا لعیدنا ولفطرنا واضحانا فلا یبنی فیہ

لبنۃ علی لبنۃ ولا خیمۃ ترجمہ اور واسطے ابن شبہ کے اون روایتون مین

جو در بارہ عیدگاہ کے آئی ہین یہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ بیشک

رسول اللہ صلعم عیدگاہ کی طرف نکلے طلب بارش کرتے تھے پس خطبہ پہلے شروع کیا

پھر نماز پڑھی اور فرمایا یہ ہمارے جمع ہونے کی جگہہ اور پانی طلب کرنے کی

جگہہ اور جگہہ دعا کرنے کی عیدین اور عید فطر اور عید الضحیٰ مین پس نہ بنایا جاوے

اوسمین اینٹ پر اینٹ اور نہ خیمہ + اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنا عیدگاہ

کی خود حضرت صلعم نے ممانعت فرمائی - اور اصل نہی مین تحریم ہے کما فی کتب

الاصول - اگرچہ اس حدیث کی سند خلاصۃ الوفا مین مذکور نہین ہے مگر شیخ سمہودی

مولف کتاب نے اصل مخرج بتا دیا ہے یعنی عمر بن شبہ جو شیخ ابن ماجہ ہین

اونھون نے اس حدیث کو اپنی کتاب مین روایت کیا ہے - اور عمر بن شبہ

ثقہ ہین تقریب التہذیب مین ہے عمر بن شبۃ بفتح المعجمۃ وتشدید الموحدۃ

ابن عبیدۃ بن زید النمیری بالنون مصغر ابو زید ابن ابی معاذ البصری نزیل بغداد

صدوق لہ تصانیف من کبار العاشرۃ مات سنۃ اثنتین وستین وقد جاوز

التسعین ترجمہ عمر بن شبہ فتح شین اور تشدید بار سے بیٹے

عبیدہ بن زید نمیری ساتھ نون کے مصغر ابوزید بیٹے ابومعاذ کے بصرہ کے
رہنے والے بغداد مین نازل ہوئے صدوق تھے واسطے اونکے تصانیف
بہت ہین طبقہ گیارہوین کے بڑون مین سے ہین دو سو باسٹھ مین مرے
نوّے برس سے عمر اونکی تجاوز کرگئی تھی - حافظ صفی الدین خلاصہ مین فرماتے
ہین عمر بن شبۃ بالفتح اولہ والموحدۃ الثقیلۃ ابن عبیدۃ بالفتح النمیری ابوزید
البصری الحافظ الاخباری الادیب عن عمر بن علی المقدمی والقطان وابی نعیم و
خلق وعنہ (ق) وطائفۃ وثقہ الدارقطنی مات سنۃ اثنتین وستین
ومائتین ترجمہ عمر بن شبہ بفتح شین اور بار مشددہ سے بیٹے عبیدہ
فتح اول سے منسوب طرف نمیر کے ابوزید بصرہ کے رہنے والے حافظ حدیث
اخباری ادیب روایت کرتے ہین عمر بن علی مقدمی اور قطان اور ابی نعیم
اور ایک خلقت سے اور اوس سے روایت کرتے ہین ابن ماجہ اور ایک
طائفہ ثقہ کہا اونکو دارقطنی نے سن دو سو باسٹھ مین مرے - عبارت تقریب
و خلاصہ سے ثقاہت عمر بن شبہ کی معلوم ہوگئی چونکہ تاریخ عمر بن شبہ تلاش
کیگئی نہین ملی انشاء اللہ جب دستیاب ہوگی تو باقی سند بھی نقل کردیجاویگی
یہ بات تو یقینی ہے کہ یہ حدیث موضوع نہین ہے کیونکہ ہمنے کتب موضوعات
ائمہ مثل فوائد مجموعہ وموضوعات صغیر وکبیر ملا علی قاری ولالی المصنوعہ ومقاصد
حسنہ وغیرہ کا استقرار کیا تو اس حدیث کو اونمین نہ پایا - اگر ہمارے مخاطب

صاحب کو اصل کتاب ملجاوے تو وہ ضرور اسکی سند نقل کرکے اگر لائق کلام کے
ہو تو اوسپر کلام کرین متبع سنت کو تو یہی لازم ہے کہ حدیث سنکر پھر چون وچرا
نہ کرے - دو وجہ مذکورہ بالا سے نفی علم کی بخوبی معلوم ہوئی - اور بالفرض
علم بھی مقصود کا پتا ثابت نہین ہوتا - جیساکہ ان دو وجہ سے معلوم ہوا -
اور وجہ تیسری ست ممانعت بناء عیدگاہ کی ولله الحمد - سفر السعادۃ اور اسکی
شرح مین لکھا ہے کہ عادت حضرت رسالت صلعم آن بود کہ نماز عید در مصلا گزاردی
وآن مکانیست بیرون مدینہ میان وی و مسجد شریف ہزار ذراع ست کذافی تاریخ المدینۃ
و در اینجا دلیل ست بر آنکہ بیرون آمدن برائے نماز عید بصحرا افضل ست از گزاردن
وے در مسجد چہ آنحضرت با وجود آن فضل و شرف کہ مسجد وے دارد بمصلی
بیرون آمد و رجا ہاے دیگر بطریق اولی بود و ہم برین ست عمل ناس در امصار
مگر آنکہ عذرے باشد چنانکہ گفت ویکبار عید باران بود در مسجد گزارد انتہی - دوسری
جگہہ کہا ہے آن زمان مصلی صحرا بود دیوارے ومحرابے نداشت - شارح
نے لکھا ہے در بناے جبانہ نیز سخن ست نزد بعض مکروہ ست واصح آنست اورا
حکم مسجد نیست واعتکاف در روے جائز نہ انتہی - ان دونون عبارتون سے
سنیت نماز عید کی صحرا مین - اور مکروہ ہونا عمارت مصلی کا بنا بر قول بعض
ثابت ہوا - اور حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ سلف استعمال
لفظ مکروہ کا معنی تحریم مین کرتے تھے تو اس سے تحریم عمارت مصلی کی ثابت

ہوئی اور جو امر کہ خلاف سنت ہوتا ہے اوسیکو بدعت کہتے ہین پس اخراج
مصلی کا صحرا مین سے بعمارت و دیوار و پختگی زمین بلاشبہہ بدعت ہوگا
اور ہر بدعت گمراہی ہے بنص کل بدعۃ ضلالۃ فتامل ۔ تیسری جگہہ کہا ہے
اما در بعض احادیث صحیح وارد شدہ کہ فنزل نبی اللہ ۔ اگرچہ در اکثر احادیث
فلما فرغ یا فخطب ثم اتی النساء ۔ وامثال آن واقع شدہ ۔ ہمانا و کانی یا آلی
یا مکانے عالی بود کہ قائم مقام منبر میشد ۔ واطلاق نزول بجہت آن بود و این مجرد
احتمال ست ولیکن چون در احادیث صحیحہ ثابت شدہ کہ منبر بودنا چارست
از ارتکاب آن انتہی ۔ اسیطرح ارتکاب انعدام منبر و عمارت کا اس نماز مین
ضرور ہے اور خلاف اسکے کرنا خلاف ماثور واللہ اعلم ۔ **قولہ** مولوی صاحب نے
اوس عبارت کو چونکہ اونکے مخالف تھی اپنی دیانت کے اقتضا سے نقل ہین کی
اور جہانتک اپنا مطلب تھا اسیقدر کی نقل پر اکتفا کیا واہ رے دیانت ایسی
ایمان کے صدقے اور قربان جاتے ہیں **اقول** میرے دعوے کے ثبوت مین
جسقدر عبارت شاہ صاحب کی تھی اونکو مین نے نقل کر دیا ۔ باقی عبارت
نہ میرے دعوے کے مخالف تھی اور نہ موافق تھی اسواسطے مین نے غیر ضروری
سمجھکر اوسکو نقل نہین کیا لفظ آخرہ سے اسکی جانب اشارہ کر دیا ۔ آپ نے جسمین
آپکو لکھ دیا کیا کرے ۔ عبارت شاہ صاحب عنقریب آتی ہے ۔ اوس سے
آپکو موافقت مخالفت کا حال معلوم ہو جاویگا ۔ **قولہ** اسکے بعد ہم اوراہم

سنئے کہ شاہصاحب آگے بڑھکر اپنی تحقیق لکھتے ہین کہ علم مصلی مین جائز ہے
اور ابن عباس کی تقریر سے بھی ثابت ہے کیونکہ اونھون نے اسکو ذکر کیا اور انکار
نہین کیا الخ - **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے - اول یہ کہ مین نے
شاہصاحب کی عبارت سے اپنے اس مقصود پر استدلال کیا ہے کہ وجود علم کا
آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا - سو وہ بجارہ عبارت شاہصاحب سے جسکو
مین نے نقل کیا حاصل ہے - اور خود اسکا آپنے بھی اقرار کیا ہے - مین نے
اس امر کی بحث نہین کی کہ خود شاہصاحب کے نزدیک علم مصلی مین جائز ہے یا نہین
یا ابن عباس کے نزدیک - جس امر سے مجھکو کوئی واسطہ نہین ہے - اور نہ
مین نے اوسکی نسبت دعوی کیا ہے - اوس امر کے بارہ مین عبارت نہ نقل
کرنے پر مجھکو الزام دینا محض آپ کی زیادتی اور بے عقلی ہے **ثانی** یہ کہ عبارت
شاہصاحب سے ہرگز یہ معلوم نہین ہوتا کہ علم مصلی مین جائز ہے یا نہین -
شاہصاحب نے بخاری کی غرض بیان کی ہے نہ اپنا عندیہ - چنانچہ اسکی تفصیل
اگلے قول مین انشاء اللہ آتی ہے - اور اس مقام پر آپ کی عبارت آپ ہی لڑائی
تغیر سے عائد کیجاتی ہے - شاہ صاحب کی عبارت سے ہرگز یہ معلوم نہین ہوتا
کہ اونکے نزدیک علم کا قائم کرنا مصلی مین جائز ہے یا نہین - آپنے محض دعوی کیا
ہے - اور یہ خیال نہ کیا کہ جرح گیر موجود ہے ؎ ایسے تیر افگن سے بچکر
مرغ دل کیونکر اوڑے * جس جگہہ کا اوس نے پرتا کا وہی پر اوڑ گیا *

قولہ ایسی دلیری کا سرقہ اگر قلمی کتاب ہوتی اور ہر شخص کو میسر نہ ہوتی تو چھپ سکتا تھا
تو بھی مناسب نہ تھا چہ جائیکہ کتاب مطبوع جو ہر شخص کو میسر ہے اوسمین ایسی
بدیہی چوری کرنی سوای اسکے اور کیا کہا جاوے کہ اس شخص کو نہ خدا کا خوف
ہے نہ لوگونکی شرم الخ + **اقول** ہمارے مخاطب صاحب نے یہ صفحہ محض کلمات
بدتہذیبی سے سیاہ کیا ہے۔ اور حضرت جانتے تو خاک بھی نہین مگر گالیان
دینے اور لکھنے مین بڑے مشاق ہین۔ جو عبارت کہ میرے مقصود سے مخالف
ہے نہ کلیۃ موافق اگر اوسکو مین نے نقل نہ کیا۔ اور الخ کا لفظ لکھکر اوسکی طرف
اشارہ بھی کردیا تو کیا یہ سرقہ مین داخل ہوا۔ ابھی تو آپکو سرقہ کی تعریف بھی نہین
معلوم۔ اگر کتب معانی واصول فقہ وشروح حدیث کو نہین دیکھا تو تعزیرات ہند
کی ہی دفعہ ۳۷۹ مین تعریف سرقہ کی دیکھ لیجیے۔ بھلا جو طبع ہوکر شائع ہوگئی ہے
اوسمین سرقہ کیسے ہوسکتا ہے۔ **قولہ** وہ عبارت شاہ ولی اللہ صاحب کی
یہ ہے (ولما کان ظاہر لفظ الحدیث یحتمل ان یکون فی زمانہ علیہ السلام ہی
المولف عقد الباب علیہ والاظہر عندی ان غرضہ رح اثبات ان نصب العلم جائز فی
المصلی وہو ثبت بتقریر ابن عباس رض ایضاً فانہ ذکرہ بلا انکار علیہ فتامل انتہی
ما فی ترجمۃ الابواب + **اقول** چونکہ یہ عبارت شاہ صاحب کی جسکے نہ ذکر کرنے
مخاطب صاحب نے اسقدر واویلا مچایا تھا ہمارے مقصود کے مخالف نہ تھی
لہذا مخاطب صاحب نے چالاکی سے ترجمہ اسکا نہ فرمایا۔ ترجمہ عبارت شاہ صاحب کا

یہ ہے (چونکہ ظاہر لفظ حدیث کا محتمل اسکا تھا کہ زمانہ علیہ السلام مین علم ہو اسواسطے
مولف نے اسپر باب منعقد کیا اور زیادہ ظاہر میرے نزدیک یہ ہے کہ غرض بخاری رح
کی جواز اثبات نصب العلم کی مصلّٰی مین معلوم ہوتی ہے اور تقریر ابن عباس رض
سے بھی وہ ثابت ہوا کیونکہ ابن عباس رض نے اسکو بلا انکار کے ذکر کیا پس تو اے
مخاطب اسمین ذرا غور کر۔ شاہ صاحب نے بخاری کی غرض کو بیان کیا ہے
کہ میرے نزدیک بخاری کے انعقاد باب سے یہ غرض ہے۔ پھر اسمین تامل
کرنے کو بھی کہا ہے۔ وجہ تامل کی پہلے بیان کر چکے ہین کہ روایات صحیحہ سے
ثابت ہوا ہے کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا۔ بھلا حضرت سے یہ تو کوئی
پوچھے کہ یہ عبارت میرے مطلب کے مخالف کیسے ٹھہری۔ کیونکہ میرا مطلب تو یہ تھا
کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم مصلی مین نہ تھا۔ وہ عبارت شاہ صاحب سے
پہلے معلوم ہو چکا۔ براے عنایت کچھ تو فہم سے کام لیا کیجیے۔ ہان یہ تو فرماتے
کہ شاہ صاحب نے اپنا عندیہ کہان بیان فرمایا ہے۔ **قولہ** اس تقریر سے
میرے نفس علم کا ثبوت بھی زمانہ آنحضرت صلعم مین ہو گیا اور یہی مین نے تمہارے کہا تھا
الخ۔ **اقول** آپ کی تقریر کا رد بھی کما حقہ ہو گیا۔ اور بخوبی ثابت کر دیا گیا کہ علم کا
وجود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا اور یہی مین نے کہا تھا۔ اہل فہم متبع سنت تو
ظاہر حدیث بخاری سے ہی نفی علم کی معلوم کر لین گے۔ عن ابن عمر قال کان
النبی صلعم یغدو الی المصلی والعنزۃ بین یدیہ تحمل وتنصب بالمصلی بین یدیہ

فیصلی الیہا۔ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا تھے نبی صلعم جاتے طرف مصلی کے اور برچھا آپ کے سامنے اوٹھایا جاتا تھا اور مصلی مین آپ کے سامنے گاڑا جاتا تھا پس آنحضرت صلعم اوسکی طرف نماز پڑہتے تھے ٭ حافظ ابن قیم زاد المعاد مین فرماتے ہین ۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ماشیا والعنزۃ تحمل بین یدیہ فاذا وصل الی المصلی نصبت بین یدیہ لیصلی الیہا فان المصلی کان اذ ذاک فضاء لم یکن فیہ بناء ولا حایط وکانت الحربۃ سترۃ ۔ ترجمہ تھے آنحضرت صلعم نکلتے پیدل اور نیزہ آپ کے سامنے اوٹھایا جاتا تھا پس جب آپ مصلی مین پہونچتے تو آپ کے سامنے گاڑا جاتا تو کہ اوسکی طرف آپ نماز پڑھین کیونکہ اوس زمانہ مین مصلی میدان صاف تھا اوسمین نکسیطرح کی بنا تھی نہ دیوار اور حربہ سترہ ہوتا تھا ٭ عبارت زاد المعاد وظاہر لفظ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے مصلی مین کوئی چیز نہ تھی ۔ اگر بنا یا کوئی اور چیز جسکو آپ علم فرماتے ہین ہوتی تو ضرور آنحضرت صلعم اوسکو سترہ بناتے ۔ حافظ ابن قیم نے تو تصریح ہی فرما دی ہے کہ کسیطرح کی مصلی مین بنا دیوار نہ تھی محض فضا تھا ۔ مجھکو یاد ہے کہ جناب مولوی عبد اللہ صاحب نے جو حافظ لیسین صاحب کے اوستاذ اور میرے بھی اوستاذ ہین حدیث بخاری کو دیکھکر فرمایا تھا کہ مصلی آپکا محض فضا تھا ۔ اگرچہ حدیث بخاری کی اِس بارہ مین نص نہین ہے ۔ مین نے فقط تتبع سنت کے لئے اسکو ذکر کیا ہے جسکو عمل حدیث مقصود ہے نہ مکابر مجادل کے لئے ۔

ہاں عبارت ہا فظا ابن تیمیہ کی سے یا ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلی
مین کسیطرح کی بنار نہ تھی واللہ اعلم بالصواب - **قولہ** اولا اس عبارت مین
مولویصاحب کا اسپر یقین ہے کہ عدم بنار کو فعل پر محمول کیا ہے حمل بین المتباینین
مولویصاحب ہی کا کام ہے الخ - **اقول** جبکہ عدم بنار سے مراد میری
(کف) ہے تو اب حمل مین کیا خرابی ہے کیونکہ کف بھی ایک فعل ہے فعل کا
حمل فعل پر جائز ہے - اس قسم کا حمل خود حدیث ابن عمرؓ مین آیا ہے - وعن
ابن عمر رض انہ خرج یوم عید فلم یصل قبلہا ولا بعدہا وذکر ان النبی صلعم فعلہ
رواہ احمد والترمذی وصححہ کذا فی النیل **ترجمہ** ابن عمرؓ سے
روایت ہے کہ وہ نکلے عید کے دن پس نہ نماز پڑھا پہلے اسکے اور نہ بعد اسکے
اور ذکر کیا کہ بیشک آنحضرت صلعم نے اسکو کیا ہے اب آپ خیال فرمائیے
کہ عدم صلوۃ قبل عید و بعد عید کو ابن عمرؓ نے فعل سے تعبیر کیا ہے مشکل
یہ ہے کہ کسی فن مین آپ کو نظر نہین ہے - نہ محاورات قرآن حدیث پر نظر ہے
نہ کتب سیر ان پر - اسپر طرفہ یہ کہ جھٹ اعتراض کرنیکو تیار ہو جاتے ہین -
قولہ ثانیا یہ دونون استدلالون مین سے کوئی صحیح نہین ہے اول استدلال
صحیح نہین ہے دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ صغریٰ اسکا یعنی فعل مستمرہ آپکا عدم بناء ہو
باطل ہے کیونکہ علم کا ثبوت آنحضرت صلعم سے ثابت ہو چکا کما مر آنفا - **اقول**
اسمین کلام ہے دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ بنار عیدگاہ کا آنحضرت صلعم کے

زمانہ مین نہ ہونا کما حقہ ثابت کیا گیا ہے۔ آپ کے قول کا ابطال بھی بخوبی
ہو چکا۔ اور نیز نفی اثبات علم کا ثبوت رد تقریر مین آپ کے گذر چکا فتذکر۔
وجہ ثانی یہ کہ اگر فرض کیا جاوے کہ علم کا ثبوت آپنے آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین کر دیا۔ تو اس سے صغری کیسے باطل ہوا۔ کیونکہ صغری فی فعل مستم
عدم بنا رہے نہ عدم علم۔ جسکے اثبات سے صغری باطل ٹھہرے۔ اگر آپ
بنا کا ثبوت آنحضرت صلعم کے زمانہ مین کر دیتے۔ تو صغری باطل ٹھہرتا۔ اور وہ
ابتک آپ سے نہ ثابت ہوا نہ ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ اور علم کو بنا لازم نہین
ہے ہوسکتا ہے کہ علم کوئی پتھر رکھدیا ہو۔ یا نشان کھڑا کر دیا ہو۔ جیسا کہ آپنے
عینی سے نقل کیا ہے۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ فی الجملہ صغری
میری دلیل کا اپنے حال پر ثابت رہا۔ **قولہ** وجہ دوم یہ کہ اسکی بنا مقدمہ اولی
او ثانیہ پر ہے اور دونو مقدمے بھی باطل ہین کما ثبت آنفا۔ الی قولہ۔ اور یہی
مین نے کہا تھا۔ **اقول** آپ کے بطلانکا ابطلان خوب ہو چکا۔ اور آپکی کارستانی
بخوبی ظاہر کر دیگئی۔ جبکہ دونون مقدمے اپنے حال پر ثابت رہے تو استنتاج
اونسے بیشک صحیح ہوگا۔ ہان یہ تو فرمائیے آپ کی عبارت (کما ثبت آنفا) مین فاعل
ثبت کا کون ہے۔ یا اضمار قبل الذکر آپ کے نزدیک جائز ہے۔ صواب یون ہے
کما ثبت بطلانہما آنفا۔ آپکی عبارت عربی کا نمونہ اہل علم و انصاف ملاحظہ فرمائین۔ اور
آپکی علمیت کا اندازہ کرین۔ **قولہ** اور استدلال دوم اس سبب سے کہ اسکا صغری

صحیح نہین ہے اگرچہ کبری جو مقدمہ رابعہ ہے صحیح ہے الخ **اقول** استدلال دوم کا صغری نہایت صحیح ہے اگر آپ نہ سمجھین تو آپ کی خوش فہمی کا نتیجہ ہے۔ **قول** ارباب ذہن وفہم پر مخفی نہین کہ کسی شی کے ہیئت اصلیہ کی تغیر کمی یا بیشی کرنے سے جب ہی ممکن ہے کہ یہ کمی وبیشی اجزا وارکان یا عوارض ذاتیہ مین اوس شے کے واقع ہو یعنی اوس شے کے کچھ اجزا یا عوارض ذاتیہ کم کردین یا جو چیزین کہ اجزا وعوارض ذاتیہ مین سے اوس شی کے نہین ہین اوسکو اجزا یا عوارض ذاتیہ مین اس شی کے تکملا داخل کردین یہ نہین ممکن ہے کہ جو چیزین کہ اوس شی سے خارج منفصل ہین اونکی زیادتی یا کمی سے تغیر ہیئت اصلیہ کے اس شی کی ہو۔ **اقول** اصحاب اہل دانش وبینش پر واضح ولائح ہو کہ ہمارے مخاطب صاحب نے ان دو ورقون مین جو کچھ تقریر تحریر فرمائی ہے نہ اسکو قواعد شرعیہ سے کوئی علاقہ ولگاؤ ہے۔ اور نہ قواعد عقلیہ سے قواعد شرعیہ سے تو اسلئے نہین۔ کہ اصل شرع دو ہین کتاب وسنت۔ رہا اجماع وقیاس مجتہد یہ دونون فرع ہین۔ اجماع صحابہ کے بعد دوسرے اجماع کا ثبوت مشکل ہے۔ اسیواسطے امام احمد نے فرمایا ہے کہ مدعی اجماع کا ذب ہے۔ قیاس خود اہل ظاہر کے نزدیک حجت نہین۔ اگر ان دونون امر (یعنی اجماع وقیاس مجتہد جسکے واسطے مقیس علیہ شرعی کا ہونا ضرور ہے) کو بھی مانا جاوے تو بھی یہ تقریر نہ کتاب اللہ سے ہے۔ نہ سنت رسول اللہ

نہ اجماع و قیاس مجتہد سے - حاصل کلام کا یہ ہے کہ کسی قاعدہ شرعیہ کے
تحت میں یہ تقریر داخل نہیں ہے - اور قواعد عقلیہ سے اسکا ابطال اسواسطے کہ انکار
نہیں کہ اہل میزان کے نزدیک عوارض ذاتیہ تین اقسام ہیں کما قال
مولف شرح الشمسیہ شروط وموقوف علیہ ۔ وعلل کو کسی نے عوارض
ذاتیہ میں سے نہیں گنا - یہ جدید اصطلاح ہمارے مخاطب صاحب کی ہے
لہذا یہ تقریر بالکل لغو و لچر ہے جبتک اسکے ثبوت میں آپ کوئی دلیل شرعی
نہ پیش کرینگے تب تک یہ تقریر نہ قابل استدلال سمجھی جاویگی اور نہ مخالف پر
اس سے حجت ہوگی - بغیر ایسی بے دلیل لچر پوچ تو ادنی سے ادنی جاہل
بھی بہت باتین لکھ سکتا ہے - اور کبھی بار نہیں ہوسکتا - اور آپ نے ایک ہی
تقریر کو مکرر سہ کرر لکھکر حجم بڑہایا ہے - یہ جواب تو مجملا آپکی پوری تقریر کا
ہے - اب جواب مفصل آپکی تحریر کا قولا قولا نقل کرکے دیا جاتا ہے - **قولہ**
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شی مرکب کی ہیئت اصلیہ حاصل ہوتی ہے
ترکیب اجزاء معہودہ وعروض عوارض ذاتیہ سے شی خارج منفصل کو
اوسکی ہیئت اصلیہ کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہوتا - **اقول** اسمین
کلام ہے چند وجوہ سے - اولا ہم نہیں تسلیم کرتے ہین کہ ایک شی کا مرکب
بغیر عوارض ذاتیہ کے ممکن نہیں ہے - مثلا انسان ایک شے ہے ترکیب
اسکا حیوان و ناطق سے ہوا ہے - تعجب جو کہ ذات انسان کو لاحق ہوتا ہے

وہ عوارض ذاتیہ انسان سے ہے ذات انسان کی اسکی محتاج نہین ہے
کہ جبتک تعجب نہ پایا جاوے ذات انسان کی پائی نہ جاوے - اگر ایسا ہوتا
تو تعجب ذات انسان کو ہمیشہ لاحق ہوتا ایسے ہی ضحک جو واسطہ شئے
مساوی یعنی تعجب کے ذات انسان کو عارض ہوا ہے - ذات انسان
اپنے ترکیب مین محتاج ضحک نہین ہے - یہ فرمانا آپکا کہ عوارض ذاتیہ کو
شئے کے ترکیب مین دخل ہے - نہایت تعجب کا مقام ہے - ثانیاً عوارض ذات
غریبہ کو آپنے کیون چھوڑ دیا - ثالثاً شئے منفصل کو اوسکی ہیئت مین کیون
دخل نہین ہے - جبکہ آپنے عوارض ذاتیہ سے مراد شئے کا موقوف علیہ لیا
تو پھر منفصل کو کیون دخل نہوگا کیا موقوف علیہ شئے شئی کی ماہیت یا اجزا مین
داخل ہوتا ہے یا اوس سے خارج ہوتا ہے - یہ کیسی بات آپ بول رہے ہین
ذرا ہوش و حواس کو درست کیجیے - **قولہ** مثلاً انسان کی ہیئت اصلیہ
حاصل ہوئی ہے ترکیب اعضا سے اسکی بہیئت مخصوص اور سمن و ہزال
و قصر و طوالت و لون وغیرہ کو بھی جو عوارض ذاتیہ سے اسکے ہین اس
ہیئت کے حصول مین دخل ہے الخ + **اقول** بھی سمن اور ہزال
و لون و قصر کو انسان کے عوارض ذاتیہ سے بتانا یہ تو آپ نے خوب ہی
منطق دانی کو آپ نے ختم کر دیا - ابھی تک حضرت کو یہ بھی معلوم نہین کہ عوارض
ذاتیہ کیا شئے ہین - اگر آپ عوارض ذاتیہ کے لغوی معنی بھی خیال فرما لیتے

تو بھی انکو عوارضات ذاتیہ نہ قرار دیتے - جاننا چاہیے کہ عوارض ذاتیہ
وہ کہلاتے ہین - جو ایک شی کو بذاتہ حاصل ہوتے ہون - یا بواسطہ امر مساوی
اوس شے کے حاصل ہون - لہذا انکے دو قسم ہین - قسم اول یہ کہ یا تو وہ عارض
پوری ذات کو لاحق ہو جیسے تعجب کہ ذات انسان کو لاحق ہوتا ہے - یا اوس شے
کے جز کو لاحق ہو جیسے حرکت بالارادہ کہ انسان کو بواسطہ حیوان کے لاحق ہوتی
ہے - اور مثال قسم ثانی کی ضحک ہے جو انسان کو بواسطہ تعجب کے عارض
ہوتا ہے - یہی دو قسمین عوارضات ذاتیہ کہلاتی ہین ایسا ہی شرح الشرح
قاضی مین لکھا ہے - اور شارح شمسیہ نے قسم پہلی کو دو قرار دیکر عوارض
ذاتیہ کو تین گنا ہے - پہلی قسم یعنی ذاتی مین مطلقاً واسطہ کی نفی ہے -
خواہ واسطہ فی العروض ہو یا واسطہ فی الثبوت - اور بعض متاخرین اسکے
بھی قائل ہین کہ ایک قسم واسطہ فی الثبوت کی یعنی جسمین واسطہ اور ذو واسطہ
دونون متصف حقیقۃً صفت سے ہون - قسم اول یعنی ذاتی مین معتبر ہے
- اور قسم ثالث مین معتبر واسطہ فی الثبوت مطلقاً ہے بشرطیکہ ہونے اوسکے
مساوی واسطے شے کے کذا فی شرح الشرح وحاشیۃ الحواشی لمولانا ظہور اللہ
حاصل کلام کا یہ ہے کہ عرض ذاتی کے واسطے ضرور ہے - کہ اول تو اوس شے
سے خارج ہو پھر وہ اوسی ذات مین عارض ہو سکے - طول قصر ہزال وغیرہ
اول تو اوس شے یعنی انسان سے منفصل کب ہو سکتے ہین - پھر یہ کیا ذاتی ہین

نہین پائے جاسکتے - کیا فرس مین سمن ہزال لون نہین ہوتا - آجتک ان اشیا کو
کسی نے عوارض ذاتیہ انسان کا نہ ٹھہرایا - اور نہ کوئی عاقل ایسی بات کہہ سکتا
ہے - اجی حضرت جو عارض بواسطہ عام شئے یا خاص یا مبائن کے لاحق
ہوتا ہے اوسکو تو عارض ذاتی کہتے ہی نہین - بلکہ عارض غریب بولتے ہین
چہ جائیکہ آپنے ان اشیار کو عوارضات ذاتیہ قرار دیدیا - یہ تو ہمارے
مخاطب صاحب کی منطق دانی کا حال ہے - اور اسی کے بھروسہ پر اشتہار
شحنہ ہند مین طبع کرایا جاتا ہے - کہ ہماری کتاب کو ہمارا مخاطب اگر سمجھے -
تو ہم ہار گئے - واہ رے شیخی ماشاراللہ کیا دندان شکن جواب - م ج -
سر اوسی صاحب نے اوسکا دیا - کہ ہمارے مخاطب صاحب کی آنکھین کھل گئین
قصر کے ساتھ لفظ طول کا بولا جاتا ہے اور طوالت معلوم نہین کس زبان کا لغت
ہے - کتب عربیہ مین تو کہین اسکا اتا پتا نہین ہے - ہان اطالت کا استعمال
آتا ہے نہ طوالت کا + **قولہ** مثل مکان بیتوتیت و فرش واین ومتی وغیرہ کو
اوسکے حصول مین اصلا دخل نہین الخ + **اقول** یہ بات تو ٹھیک ہے کہ
مکان بیتوتیت فرش وغیرہا کو انسان کی نفس ہیئت مین کچھہ دخل نہین ہے -
رہی یہ بات کہ ہیئت کے عمدہ وحسین ہونے مین بھی لباس مکان کو دخل ہے
یا نہین - ہم کہتے ہین کہ انسان جب عمدہ لباس پہنے گا اوسکی ہیئت بھلی
معلوم ہوگی - اگر پھٹے پورانے کپڑے پہنے گا - گندے مکان مین ہوگا

اوسوقت اسکی ہیئت خراب معلوم ہوگی۔ہیئت کے حسن وغیرہ حسن ہونے میں
ان اشیاء کو بھی دخل ہے۔ اور اسی سے ہمارا مقصود حاصل ہو جاویگا
انشاء اللہ۔ **قولہ** مثلاً نماز کی ہیئت اصلیہ حاصل ہوتی ہے اسکے ترکیبی اجزا
یعنی قیام رکوع سجود وغیرہ بہیئت مخصوص اور عروضِ عوارض ذاتیہ سے
جیسے طہارتِ مصلی ومکان وجسم وثیاب وتستر وغیرہ خارجی چیزیں جیسے تعینِ
مخصوص ومکان مخصوص اونکو اسکے حصول میں اصلاً دخل نہین ہے۔ الی قولہ
کما لایخفی علی البلید۔ **اقول** پہلے یہ تو فرمایئے کہ وغیرہ کی ضمیر آپ نے کس
جانب راجع فرمائی ہے۔ اقبال قبلہ طہارت وغیرہ ہما کو عوارض ذاتیہ تو اوسیکا
آپکا ہی کام ہے آپ نے یہ بیان نہ فرمایا کہ رفع یدین یا آمین بالجہر یا قراۃ بسم اللہ
وغیرہا آپ کے نزدیک ارکان مین داخل ہین یا نہین۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگرچہ
کسی خاص فرد مکان کو دخل نہین مگر ایک نوع جیسے مسجد اسکو تو حسن نماز وترتب
ثواب مین دخل ہے۔ اسکو آپ نے عوارضات سے کیون نہ گنا۔ اور محل خاص کو
کیون دخل نماز مین نہین۔ اگر کسی شخص نے مقابر یا مزبلہ یا مجزرہ یا فوق
بیت اللہ پر نماز پڑھی تو کیا یہ نماز اوسکی مقبول ہوگی۔ اور اسکو ثواب ویسا ہی
نماز کا ملیگا جیسے دوسرے مکان مین پڑھنے سے ملتا۔ پھر حسن اعمال یا ترتب ثواب
مکان مخصوص کے ساتھ کیون نہین۔ مثلاً مسجد نبوی یا بیت المقدس مین ایک ہزار
نماز کا ثواب ملتا ہے۔ یہ ثواب خاص حضرت صلعم کی مسجد اور بیت المقدس کے

ساتھ ہے - یا مسجد الحرام مین ایک نماز کے ادا سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے
- تو یہ بات خاص اوسی مسجد کے لئے ہے - ایسے ہی اپنے مکانمین نماز ادا کرنے
سے ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے - مسجد مین جماعت سے نماز ادا کرنے مین پچیس
یا ستائیس نماز کا ثواب ملتا ہے - تو یہ بات خاص مسجد ہی کے لئے ہے - تو اب
انصاف سے فرمائے کہ جو اشیا خارج ہین اونکو ترتب ثواب مین کیون دخل
نہین ہے - اور خارج ہونے مین سب برابر ہین جیسے اقبال علی القبلہ وغیرہ
صلوۃ سے خارج ہین - ایسے ہی نوع مساجد یعنی مکان بھی - ایک خارج کو
عوارضات مین شمار کرنا دوسرون کو نہ شمار کرنا ترجیح بلا مرجح نہین تو اور کیا
ہے - شارع نے بیشک نماز کو مشروع کیا ہے کہ مسجد جماعت مین ادا کی جاوے
- جس شخص نے مساجد مین نماز نہ ادا کی جماعت مین نہ آیا - بیشک اوس نے
مشروعی امر شارع کو متغیر کیا - ایسے ہی شارع کی سنت سے صحرا مین نماز عید
پڑہنی مشروع ہے - جس نے عیدگاہ پختہ بنوائی - اوس نے شارع کی مشروعی
چیز مین تغیر تبدل کیا - اور اپنی عقبی کو برباد - کما لا یخفی علی البلہ والصبیان
قولہ ایضاً محصول اسکا یہ ہے کہ عبادات و اذکار کی تغیر ہیئت اصلیہ انہین چیزون
کے کمی و بیشی سے ہوسکتی ہے جن چیزون کے ساتھ وہ عبادات و اذکار
مشروع ہوتے ہین الخ + **اقول** جیسے عبادات و اذکار کے تغیر ہیئت
انھین چیزون کے ساتھ ہوسکتی ہے جن چیزون کے ساتھ وہ مشروع ہوئے ہین

ایسے ہی جا ے عبادت کی تغیر ہیئت اصلیہ کرنا بھی اوس چیز کے زیادتی سے ہو جاویگی جسکو شارع نے شروع نہین فرمایا۔ مثلاً شارع نے نماز عید کی جاے نماز کو مشروع فرمایا ہے کہ صحرا بغیر منارکے ہو۔ تو اب اس جاے نماز مشروع شارع مین منار وغیرہ زیادہ کرنا۔ تغیر ہیئت مشروع شارع نہین کہلائیگی تو اور کیا چیز ہوگی۔ **قولہ** پس قسم دوم بدعت مین کسی شی کے داخل ہونے مین دو شرطین ضرور ہین اول یہ کہ وہ شے عبادات واذکار مین سے ہو جیسا کہ اصل فتوی مین اوسکا بیان ہو چکا ہے۔ **اقول** اولاً ہم اس شرط کو نہین تسلیم کرتے۔ کہ وہ شے جسمین تغیر کیا جاوے۔ عبادات واذکار سے ہی ہو اور جاے عبادت نہو اسپر معترض نے نہ کوئی اصل فتوی مین ہی دلیل شرعی لکھی نہ اسجگہ۔ ثانیاً اگر ہم تسلیم بھی کرلین تو بھی یہ شرط ہمارے کچھ مضر نہین ہے۔ کیونکہ جاے عبادت مشروعہ شارع کو اپنی ہیئت پر قائم رکھنا یہ بھی عمل سنت ہے۔ اور عمل سنت بھی عبادت ہے۔ جبکہ جاے نماز مشروعہ مین تغیر کیا جاویگا۔ تو بیشک تغیر عبادت مین لازم آئیگا۔ اور تغیر عبادت مین بقول آپکے ہی بدعت ہے الحمدللہ کہ آپ کے منھ سے حق ثابت ہوا۔ **قولہ** دوسرے یہ کہ تغیر ہیئت اصلیہ مین واقع ہو الخ **اقول** یہ شرط درست ہے۔ **قولہ** عبادات واذکار کے اجزا وعوارض ذاتیہ مین کمی یا بیشی سے تغیر ہیئت اصلیہ کی صورت

یہ ہے کہ اونکے اجزا یا عوارض ذاتیہ مین سے کچھ کم کردین الخ - **اقول**
اہل انصاف ان دو ورقون معترض صاحب کا ملاحظہ فرمائین - کہ اس ایک
بات کو مکرر سہ کرر لوٹا کے حجم رسالہ بڑہایا ہے یا نہین - جواب اسکا بالتفصیل
گذر چکا فتذکر **قولہ** زیادہ کرنیکے یہ معنی ہین کہ جسطرح اجزا و عوارض ذاتیہ
مدار صحت یا حسن اعمال دنیا مین اور ترتب ثواب و رضای الٰہی آخرت مین ہین اوسی
طرح کسی خارج یا نئی چیز کو مدار صحت یا حسن و ترتب ثواب ان اعمال کا سمجھکر
انمین بڑہا دین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا ہم نے اسواسطے نقل کیا
ہے - کہ ناظرین رسالہ اسکو یاد رکھین - انشاء اللہ عنقریب اس سے کام لیا جاویگا
قولہ عوارض ذاتیہ سے مین نے مراد وہ چیزین لی ہین جو اجزا نہین ہین
اور شی کے موقوف علیہا صحۃ یا حسنا ہین یا لوازم الماہیۃ الخ - **اقول** یہ
اصطلاح آپ کی قواعد معقول و منقول سے بالکل خلاف ہے - بیان مفصل
اسکا پہلے گذرا - اس آپ کی اصطلاح کی مین ایک مثال دیتا ہون - کوئی فاسق
یا بدعتی یہ کہے کہ مین ہر روز آسمان پر پھرتا ہون - فرشتون مقربین سے
باتین کرتا ہون - تب کوئی شخص اوسکو کہے - کہ تو شب و روز فسق بدعت مین
مبتلا رہتا ہے - تجھکو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا - وہ جواب مین کہے کہ مراد میری
آسمان سے زمین ہے - اور فرشتون مقربین سے میرے دوست مقرب
مراد ہین - اور یہ میری اصطلاح ہے - ولا مشاحۃ فی الاصطلاح - تو اوسکی

بات سنکر سب ہی لوگ اوسکو دیوانہ کہینگے کہ سارے جہان سے علیحدہ اصطلاح
اپنی نکالی ہے۔ یہی حال ہمارے مخاطب صاحب کا ہے۔ **قولہ** جب یہ تمہید
ہو چکی تو مین کہتا ہون۔ **اقول** آپکی تمام تمہید ممہدہ کا جواب گذر چکا یہان
ہم آپکی تمہید سے ہی بناء عیدگاہ کا بدعت ہونا ثابت کرتے ہین تقریر اسکی یون ہے کہ جس
جا سے عبادت کو شارع نے دواماً جس ہیئت سے مشروع فرمایا اور اوسکے
خلاف کبھی نہ کیا اوس ہیئت کو قائم رکھنا یہ بھی ایک سنت ہے مثلاً آنحضرت
صلعم نے ہمیشہ صحرا مین نماز پڑھی۔ اور آپنے عیدگاہ مین کبھی بناء وغیرہ نہین
بنوائی۔ تو بیشک آپکا یہ عدم فعل بناء کا سنت ہوا۔ جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا
اور سنت ایک عبادت ہے تو اب اس عبادت مین اپنی طرف سے بناء وغیرہ لوگ
عوارضات اوسکے بڑھانے بیشک تغیر عبادت ٹھہریگا۔ اور عبادت مین تغیر کرنا
خود معترض کے نزدیک بھی بدعت ہے۔ اور یہ تغیر اس لحاظ سے ہوا کہ بناء
وغیرہ اس عبادت کے عوارضات مین سے ٹھہرینگے۔ کیونکہ جو بناء بنوایا جاتا ہے
وہ ثواب جانکر بنوایا جاتا ہے۔ تو اب بموجب تمہید معترض صاحب کے بناء وغیرہ
بدعت ٹھہری۔ اور یہی مطلوب تھا۔ **قولہ** کہ عیدگاہ بنانی یا زمین صحرا کو چہپانا
یا اسمین کوئی مکان عورتون کے نماز پڑھنے کے لئے بنانا موجب تغیر
ہیئت اصلیہ صلوٰۃ عید کے جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ امر ثابت ہو کہ زمین صحرا کو
حصول ہیئت اصلیہ صلوٰۃ مین دخل ہے۔ اور یہ امر غیر قابل تسلیم ہے۔

زمین صحرا نہ صلوۃ عیدین کے اجزا سے ہے اور نہ اوسکے عوارض ذاتیہ سے الخ
اقول اولاً اوسمین گفتگوہی نہین ہے کہ صحرا کو صلوۃ عیدین کے حصول مین کوئی
تعلق ہے یا نہین ہے ثانیاً ہم نہین تسلیم کرتے کہ صحرائیت و ہیئت جانے نماز
مشروعہ شارع بموجب اصول آپ کی عوارض ذاتیہ صلوۃ سے نہین ہے
جس صورت مین عوارض ذاتیہ سے آپ مراد لے چکے ہین کہ وہ عبادت کے
موقوف علیہا خواہ صحۃ یا حسنا ہون تو کیون جائز نہین ہے۔ کہ اوس ہیئت
جاے نماز جسکو شارع نے مشروع فرمایا تھا حسن صلوۃ عیدین مین دخل ہو
بوجہ متابعت سنت و تنفر بدعت کے۔ بلکہ موافق تمہید آپ کے صلوۃ عیدین
مین حسن ثابت کرنیکے لئے بیشک صحرائیت و ہیئت مشروعہ عوارض ذاتیہ
صلوۃ عیدین سے قرار دئے جاوینگے۔ جیسے نماز پنجوقتی مین فرض عینی
و ستر و تامین بالجہر وغیرہا جیسے اون عوارضات مین تغیر ناجائز ہوگا۔ ایسے ہی
اسمین بھی۔ **قولہ** اور اگر کوئی یہ کہے کہ صحرا کی تغیر ہیئت اصلیہ تو ہوگئی اگرچہ
صلوۃ عید کی نہ ہوئی اور صحرا بھی مشروع ہے تو یہ تغیر قسم دوم بدعت مین
ہوئی تو یہ کہنا سراسر جہل ہے کیونکہ قسم دوم بدعت مین ابھی شرط اول گذرچکی
کہ وہ شئے عبادات و اذکار مین سے ہو الخ۔ **اقول** صحرا کو مشروع فرماکر
پھر عبادت نہ جاننا یہ بھی ایک ہی ہی۔ جس صورت مین شارع نے ایک شئے کو
ایک ہیئت پر مشروع فرمایا تو اوس شئے کو اوسی پر رہنے دینا۔ اور اسمین

تغیر تبدل نہ کرنا یہ جانکر کہ یہ طریقہ سنت کا ہے کیا یہ عمل سنت عبادت نہ ہو۔
پھر جو شخص اسمین زیادتی کریگا۔ وہ تغیر زیادہ ایک عبادت کا ہوگا۔ میری دانست
مین سواے آپکے اور کوئی دوسرا آدمی ایسی بات نہ کہیگا۔ اور یہ بھی واضح ہے
کہ اس زمانہ مین جو حضرات مینار عیدگاہ مین بنواتے ہین وہ بیشک اس بنوانکو
ثواب سمجھتے ہین۔ اسی ثواب کا وعدہ لوگون کو سنا کر چندہ تحصیل رہے ہین
اگر ثواب کی امید نہ ہو تو چندہ ہی کون دے۔ اگر اس بیان کافی وافی
شافی کو بھی کوئی نہ سمجھے۔ اور نہ سمجھنے کا قصد رکھے۔ تو سواے اُسکے اس
شخص کے حقمین اور کیا کہا جاویگا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ **قولہ**
اور جب صغری صحیح نہین ہے تو استنتاج کیسے صحیح ہو سکتا ہے کما مر آنفا۔
اقول صغری کی صحت بیان واضح سے گذر چکی۔ اگر اب بھی آپ نہ سمجھین تو
کسیکا کیا قصور۔ **قولہ** وثالثا یہ دونون استدلال آپسمین متعارض ہین الخ۔
اقول یہ فقط آپ کی خوبی سمجھ ہے ورنہ تعارض کیسا۔ **قولہ** اسکی تقریر
یون ہے کہ استدلال اول کا حاصل یہ ہے کہ بنا و غیرہ بنانے قسم اول
بدعت مین داخل ہے اور استدلال دوم کا حاصل یہ ہے کہ بنا و غیرہ بنانے
قسم دوم بدعت مین داخل ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی فہم اور قسمین آپسمین
متباین ہوتے ہین ایک شی پر دونون صادق نہین ہوتے الخ + **اقول**
ماشاء اللہ چشم بد دور کیون نہو۔ جو اعتراض آپکا ہوتا ہے۔ وہ آپکے مبلغ علم کو

ظاہر کر دیتا ہے۔ ابھی تک آپکو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون قسمین مین نسبت
تبائن کی ہوتی ہے۔ ابھی حضرت محققین فن معقول نے تصریح کر دی ہے
کہ تقسیم حقیقی کے اقسام مین نسبت تبائن کی ہوتی ہے نہ ہر تقسیم کے
اقسام مین۔ مفتی ظہور اللہ صاحب حاشیۃ الحواشی الزاہدیہ مین فرماتے ہین

(اشارۃ الی تقسیم العلم الی الحصولی والحضوری وہہنا اعتراضان احدہما انہ
لابد ان یکون بین الاقسام تباین مع انہ لیس کذلک بین الحصولی والحضوری
بل عموم وخصوص مطلقا بحسب الصدق فان الصورۃ القائمۃ فی النفس
یصدق علیہا العلم الحصولی ولکونہا صفۃ انضمامیۃ یصدق علیہا العلم
الحضوری بناء علی ان علمہا بذاتہا وصفاتہا الانضمامیۃ حضوری وقد یوجد
الحضوری بدون الحصولی کما تری فی علمنا بانفسنا فکیف یصح تقسیم العلم الیہما
والجواب عنہ ان التقسیم ہہنا لیس تقسیما حقیقیا یجب ان یکون بین اقسامہ
تباین بل بمعنی شرح مراتب العلم ای الصورۃ العلمیۃ الخ۔ ترجمہ

اشارہ ہے تقسیم علم کی طرف حصولی اور حضوری کی اور اس مقام پر دو اعتراض
ہین ایک تو یہ کہ بیشک ضرور ہے کہ درمیان اقسام کے تبائن ہو باوجودیکہ
ایسا درمیان حصولی اور حضوری کے نہیں ہے بلکہ نسبت عموم وخصوص
مطلق کی باعتبار صدق کے ہے پس بیشک صورۃ جو قائم نفس مین ہے
اوسپر علم حصولی صادق آتا ہے اور بباعث ہونے اوسکے صفت انضمامیہ

علم حضوری اور بہر صادق آتا ہے واسطے ہمارا اسکے کہ علم نفس کا اپنے ذات
اور صفات انضمامیہ کے ساتھ حضوری ہے اور کبھی پایا جاتا ہے حضوری
بدون حصولی کے جیسا کہ تو دیکھتا ہے علم میں ہمارے اپنے نفسون کے
ساتھ پس کیونکر صحیح ہوگی تقسیم علم کی ان دونون کی طرف اور جواب اس
اعتراض کا یون ہے کہ تقسیم اسجگہہ تقسیم حقیقی نہین ہے تو کہ درمیان اقسام
کے تباین کا ہونا واجب ہو بلکہ بمعنی شرح کرنے مراتب علم العینی صورت
علمیہ کے ہے آخر تک۔ تقریر جواب سے معلوم ہوا کہ درمیان اقسام کے
ہمیشہ تباین نہین ہوتا بلکہ تقسیم حقیقی مین تباین ہوتا ہے۔ بدعت کی
دو قسمین باعتبار شرح مراتب بدعت کے ہین۔ ہمارے مخاطب صاحب کی
معقول دانی کا یہ حال ہے کہ ہنوز رسائل مشہورہ سے بھی آگاہی نہین کہین سے
کان مین پڑگیا ہے۔ کہ درمیان اقسام کے تباین ہوتا ہے۔ بس اب کیا چاہیے
جھٹ اعتراض کرنے کو تیار ہوگئے۔ اگر کوئی رسالہ اصول بجائے معقول کسی
اوستاد شفیق سے پڑھ لیتے تو بھی آپ یہ اعتراض واہی نہ کرتے۔ جس نے
نور الانوار و توضیح کو پڑھا پڑہایا ہے اوسپر یہ امر مخفی نہین ہے۔ کہ تقسیم ثانی
نظم کی چار قسم ہین ظاہر نص مفسر محکم انمین تباین نہین ہے اسیواسطے

صاحب توضیح نے فرمایا ہے واعلم انہ یجب فی کل من ہذہ الاقسام ان یعتبر
حیث ہو کذلک حتی لا یوہم التنافی بین کل قسم وقسم فان بعض الاقسام قد

قد یجتمع مع بعض وبعضہا لا ـ **ترجمہ** تو جان کہ ہر ان اقسام مین واجب
ہے اعتبار کرنا اوس حیثیت کا جو وہ ایسی ہے تو کہ درمیان ہر قسم کے
تنافی کا وہم نہ کیا جاوے کیونکہ بعض اقسام کبھی بعض کے ساتھ جمع ہو جاتی
ہین اور بعض نہین ـ مین کہتا ہون ایسے ہی اعتبار حیثیت کا بدعت کے
اقسام مین لحاظ کرنا چاہیئے ـ اس تحقیق سے آپکی تمہید اور وجہ
جو آپ نے بنا رکیا تھا سب منہدم ہوگئی وللہ الحمد ـ تیری عبارت اسوۂ حسنہ
کی یہ تھی (یہ جو کچھ تعریف بدعت مین آپنے لکھا ہے ـ جناب مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی کتاب ایضاح الحق سے لکھا ہے ـ کوئی آپکی تحقیق وطبع زاد بات
نہین ـ مگر آپکی دیانت کے صدقے وقربان ـ کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کا
سوا اس نقل ایک اثر کے کہین نام نہ لیا الخ ـ) اسپر آپ فرماتے ہین ـ **قولہ** اولا آپکو
کیونکر علم ہوا کہ کذا کا مشار الیہ صرف ایک ہی اثر ہے کچھ نہین یہ آپکی طینت کا اقتضا
ہے ورنہ اعتراض نہین ہوتا ہے ** **اقول** آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ کذا اسم
اشارہ سے ہے ـ جواب آپکی وجہ اول کا دو وجہ سے ہے (**وجہ اول**
کم اور کذا اسمار کنایات سے ہین ـ اور کنایہ معدود کا انسے کیا جاتا ہے ـ
اگرچہ کذا کاف جارہ وذا اسم اشارہ سے مرکب ہے ـ مگر اب یہ دونون ایک ہو کر
ایک اسم کنایہ ہوگیا ہے ـ اصطلاح نحات مین انکو اسم کنایہ کہتے ہین ـ نہ اسم اشارہ
جسکا مشار الیہ ہو ـ معترض صاحب نے بغیر سمجھے بوجھے اصطلاح نحات کے

اسکا مشارالیہ ہونا بیان کیا۔ (**وجہ دوم**) اب ہم معترض صاحب کی بات تسلیم کرکے
گذارش کرتے ہین کہ ذا اسم اشارہ قریب کے لئے ہے یا بعید کے۔ اور مفرد
کے لئے ہے یا تثنیہ جمع کے لئے نحو میہ جاننے والا بھی کہدیگا۔ کہ ذا مفرد
قریب کے لئے آتا ہے۔ تو اب آپ ہی انصاف فرمائے کہ کذا کے قریب مفرد کون
اثر ہے۔ ناظرین اصل فتوی کو ملاحظہ فرمائین۔ **قولہ** ثانیاً اسمین کیا مخذورہے
اسکی وجہ یہ ہے کہ اور جملہ مضامین اگرچہ الیضاح کے ساتھ موافقت رکھتے تھے
اور اوس سے اقتباس تھا مگر نقل بعینہ تھی بلکہ عنوان مین تغائر اور کہین کمی بیشی
او رطرق روایت مین اختلاف تھا الخ۔ **اقول** اسمین تین وجہ سے کلام ہے
اول یہ کہ وجہ ثانی آپ کی معارض وجہ اول کے ہے کیونکہ اس سے خود ہی
معلوم ہوتا ہے کہ کذا کا مشارالیہ بقول آپ کے مضامین الیضاح نہین ہوسکتے
تھے۔ کیونکہ اسمین اختلاف ہے۔ اور نقل بعینہ نہین ہے۔ لہذا یا تو وجہ اول
غلط ٹھہریگی یا وجہ ثانی۔ **ثانی** یہ کہ آپنے یہ جو فرمایا ہے (کہ اوس سے اقتباس تھا)
معلوم ہوتا ہے کہ ابتک یہ بھی آپ کو نہین معلوم کہ اقتباس کسکو کہتے ہین۔
اور اقتباس کس سے کیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے اقتباس فقط قرآن وحدیث
سے ہوتا ہے نہ دوسری چیز سے۔ تلخیص المفتاح اور اوسکی شرح مین ہے
اما الاقتباس فھو ان یضمن الکلام نظما کان او نثرا شیئا من القران او الحدیث
لا علی انہ منہ ای لا علی طریقۃ ان ذلک الشی من القران او الحدیث الخ۔ **ترجمہ**

لیکن اقتباس پس وہ یہ کہ ضمن مین لے کلام کو وہ نظم ہو یا نثر کسی شئے کو قرآن
یا حدیث سے نہ اسطرح سے کہ وہ بیشک اوس سے ہے یعنی ایسے طریقے سے
کہ بیشک یہ شئے قرآن یا حدیث سے ہے ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ
اقتباس فقط قرآن یا حدیث سے ہوتا ہے ۔ پھر اسمین بھی اگر تغیر کرنا منظور ہو
تو یسیر کی قید ہے ۔ تلخیص اور اوسکی شرح مین ہے ولا باس بتغیر یسیر فی
اللفظ المقتبس ۔ یعنی نہین ڈر ہے تھوڑے تغیر کا لفظ مقتبس مین ۔ آپکا
یہ کہنا کہ اس سے اقتباس تھا باوجود تغیر کثیر اور کمی بیشی کے کیسے صحیح ہوسکتا ہے
وجہ ثالث یہ کہ آپنے جو کچھ ایضاح سے لکھا ہے ۔ وہ اقتباس نہین ہے
بلکہ مسخ اور اغارہ ہے ۔ جب آپ اس سے انکار کرینگے ۔ تو انشاء اللہ ہم
مطول سے اسکو بخوبی ثابت کردینگے ۔ **قولہ ثالثاً** تعریف بدعت مین دو باتین
مذکور ہین ایک روایت دوسری درایت روایت تو اسفار حدیث وغیرہ مین
موجود ہین اور مین اونکا ممارس ہون باقی رہی درایت یہ داد حق ہے الخ ۔
اقول اسفار حدیث مین روایات کا موجود ہونا اور چیز ہے ۔ اور دوسرے
کی کتاب سے روایات دیکھکر نکال لینا اور چیز ہے ۔ ایمان سے کہئے ۔ آپنے
اپنے فہم سے بغیر بتائے یا دیکھے ایضاح کے روایات نکال لی ہین ۔ کتب احادیث
مین تو سب کچھ ہے مگر استنباط معنی کے لیئے روایات کا تلاش کر کے نکالنا اسکیلئے
مادہ چاہیئے ۔ رہتی درایت آپکی وہ ہمکو بخوبی معلوم ہے ۔ اور ناظرین رسالہ

ہذا کو بھی آپ کی روایت کا حال معلوم ہو جاویگا۔ کیون ڈینگ کی لیتے ہو کچھ تو
اللہ کا خوف کرو **قولہ** سند حدیث جو میری تحریر مین ہے اُس سند کے مغائر
ہے جو ایضاح مین ہے الخ **اقول** یہ بھی سراسر دہوکا دہی ہے۔ پہلی روایت
آپنے عائیشہ رضی کی من احدث فی امرنا۔ بحوالہ شیخین لکھی ہے۔ ایضاح مطبوعہ
مطبع دہلی صفحہ ۴ مین بعینہا یہ روایت عائیشہ رضی بحوالہ بخاری و مسلم موجود ہے
۔ اسکے بعد جابر رضی کی روایت آپنے بڑہائی ہے۔ پھر تیسری روایت عرباض بن
ساریہ کی آپنے ابن ماجہ و ابوداود و ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے بعینہا
یہ روایت صفحہ ۳ ایضاح مین بحوالہ انھین کتب کے عرباض بن ساریہ سے
موجود ہے۔ پھر اسکے بعد آپنے آیت فاعتبروا یا اولی الابصار نقل کی ہے
وہ بھی ایضاح کے صفحہ ۵ مین ہے۔ پھر آپنے روایت رافع بن خدیج کی بحوالہ
مسلم نقل کی ہے وہ بھی ایضاح صفحہ ۱۲ مین بعینہا موجود ہے۔ اسکے بعد
آپنے علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کی روایت نقل فرمائی ہے۔ وہ
ایضاح صفحہ ۷ مین بعینہا موجود ہے۔ پھر اوسکے بعد آپنے روایت ترمذی
عبداللہ بن عمر لیاتین علی امتی نقل فرمائی ہے وہ بھی بعینہا ایضاح کے صفحہ ۸
مین موجود ہے۔ پھر اسکے بعد آپنے اثر رزین کا لکھا ہے وہ صفحہ ۹ ایضاح مین
ہے۔ پھر قاعدہ جمع کا جو آپنے لکھا ہے وہ بھی صفحہ ۱۰ ایضاح مین موجود ہے
۔ اسکے بعد آپ نے حدیث عمران بن حصین کی خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم۔ کو

نقل فرمایا ہے یہ بھی ایضاح صث مین موجود ہے۔ اسکے بعد آپنے روایت
حضرت انسؓ بحوالہ بخاری و مسلم نقل فرمائی ہے وہ بھی ایضاح ص۲ مین موجود ہے
فقط ایک روایت آپنے روایات ایضاح سے زائد لکھی ہے۔ ورنہ باقی کل روایتین
ایضاح سے نقل فرمائی ہین۔ ایضاح اور آپ کی سند مین کچھ تغائر نہین ہے
جس کتاب کا حوالہ ایضاح مین ہے اوسیکا آپنے بھی لکھا ہے۔ ہان آپنے
چالاکی کرکے حوالہ ایضاح کا نہین دیا کما مر تفصیلہ۔ **قولہ** ہان یہ تو فرمائیے کہ کسی
کتاب سے کوئی مضمون لکھنا اور اوسکا حوالہ نہ دینا آپ کے نزدیک بڑی بد دیانتی
ہے تو آپ کے مجدد العلم فی ہذا الزمان صاحب تو ایسے امور مین ید طولی رکھتے
ہین کتاب کی کتاب دوسری زبان مین ترجمہ کرکے اپنی تصنیف قرار دیتے ہین اور
اصل مصنف کا ذکر تک نہین کرتے مگر آپ وہان کچھ نہ بولے الی قولہ۔ حرص گروائی
ہے رو بہ بازیان۔ **اقول** ذرا ہوش پکڑو چھوٹا منہہ اور بڑی بات۔
کس امام وقت علامہ زمان خیر المتاخرین پر تہمت لگاتے ہو۔ یہ تہمت اوس
ذات پاک پر ہے جسکی ذات پاک کیوجہ سے آپکے ہم سبق وغیرہ اوستاد بھائی
پرورش پا رہے ہین۔ وہ کونسا شخص ہے۔
کہ جو اوس ذات پاک کے فیض سے فیضیاب نہ ہوا ہو۔ جناب فخر الاسلام
والمسلمین جنکی ذات نے کشتی اہل حدیث کو تھاما ہوا ہے یعنی مولانا
نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر پر یہ تہمت آپنے لگائی ہے

حالانکہ ہمارے حضرت مجدد العصر نے کسی کتاب کو دوسری زبان مین بغیر حوالہ مصنف اصل کے نہین لکھا - اگر آپ یا اور آپ کے کسی ہمخیال کو کچھ دعوی ہو تو کسی الیسی کتاب کا حوالہ دے - بحمدہ تعالی جواب دینے کو ایک جماعت اہلحدیث کی تیار ہے - بدون حوالہ کے طعن کرنا دلیل حرمان ہے حصول صدق سے - ہمارے علم مین کوئی کتاب و رسالہ ایسا نہین ہے جسمین کتاب غیر سے بدون حوالہ کے اخذ کیا ہو - اور بہت رسائل ایسے ہین جو مبتکر ہین اونمین کسی کتاب سے اخذ بھی نہین کیا ہے مگر آیات واحادیث کو ولتد الحمد - جو پہلے شیخ اودہ تو جواب پاکر بیہ مین جا بسے - اب شیخ رحیم آبادی قائم مقام شیخ اودہ کھڑے ہوئے - اس طعن بیہودہ کا جواب خود جناب عمدۃ المفسرین خلاصۃ المحدثین نے اپنی کتاب القاء المنن صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے - مین بعینہ آپ کے الفاظ کو نقل کرتا ہون - قال دام مجدہ العالی (ایک منت اللہ تعالی کی مجھپر یہ ہے - کہ مین نے شریعت اسلام مین کتب کثیرہ ما بین المطول والمختصر زبان عربی و فارسی و اردو مین لکھی ہین - اگرچہ ابواب و فصول و مطالب اونکے کتب علماء راسخین و محققین سلف و خلف سے منقول و ماثور ہین لیکن طرز بیان کا و ترتیب مقاصد و مواقف کی ہر کتاب و رسالہ مین جدید طور پر ہے - یہ بیان اس لطف و خوبی کے ساتھ شائد رسائل مولفہ اہل عصر مین کم ہوگا - پھر انہین بعض کتب مبتکر بھی ہین - جیسے تاج مکلل وغیرہ اور رسالہ القیظہ اور غالب رسائل اردو و فارسی

مجھکو نقل عبارت غیر مین دو امر کا نہایت اہتمام رہتا ہے ایک یہ کہ جسکی وہ عبارت ہو اوسکا نام لکھا جاوے۔ مین کسی عالم کی تحقیق کو اپنی طرف تدلیسًا یا تلبیسًا منسوب کرنا خیانت جانتا ہون۔ دوسری یہ کہ نقل مذکور صحیح و مطابق اصل کے ہو انتہت الفاظہ الشریفہ و عبارتہ اللطیفہ) اسے جناب معترض صاحب ہمارے مجد والعلم و الدین نے تو خود تصریح فرما دی ہے کہ مین جسکی عبارت نقل کرتا ہون اوسکا حوالہ دیدیتا ہون۔ کسی کی تحقیق اپنی جانب منسوب نہین کرتا۔ اب آپ جو چاہین تہمت رکھین۔ پھر میرا تو یہ حال ہے کہ اگر بعض کتابون مین کوئی شبہہ پاتا ہون تو اوسکو فورًا بذریعہ عرضیہ کے عرض کردیتا ہون اور اپنا خیال اوسکے ساتھ ظاہر کردیتا ہون۔ مین نے ہمیشہ اللہ پر بھروسہ رکھا حق بات کے ظاہر کرنے مین کسی سے خوف نہین کیا اور اسیوجہ سے میری یاد مین کبھی اونھون نے بعض اقوال راجحہ کو پسند بھی کیا کبھی برا نہین مانا۔ کیونکہ یہ طریق خصلت اہل بطالت کی ہوتی ہے نہ اصحاب عدالت کی وللہ الحمد۔ ایک آپ ہین کہ اپنے والد ماجد کو زکوۃ جو اللہ کا فرض ہے اوسکے دینے کی نصیحت نہین کرتے۔ خود ہی آپنے مجھ سے مظفر پور مین کہا تھا کہ میرے والد زکوۃ نہین دیتے۔ آخر مین نے آپکے والد سے پوچھا تھا۔ اونھون نے بیان کیا کہ ہان مین نے حساب کرکے علحدہ زکوۃ کبھی نہین نکالی۔ پھر تاڑی کی تحصیل کے بارہ مین آپ کیون رو بازی کرتے ہین۔ بس رہنے دیجئے منھ نہ کھلوائیے۔ **قولہ تحقیق**

معنی ہین علم الشئی بالدلیل تو اگر یان بھی لین کہ مطالع ایضاح سے نجھے علم ہوا تو کیا علم بالدلیل نہین ہے الخ۔ **اقول** آپ نے نہ تو بات کو سمجھا نہ تحریر کا مطلب خیال مین جمایا۔ بغیر سوچے سمجھے جواب لکھنے کو تیار ہوگئے۔ اجی حضرت مین نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ تحقیق آپ کی طبع زاد نہین ہے بلکہ دوسرے سے آپکو حاصل ہوئی ہے یعنی ایک تو یہ بات ہے کہ تتبع قران و حدیث و زور طبیعت سے خود ایکبات کو نکالنا دوسرے یہ کہ دوسرے کی نکالی ہوئی باتکو بغیر حوالہ دوسرے کے اپنی طرف منسوب کر دینا ان دونون باتون مین بڑا فرق ہے اگر آپ نہ سمجھین تو دوسرا کوئی کیا کرے۔ پہلی بات کو اپنی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ دوسری مین یون لکھا جاتا ہے کہ یہ تحقیق ہمکو فلان شخص یا فلان کتاب سے ہوئی۔ بارے مناظرہ مرشدآباد مین آپ نے کونسی ناموری حاصل کرلی۔ اگر ہم لوگ نہوتے تو آپکی ساری عافیت ڈھیلی ہو جاتی مفصل بیان اسکا آپکی تحریر کے جواب مین گذرا **قولہ** علم ہوا زمان نبوی صلعم مین نفی بعد عہ اتمم ثابت کردیا الخ **اقول** جواب اسکا بھی نہایت عمدہ طور سے گذرا۔ اور نفی تمام کی زمانہ نبوی مین بخوبی ثابت ہوگئی۔ **قولہ** جب سنت ہونا کسی امر کا ثابت ہوگیا الخ **اقول** جواب اسکا پہلے گذر چکا دوبارہ اعادہ کی حاجت نہین یہ آپ ہی کا کام ہے کہ ایک بات کو مکرر سہ کرر لوٹاتے چلے جاتے ہین۔ **قولہ** اول تو یہ کہنا کہ دار کثیر بن صلت کا بعد مدت مدید آنحضرت صلعم کے بنا لیو یا ہی

حاشیہ: کسی مدرسہ صوفی بالدلیل والصواب

جھوٹھ ہے الخ * **اقول** یہ کیونکر جھوٹھ ہوا۔کیا دس پانچ سال کو مدت مدید
نہین کہتے خود حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین فرمایا ہے (وانما بنی کثیر بن
الصلت دارہ بعد النبی صلعم بمدۃ الخ) یعنی سوای اسکے نہین کہ کثیر بن صلت
نے مکان اپنا بعد نبی صلعم کے ایک مدت کے بعد بنا لیا۔آپ تو بوجہ عدم ممارست
محاورات اردو و عربی کے کلمات بدتہذیبی کے لکھنے لگ جاتے ہین۔رہا یہ
امر کہ دار کثیر بن صلت کو کیا علاقہ ہے بیان اسکا مفصل گذر چکا۔اور جو کچھ
آپنے اس صفحہ مین لکھا ہے۔سبکا جواب مذکور ہوا مین طریق الولید و باب
الخروج یہ میری عبارت نہین ہے۔مین نے نیل اور فتح کی عبارت نقل کی
ہے نہ اصل کتاب مین طریق اور باب پر الف ولام ہے۔نہ میرے اصل مسودہ
مین۔ظاہر ہے کہ یہ غلطی کاتب کی ہے بخلاف اسکے کہ (فتح الباری) عبارت
آپکی ہے۔دوسرے سے اسکو آپ نے نقل نہین فرمایا۔باقی آپکے بعض
اغلاط بطور نمونہ کے پہلے لکھے گئے۔ **قولہ** چونکہ مولویصاحب کو تحریف
کے معنی نہین معلوم لہذا یہ بیہودہ گوئی ہے۔ **اقول** ناظرین رسالہ ہمارے
مخاطب کی بدتہذیبی کلمات کا ملاحظہ فرمائین۔ہم آپکے ایسے کلمات پر صبر کرتے ہین

کما قال اللہ تعالی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔اگر
ہم بھی ترکی بترکی جواب لکھتے تو یہ بحث مسائل کی باقی نہ رہتی۔بلکہ بھٹیارونکی
لڑائی ہو جاتی۔آیندہ اگر آپکو یہ سلسلہ قائم رکھنا منظور ہے۔تو تہذیب

اختیار کیجیے - رہی یہ بات کہ تحریف کے معنی ہمکو معلوم ہین یا نہین - یا یہ بات
کہ آپنے تحریف کے معنی مین غلطی کی ہے - اسکا بیان انشاءاللہ آئندہ آتا ہے
نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیے - **قولہ** تحریف کے معنی ازالہ و تغییر کے ہین یعنی
کسی لفظ کو کسی جگہہ سے اوڑا دینا الخ **اقول** آپ نے کسی کتاب لغت کا حوالہ دیا
کر یہ معنی جو آپنے بیان فرمائے ہین کس کتاب لغت مین مرقوم ہین - تحریف کے
معنی ازالہ کے کسی کتاب لغت مین دیکھے نہین گئے لکن آپ کیا کرین کہ آپکو
نشۂ تعصب و عدم تہذیب نے مست لایعقل کر رکھا ہے ہوں کیون نہ منحرف
رہو ہم جواب سے بٹیرا لگا ہے قوط قلم سرنوشت کو + اب مجھہ سے سنیئے
مجد الدین فیروزآبادی قاموس مین فرماتے ہین التحریف التغییر و قط القلم محرفا
یعنی معنی تحریف کے تغییر اور قلم کا کج قط دینے کے ہین - صراح مین ہے
تحریف گردانیدن سخن از موضع خود و بریدن قلم را محرف - غیاث اللغات مین ہے
تحریف گردانیدن سخن و چیزی را از وضع و حالت خود و موضوع خود از منتخب
امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون کے
فرماتے ہین المسئلۃ الاولی قال القفال التحریف التغییر و التبدیل یعنی قفال نے
کہا کہ تحریف کے معنی تغییر و تبدیل کے ہین - عبارات محققین سے معلوم ہوا
کہ تحریف کے معنی لغوی تغییر و تبدیل کے ہین - ازالہ کے معنی آپ نے کس
کتاب لغت سے لکھے ہین - اوسکا حوالہ دیجیے - اگر کسی نے ازالہ سے تفسیر کی ہو

تو وہ معنی اصلی نہین ہو جائینگے اسکو بھی ذہن مین رکھنا ہوگا اور مین نے کسی
لفظ کو اوسکی جگہہ اصلی سے نہین اوڑایا۔ یہ کام آپنے کیا ہے کہ لمصلاۃ سکے بدلے
فی المصلاۃ بنایا۔ لام کو فی سے بدلا (ۃ) ضمیر کو سرے سے اوڑادیا۔ تحریف
کے یہ معنی ہین کہ ایک لفظ کو بدلکر دوسرا اوسکے مقام پر رکھدینا۔ یہ کام آپنے
کیا ہے۔ یا مین نے۔ مین نے تو اون عبارات کو جو میرے مقصود اور دعوی
سے کوئی علاقہ نہین رکھتی تھین بخوف اطالت ذکر نہین کیا الخ کا لفظ لکھکر اونکی
طرف اشارہ کردیا۔ اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ اور نہ تحریف کی تعریف
اسپر صادق آتی ہے۔ کتب لغت مین تحریف کے معنی موجود ہین۔ اور ہمنے
بھی نقل کردیے ہین جسکا دل چاہے کتب لغت سے موازنہ مقابلہ کرلے **قولہ**
یا اوسکو بدل دینا اور یہ جب متحقق ہوگا کہ لفظ کے معنی بدل جاوین ورنہ تحریف
کی غایت کیا الخ **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ تحریف کے
معنی تغییر و تبدیل کے ہین معنی کی قید کسی نے آجتک زائد نہین کی یہ آپکی
اختراعی بات ہے۔ اور حمل کرنا تحریف کا الفاظ مین اولی ہے۔ امام رازی
نے تفسیر کبیر مین فرمایا ہے۔ المسئلۃ الثانیۃ قال القاضی ان التحریف اما ان یکون
فی اللفظ او فی المعنی و حمل التحریف علی تغییر اللفظ اولی من حملہ علی تغییر المعنی الخ۔
ترجمہ دوسرا مسئلہ قاضی نے کہا کہ تحریف یا یہ کہ لفظ مین ہوگی یا معنی
مین اور حمل کرنا تحریف کا تغیر لفظ پر اولی ہے اوسکے حمل کرنے سے تغیر معنی پر

حاصل کلام کا یہ ہے کہ تحریف اگر الفاظ مین ہو گو معنی نہ بدلے ہون تو بھی تحریف کا
اطلاق اوسپر کیا جاویگا۔ تحریف لفظ مین قید معنی کی سوا آپ کے آجتک
کسی نے نہین بڑہائی۔ **ثانی** یہ کہ آپنے جو تحریف کی ہے لفظ اور معنی دونوں کی
تحریف ہے۔ کیونکہ اصل لفظ فتح الباری کا یہ تھا (لمصلاہ) آپنے اسکو یون لا
(فی المصلاۃ) یعنی لام کی جگہہ (فی) کیا لام اور فی کے ایک ہی معنی ہین۔ پھر
آپ نے الف ولام زائد کیا۔ کیا الف ولام کے کچھہ معنی نہین ہوتے۔ اور آپنے
ضمیر (ہ) کو جسکا مرجع آنحضرت صلعم تھے (ۃ) سے بدلا۔ انصاف سے
کہیے معنی مین تغیر ہوا یا نہین۔ اصل لفظ کے معنی یہ تھے (آنحضرت صلعم کی
جا سے نماز کے لیے) آپ کی عبارت محرفہ کے یہ معنی ہوئے (عیدگاہ مین)
وہ بھی جبکہ فی المصلی ہوتا نہ فی المصلاۃ۔ کیا یہ دونون معنی ایک کہلائینگے۔
بھلا کوئی عاقل ایسی بات کہیگا کہ معنی نہین بدلے۔ ذرا کچھہ تو شرمایا کیجئے۔ ابھی
تو اہل علم وانصاف پردہ دنیا مین موجود ہین۔ آپ جانتے ہونگے کہ جو مین
کہونگا اوسکو ہر کوئی مان لیگا ہر گز نہین۔ **قولہ** اور اگر معنی نہین بدلا تو کیا
الزام اور کیا اعتراض نقل بالمعنی ہے کیا مولویصاحب فتح الباری کو قران
سمجھتے ہین کہ اوسکی نقل مین تغییر لفظی بھی جائز نہین رکھتے الخ۔ **اقول**
روایت ونقل بالمعنی مین یہ شرط ہے کہ اصلی معنی نہ بدلے جائین۔ یہان اصلی
معنی بدل گئے ہین۔ جیسا پہلے قول سے واضح ہوگیا فتذکر۔ **قولہ** اصل

یون ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے الخ۔ **اقول** ہان جب حرف گیر نے دخل ظاہر کردیا
تو اب لگے کاتب کے ذمہ لگانے۔ مگر یہ تحریف کاتب کے ذمہ نہین لگ سکتی۔
کیونکہ آپ کے والد ماجد نے جو فتوی نقل کراکر میرے پاس بھیجا تھا اوسمین بھی
بعینہ یون ہی عبارت فتح الباری کی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے
جان بوجھکر تحریف کی ہے۔ اور عام کو دہوکا دیا ہے تو کہ عوام سمجھین کہ یکے
مصلی مین علم تھا۔ حالانکہ بعض لوگون نے آپ کی جا سے نماز کے قریب ایک
نشان کھڑا کردیا تھا۔ **قولہ** اجی حضرت مین کیون دہوکا دینے لگا مین کیا علم
کا دہوکا دیکر عوام سے کچھ کماکھاتا ہون یا کمانیکا ارادہ رکھتا ہون یا ایس ذریعہ
سے کسی امیر یا نواب کے یہان رسائی ہے یا رسائی چاہتا ہون الخ۔ **اقول**
سچ فرمائے سات آٹھ برس مظفرپور مین کس نے وعظ کے ذریعہ سے کمایا ہے
والد کی جدائی مین کس نے علم کو ذریعہ کمانیکا کیا تھا۔ الحمد للہ کہ نہ میرے
کسی بزرگ کی کمائی ڈاکہ کی ہے نہ آمدنی تاڑی کی۔ اور نہ مین جھوٹی خوشامدین
کسی کی کرتا ہون۔ علاوہ اسکے کسی امیر یا نواب کے یہان رسائی پیدا کرنا علی الاطلاق
شرعاً مذموم بھی نہین ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق رسالہ سعۃ المجال کے آخر مین
لکھی ہے ذرا ملاحظہ کیجیے۔ اور سوال شرعاً حرام ہے مگر سلطان سے۔
اور حدیث الدین النصیحۃ مین ائمہ مسلمین بھی داخل ہین۔ کیا حسن نیت
وصدق طویت کے ساتھ بھی کسی مسلمان امیر یا نواب کبیر سے راہ ورسم رکھنا

کسی کتاب معتمد مین منع لکھا ہے۔ اکثر صحابہ و تابعین ائمہ اسلام کے یہان سوخ
رکھتے تھے۔ اور اونکے یہان سے منصب و معاش پاتے تھے۔ آپ نے
اگر کوئی کتاب تاریخ یا سیر کی دیکھی ہوتی اور آپکو ادب عالمانہ نصیب ہوتا
تو ہرگز یہ طعن نہ کرتے۔ باقی جواب مفصل شروع بحث مین گذر چکا فتذکر۔
قولہ یہ نیا دعوی اور نئی ڈہنگ کا دہوکا ہے کہ علم بعد و اکثیر بن صلت کی بنا
الخ۔ **اقول** دہوکا دینا آپ کا کام ہے نہ ہمارا۔ جواب اسکا پہلے گذر چکا ہے
کہ علم بعد و اکثیر بن صلت کے بنا گو وہ بعدیت ذاتی ہو یا زمانی۔ **قولہ**
مقصود مولویصاحب کا یہ ہے کہ یہ طلب ثبوت اتفاق مثبت سنت حکمیہ
بمعنی مروج فی زمن الصحابہ پر ہے مین کہتا ہون کہ ثبوت رواج کے لئے یہ
شرط مولویصاحب نے کہان سے نکالی ہے شاید رواج کو بمعنی اجماع سمجھے ہین
تو یہ اور نہایت خبطگی کی دلیل ہے **اقول** رواج جمیع کو خود آپ اصلی فتوی
مین بمعنی اجماع قرار دیچکے ہین۔ اور ملحق بسنت حقیقیہ اجماع کو لکھ چکے ہین
اصل عبارت آپ کے فتوے کی نقل کیجاتی ہے وہی ہذہ (اور اصول کا مسئلہ محققہ
مقررہ ہے کہ جمع جب مضاف ہو تو مفید استغراق ہوگا اور اصحاب جمع ہے
مضاف یائے متکلم کی طرف تو حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ راہ نجات وہ ہے کہ جسپر
سارے میرے اصحاب کا اجماع ہو اور اجماع سارے صحابہ کا کسی امر پر
دو طور سے مقصود ہے ایک تو یہ کہ سارے اوسکو بتعین یہ اجماع حقیقی

ہے - دوسرے یہ کہ بعض بسبیل کثرت کرین اور بقیہ انکار نہ کرین بلکہ سکوت
کرین اور جائز رکھین یہ بھی عرفا اجماع کہا جاتا ہے مگا مر - اسے اجماع سکوتی
کہتے ہین - تو یہ بھی بدعت نہین ہے بلکہ ملحق بہ سنت حقیقیہ الخ - معلوم
ہوتا ہے کہ رسالہ لکھتے وقت فتوے کے مطالب کو بھی بھول گئے تھے
یا رسالہ کسی دوسرے نے لکھا - اور فتوی کسی اور نے - اب آپ ہی انصاف کر لیجیے
کہ کسکی خبطگی ہے میری یا آپکی - اور آپکو اثبات ملحق بالسنہ کے لئے ضرور ہے
کہ آپ سند صحیح سے اتفاق رائے کل صحابہ کا ثابت فرمائیے - یا اکثر کا فعل بعض کا
سکوت - بغیر اسکے ملحق بالسنہ اسکو ہرگز نہ کہیئے - **قولہ** یہ کسطرحکا تخبط
ہے کیا کل صحابہ و تابعین مین اور بلاد کے صحابہ و تابعین داخل نہین تھے جو
اسکو تیسری وجہ قرار دیا ہے + **اقول** وجہ ثانی سے غرض یہ ہے کہ کل
صحابہ ساکنان مدینہ منورہ کا اتفاق رائے ثابت کرین - اور وجہ تیسری سے
یہ مقصود ہے کہ اور بلاد مین جو صحابہ و تابعین تھے اونکا بھی اتفاق رائے
ثابت کرنا ہوگا کہ اس بنائے علم کو اونھون نے بھی مان لیا تھا یا نہین آسمین
تخبط ہی کیا ہے مگر ہان آپکی بدتہذیبی کیسے معلوم ہو - سچ ہے کل اناء
یترشح بما فیہ - **قولہ** عدم فعل کو سنت حقیقیہ کہنا آپکے علم و فہم کا
نتیجہ ہے الخ + **اقول** عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کا سنت
حقیقیہ ہونا پہلے بیان کرچکا ہون - اور آپکی تحریر کی خرابیان بھی ظاہر کیگئین

قولہ اور پر فتح الباری کی عبارت کے ترجمہ مین آپ مصلی کے معنی عیدگاہ لکھ چکے ہین ذرا سوچکر لکھا کیجئے الخ۔ **اقول** عبارت فتح الباری کے ترجمہ مین جو مصلی کی معنی عیدگاہ لکھے گئے ہین تو قرینہ مقام سے لکھے گئے ہین (لمصلاہ) مین کوئی قرینہ ایسا نہین ہے کہ یہان پر معنی حقیقی نمراد ہون بلکہ یہ لفظ معنی حقیقی کی اور تائید کرتا ہے۔ ایک تو پہلے اسکے لام ہے دوسرے آخر اسکے ضمیر ہے۔ اگر یہان پر معنی عیدگاہ کے ہوتے تو فی المصلاة ہوتا۔ جیسا آپ نے تحریف کر کے لکھا تھا۔ مصلی کے معنی حقیقی ہونے کی مثالین پہلے بیان ہوئین۔ تو اب معنی حافظ ابن حجر کی کلام کے وہی ہونگے جنکو ہمنے لکھا ہے فتذکر۔ **قولہ** دوم نہایت بیوقوفی کی بات ہے اگر اس وجہ سے نشان بنتا تو جمیع محل صلوۃ آنحضرت صلعم پر نشان کھڑا ہوتا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی الخ + **اقول** باقی جمیع محل صلوۃ اور یہان پر بہت بڑا فرق ہے۔ عیدگاہ مین یوم عیدین ہمیشہ جا سے نماز آنحضرت صلعم پہ نشان کھڑا کیا جاتا تھا۔ اوسکی متابعت سے اب بھی نشان کھڑا کر دیا گیا تو اب ترجیح بلا مرجح نہ ٹھہری۔ کیونکہ اور کسی محل صلوۃ پر نشان نہین کھڑا کیا جاتا تھا اگرچہ ہمیشہ کے کھڑا کرنے مین پھر بھی نظر ہے۔ جیسا کہ اسکی بحث انشاءاللہ آئیندہ آئیگی فافہم۔ مین نے اسوۂ حسنہ مین لکھا تھا (عبارت فتح الباری سے صاف ظاہر ہے کہ وہ علم نزدیک دار کثیر بن صلت کے تھا اور گھر کثیر بن صلت کا

متصل عیدگاہ کے تھانہ عیدگاہ مین اور علم اوسکے متصل تھا تو عیدگاہ سے
بہت دور ہوا ۔) اسپر ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین **قولہ** یہ تقریر
کیسی مضحکۃ الصبیان ہے اس تقریر کی ایک مثال دیتا ہون کسی شخص نے
ایک بیوقوف سے کہا کہ پانی لے آو پانی لوٹے کے پاس ہے اور لوٹا گھڑے
کے پاس ہے اوس بیوقوف نے جو مولوی صاحب کا ہم مادہ تھا کہا کہ پانی
گھڑے سے بہت دور ہوا اور یہ نہین سمجھا کہ پانی تو اوس گھڑیکا مظروف ہے الخ
اقول جواب تو آپ سے بن نہین پڑتا فقط اختراعی وخلاف محاورہ مثالون
سے ٹالنا سیکھ لیا ہے ۔ یا گالیان دیکر پیچھا چھوڑانا یاد کر لیا ہے ۔ بھلا کوئی
بھی بیوقوف یہ کہیگا کہ پانی لوٹے کے پاس ہے ۔ مین جانتا ہون ہر صاحب
فہم زبان دان ہمارے مخاطب کی مثال پر بے ساختہ قہقہہ لگائین گے اس
مثال کو یون بولتے ہین کہ پانی لے آو پانی گھڑے مین ہے اور گھڑا لوٹے
کے پاس ۔ اونی زبان دان سے محاورہ پوچھ لیجیے ۔ نہ یہ کہ پانی لوٹے کے
پاس اور لوٹا گھڑے کے پاس ۔ اگر مصلی مین علم ہوتا تو عبارت یون ہوتی
حتی الی العلم الذی فی المصلی ۔ یعنی آئے آپ اوس نشان پر جو مصلی مین
تھا ۔ حالانکہ اصل عبارت یون ہے (حتی الی العلم الذی عند دار کثیر بن
الصلت) یعنی آئے آپ موضع علم کے پاس جو متصل گھر کثیر بن صلت کے
ہے ۔ تو اب ہر عاقل محاورہ دان اس عبارت سے یہی مطلب سمجھیگا کہ علم مصلی مین

نہین تھا بلکہ خارج مصلی تھا متصل مکان کثیر بن صلت کے۔ **قولہ** حالانکہ
خود چند سطر اوپر لکھ چکے ہین کہ آنحضرت صلعم کے نماز کی جگہہ علم تھا تو کیا آنحضرت
صلعم کی نماز کیجگہہ عیدگاہ سے بہت دور تھی الخ۔ **اقول** ارباب دانش پر
مخفی نہین کہ مین نے اپنی تحریر اُسوہ مین تین طرح سے معترض کے دعوی
علم کی نفی کی تھی۔ اولاً وجود علم کا آنحضرت صلعم کے زمان مبارک مین انکار سے
ثانیاً بر تقدیر تسلیم وجود علم نفی اوسکی مصلی سے ثالثاً بیان معنی بر تقدیر
وجود علم مصلی مین۔ اگرچہ عبارت مین تقدیم و تاخیر ہے مگر اصل مطالب یہی ہین
ذرا غور فرماکر سمجھا کیجئے۔ مین نے اُسوہ مین یون لکھا تھا (تو ہم کہتے ہین کہ
مراد اس سے ایک نشان ہے جیسے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نشان لاکر
کھڑا کیا جاتا تھا جس سے یہ معلوم ہو کہ عیدگاہ کا نشان ہے) اسپر مخاطب صاحب
فرماتے ہین **قولہ** الحمد للہ مولویصاحب نے خود اقرار کیا کہ آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین نشان کھڑا کیا جاتا تھا اور یہ کہ مروان وغیرہ نے بھی ویسے ہی کیا الخ
اقول جناب من کچھہ تو غور و تامل سے کام لیا کیجئے۔ اندھا دھند نہ ہانکا کیجئے
آنحضرت صلعم کے زمانہ کے نشان سے وہی عنزہ مراد ہے جو آپ کے
سامنے اوٹھایا جاتا تھا اور آپ کی جاے نماز کے سامنے سترہ کے لئے
گاڑا جاتا تھا۔ پھر بعد نماز کے واپس لایا جاتا تھا۔ یہ اتفاق سال مین دو دفعہ
پڑتا تھا۔ مروان وغیرہ نے ہمیشہ کے لئے کثیر بن صلت کے مکان کے پاس

ایک نشان کھڑا کردیا تو یہ نشان بیشک دو وجہ سے بدعت ٹھہریگا - ایک تو
اسوجہ سے کہ آنحضرت صلعم جاے نماز اپنی پر بطور سترہ کے اوس نشان کو
کھڑا کرتے تھے - مروان وغیرہ نے جاے نماز سے دور کھڑا کیا - دوم بعد
فراغت کے وہ نشان آپ کے ساتھ جاتا تھا - مروان وغیرہ نے مداومت کیلئے
کھڑا کردیا اس باعث سے یہ بیشک بدعت ٹھہرا - نشان آنحضرت صلعم اور
مروان وغیرہ مین فرق ثابت ہوا - آگے جواسکے بعد بدتہذیبی کے کلمات
آپنے لکھے ہین اوسکا جواب سوای صبر کے اور کچھ نہین ہے - مین نے
اسوہ مین لکھا تھا (اصل معنی تو وہی ہین جو ترجمۃ الابواب شاہ ولی اللہ
صاحب سے گذر چکے) اس عبارت کے جواب مین آپ فرماتے ہین —
قوله معاذ اللہ یہ کیسا کذب ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت منقولہ مین تو معنی
علم کا بالکل ذکر نہین ہے یہ کسطرح کھلی دلیری ہے الخ **اقول** یہ آپکا محض بہتان
صریح ہے مین نے یہ کب لکھا ہے کہ اصل معنی علم کے ترجمۃ الابواب شاہصاحب
مین گذرے - (وہی) کا مشار الیہ علم کو سمجھنا آپ کے فہم کی خوبی ہے - یہ بھی ابتک
آپکو نہین معلوم کہ لفظ یہ اشارہ قریب کے لئے ہے اور وہ بعید کے لئے
کسی رسالہ قواعد اردو کا ملاحظہ فرمایئے - مہربانمن مشار الیہ اسکا حدیث ہے
جسکے معنی بیان کئے جاتے ہین - میرے کلام کے معنی یہ ہین کہ اصل معنی
حدیث وہی ہین جو ترجمۃ الابواب شاہصاحب کی عبارت سے گذر چکے

یعنی آنحضرت صلعم آسے موضع علم ہین - اور اس کلام کو پہلی عبارت سے ربط بھی اسطرح سے ہے کہ معنی حدیث کا اوپر سے بیان چلا آتا ہے یہان اوسکی طرف اشارہ کیا گیا - اہل انصاف فرماوین کہ مخاطب صاحب بغیر سمجھے بوجھے کیسے کیسے بدتہذیبی کے کلمات زبان قلم پر لاتے ہین - اس قول مین میری نسبت فرماتے ہین کہ (یہ حضرت منہہ پر جھوٹھ بولنے والے ہین) اور مسلمانون کو ہدایت کرتے ہین کہ اسکی کسی بات کا اعتماد نہ کرین - ایسے ہی اور لاایعنی کلمات آپنے بکے ہین - ان حضرات رحیم آبادیون کو بس اسیقدر زبانی اور گالی گفت سے یاری لیجانی آتی ہے - یہی وجہ ہے کہ اہل علم ان حضرات کو مخاطب کرنا نہین چاہتے - انکے مقابل کے تو حافظ عبدالشکور ہین - اونھون نے بھی اپنے رسالہ فتح الشکور مین انہین کے طرز پر ان حضرات کے رد مین کلام کیا ہے جسکا جواب آجتک انسے نہو سکا - **قولہ** اور عینی مین تو تقلید کا آپ نقصان نکالتے ہین تو کیا قسطلانی مقلد نہین ہے الخ - **اقول** بہت اچھا اگر قسطلانی بھی عینی سا سخت مقلد آپ کے نزدیک ہے تو دونون کی باتون کو جانے دیجیے طاق ڈالیے - نہ ہم قسطلانی کی بات کو پیش کرین - نہ آپ عینی کی - الغرض جو متعصب مقلد ہو بیشک اوسکی بات قابل سند کے نہین ہے - ہان عینی کا متعصب ہونا تو اظہر من الشمس ہے - خود بعض حنفیہ نے اسکا اقرار کیا ہے - قسطلانی کو متعصب مقلد آجتک کسی نے نہین کہا اسکا

ثبوت آپ کے ذمہ ہے **قولہ** اور عینی سنے اسکو باین طور لکھا ہے کہ مفہوم کلی (اسکا شئی عمل لیعرف بہ المصلی) لکھکر بعض انواع اوسکے بیان کردیے ہین پھر کیسی خبطگی یا کذب وبہتان ہے کہ علم مین اختلاف بیان کیا ہے الخ

اقول سوای اس بیہودہ کلامی کے کچھہ اور مطلب فہمی سے بھی کام ہے یا نہین عبارت کا مطلب توظاہر ہے کہ علم کے پہلے مضاف مقدر ہے - اچھا یہ تو فرمائیے کہ یہ مفہوم کونسا کلی ہوا ظاہر ہے کہ مفہوم کلی کلی منطقی ہے اور کلی منطقی کا وجود خارج مین پایا نہین جاتا - اور آپنے مفہوم کلی بتایا ہے - معروض سے کچھہ تعرض نہین کیا - اگر فرمائیے کہ معروض مفہوم کا شئی ہے تو کہا جاویگا کہ اولاً آپ کو لازم تھا کہ مفہوم کلی کے ساتھہ کوئی دوسری قید زائد کرتے - اگر معروض بھی مانین تو بھی کلی طبعی ٹھہرا - کلی طبعی کا وجود بھی خارج مین بطور استقلال کے نہین پایا جاتا - ہان بضمن اشخاص کے پایا جاتا ہے - تو اب آپ ہی انصاف فرمائیے - جو خارج مین پایا جاویگا وہ فرد اوسکا ہوگا اور وہی علم کہلائیگا - اگر اوسی فرد کو مین نے علم سے تعبیر کرکے کہا کہ عینی نے علم مین اختلاف بیان کیا ہے - تو کیا غضب ملادیا - کیا عوارضات شخصیہ کے عارض ہونے سے اوس شئے مین اختلاف نہین ہو جاتا - گو نفس ماہیت مین نہ سہی - پھر بھی وہ فرد تو دوسرے افراد سے ممتاز ہو جاتا ہے - یہی مراد میری اختلاف علم سے ہے

قولہ شک فی العلم سے آپ کی کیا غرض الخ - **اقول** جواب اسکا پہلے قول مین
گذر چکا ملاحظہ فرمایئے دوبارہ اعادہ کی حاجت نہین - **قولہ** اور (دع
ما یریبک الحدیث) کو آپنے یہان کس موقع پر ذکر کیا (ما یریبک) کا مصداق
مصلائے ذو العلم کو قرار دیا تو (مالا یریبک) کا مصداق مصلائے بلا علم کو
کیونکر سمجھا کیونکہ بقول آپ کے ایک ہی مصلی کے معلم و غیر معلم ہونے مین
شبہ ہے تو دو شئے کون ہوئے اور ما یریبک اور مالا یریبک کے دونون
جدا جدا مصداق کون ہین الخ - **اقول** ذرا سمجھ بوجھ ہوش حواس کو
درست کر کے جو لکھا کیجیے (دع ما یریبک) کا مصداق مین نے مصلائے
ذو العلم کو کب قرار دیا ہے - مین نے تو مصداق اسکا خالی معنی علم کو قرار دیا ہے
کہ جب علم مین شک پڑ گیا تو علم کو چھوڑ کر عدم علم کیطرف مراجعت کرنا چاہیے
حاصل کلام کا یہ ہے کہ (دع ما یریبک) کا مصداق علم ہے - اور مالا یریبک کا
عدم العلم - اور اگر مصلائے ذو العلم کو بھی مصداق اوسکا قرار دیا جاوے
تو فقط اعتباری فرق ہوگا - یعنی ایک ہی شئے دو اعتبارون سے جدا جدا
گنی جاویگی یعنی مصلی اس اعتبار سے کہ ذو العلم ہے - مغائر ہے اوس
مصلی کے جو بغیر علم کے ہے - مثل مشہور یون ہے لو لا الاعتبار لبطلت
الحکمت - مین نے اسوۂ حسنہ مین یون لکھا تھا (ظرف و مظروف مین تغائر
و تباین ہوتا ہے آپنے تو یہ حکم لگا دیا کہ بالکل عیدگاہ ہی پختہ نہ بنوا دی جاوے

یا لمصلی کی جگہہ عین مصلی کردیا) اس میری تحریر پر آپنے یہ رقم فرمایا ہے
قولہ معلوم ہوتا ہے کہ میری تحریر مولویصاحب کی سمجھہ مین نہین آئی کیونکہ
مین نے زمین عیدگاہ کی پختہ بنوانے کے جواز پر استدلال علم سے
نہین کیا جو مولویصاحب یہ بک گئے الخ **اقول** کیون غیر مہذب باتین
زبان قلم سے نکالتے ہو۔ مین نے کب کہا ہے کہ آپ نے زمین پختہ بنوانے کے
جواز پر علم سے استدلال کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپنے میری تحریر کا
مطلب سمجھا نہین۔ اور نہ سمجھنے مطلب کا الزام میرے ذمہ لگادیا۔ آپنے اصل
فتوی مین یہ لکھا تھا (پس یہ علم ظاہر نظیر ہے اس زمانہ کی عیدگاہ کا جو مرج
ہے کیونکہ مقصود اصلی اس عیدگاہ سے وہی ہے جو اس علم سے تھا)
اسپر مین نے یہ گذارش کیا تھا کہ اوپر کی عبارت سے بفرض تسلیم تو یہی معلوم
ہوا۔ کہ علم مصلی مین تھا۔ ماہرین علم سے پوشیدہ نہین کہ عیدگاہ ظرف اور
علم مظروف ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ظرف مظروف مین تغائر تباین ہوتا ہے
آپنے تو یہ حکم لگادیا کہ بالکل عیدگاہ ہی پختہ بنوا دیجاوے) مین نے اعتراض
بالکل عیدگاہ پختہ بنوانے پر جسمین چار دیواری وغیرہ سب آگئی کیا ہے
نہ خالی پختہ زمین پر۔ اور نہ مین نے یہ کہا کہ آپنے علم سے جواز پختہ زمین
کیون استدلال کیا ہے۔ حالانکہ اگر کہتا تو ہوسکتا تھا اسلیے کہ یہ قیاس
مع الفارق تھا۔ آپ نہ تامل عبارت مین فرمائین۔ نہ سابق ولاحق کا لحاظ کرین

نہ اپنی اصلی عبارت کا مطالعہ کریں۔ جھٹ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کرنے
اور بیہودہ کلمات لکھنے پر تیار ہو جائیں۔ اس ہٹ دہرمی کا کچھ علاج ہے
قولہ ظرف مظروف کی تقریر آپ کے نزدیک بہت بڑی علمی بات ہے جو اسکی
نسبت لکھتے ہیں کہ ماہرین علم پر پوشیدہ نہیں الخ۔ **اقول** میں نے بڑی
چھوٹی بات کا تو ذکر تک نہیں کیا۔ آپ جو چاہیں اپنے من سے گھڑ لیں علمی بات
ہونے میں اسکے تو شک نہیں۔ رہی یہ بات کہ یہ بڑی بات ہے یا چھوٹی
میں نے اسکی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ آپ اپنی طرف سے خواہ اسکو چھوٹی بنائے
یا بڑی **قولہ** فاقول بوجہین الاول انک ما اردت بلفظ المصلی سطح الارض
او غیرہ فان اردت غیرہ فعلیک البیان وان اردت سطحہ الخ۔ **اقول**
عبارت اردو کا جواب عبارت عربی میں دینا یہ قاعدہ آپ نے کس کتاب
سے اخذ کیا ہے۔ کیا مطابقت رد و مردود نہیں ہونی چاہیئے یا نہیں۔
اور آپ کی اس ترتیبی عربی سے تو عبارت اردو ہی اچھی تھی جس شخص کو
یہ تمیز نہو کہ ارض مذکر ہے یا مونث سطحہا کی جگہہ سطحہ لکھے۔ وہ عربی لکھنے کا
قصد کرے۔ اگر آپکو عربی ہی لکھنے کا شوق ہے تو کوئی علحدہ رسالہ عربی میں
موافق محاورے اہل عرب کے لکھیئے۔ پھر دیکھیئے اوسکا جواب کیسے ہوم تمام
سے دیا جاتا ہے۔ اصل غرض عربی لکھنے آپ کی معلوم ہوگئی کہ جواب آپ سے
بن نہیں سکا کیونکہ اگر آپ میری عبارت کا جواب اردو میں لکھتے تو بہر خاص و عام

سب جان جاتے کہ یہ جواب ٹھیک نہین ہے۔ لہذا آپنے عربی عجمی نما لکھی
کولی اردو خوان اس راز پر مطلع نہو۔ اب مین ان دو سطرونکا ترجمہ
لکھکر جواب دونگا۔ کیونکہ اکثر ناظرین رسالہ ہذا کے ایسے ہین جو عربی عجمی وضع
کی عبارت نہین سمجھ سکتے **قولہ** وان اردت سطحہ فاسلک ان ما وضع
علیہ من اللبن والجص بوضع خاص ہو وذلک السطح متغایران ام متحدان ان
قلت بالاتحاد فلا یسلمہ اہل السداد وانت مطالب بالبرہان وکیف الموضوع
والموضوع علیہ یتحدان۔ **ترجمہ** اگر مراد مصلی سے سطح زمین ہے
تو مین پوچھتا ہون کہ جو او سپر اینٹ اور گچ وضع خاص سے رکھا گیا ہے
وہ اور یہ سطح آپسمین متغائر ہین یا متحد اگر تو اتحاد کہے تو اہل سداد اسکو
تسلیم نہین کرینگے اور تجھ سے مطالبہ دلیل کا کیا جاویگا کہ موضوع اور موضوع
علیہ متحد کیسے ہوسکتے ہین۔ **اقول** مین شق ثانی یعنی اتحاد کو اختیار کرتا
ہون یعنی جب صحرا کی زمین پختہ بنوائی جاویگی تو اینٹین وسرخی وغیرہ اوسمین
ایسی ملائی جاتی ہین کہ دونونکا ایک حکم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوسپر
نماز جائز ہوتی ہے۔ اس مقام پر تو موضوع او موضوع علیہ مین نہایت
علاقہ مضبوط ہے دونونکو گویا ایک کردیا گیا ہے۔ شارع نے تو ادنی
ادنی علاقہ سے موضوع پر موضوع علیہ کا حکم جاری فرمادیا ہے۔ خیال کیجیے
قرآن شریف مین اللہ تعالی نے وضو مین مسح سر فرض کیا ہے اور عمامہ

سر نہین - چونکہ اسکو علاقہ سر سے ہے - اسیواسطے آنحضرت صلعم نے
عمامہ پر مسح کرنے کو جائز فرمایا - قرآن شریف مین پاؤنکا دہونا آیا ہے
آنحضرت صلعم نے خف یعنی موزہ پر مسح کرنے کو بوجہ علاقہ کے جائز فرمایا
عمامہ موضوع سر موضوع علیہ جو حکم موضوع علیہ کا تھا اونی علاقہ سے
وہ حکم موضوع کو دیا گیا گویا کہ دونون ایک ہی ہین - قال الامام الربانی القاضی
محمد بن علی الشوکانی رح فی کتابہ نیل الاوطار - واحتجوا بان اللہ فرض المسح علی الراس
والحدیث فی العمامۃ محتمل التاویل فلا یترک المتیقن للمحتمل والمسح علی العمامۃ
لیس بمسح علی الراس ورد بانہ اجزا المسح علی الشعر ولا یسمی راسا فان قیل یسمی
راسا مجازا العلاقۃ المجاورۃ قیل والعمامۃ کذلک بتلک العلاقۃ فانہ یقال
قبلت راسہ والتقبیل علی العمامۃ والحاصل انہ قد ثبت المسح علی الراس فقط
وعلی العمامۃ فقط وعلی الراس والعمامۃ والکل صحیح ثابت فقصر الاجزاء
علی بعضہا ورد بغیر موجب لیس من داب المنصفین **ترجمہ** مانعین
نے حجت پکڑی ہے کہ بیشک اللہ نے مسح سر پر فرض کیا ہے اور حدیث
عمامہ محتمل التاویل ہے پس یقینی بات محتمل سے نہین چھوڑی جاویگی
اور عمامہ پر مسح کرنا مسح سر نہین ہے اور رد کیا گیا ہے کہ بیشک مانع نے
مسح بالون پر جائز رکھا ہے حالانکہ بال کا نام سر نہین رکھا جاتا اگر کہا جاوے
کہ مجازا علاقہ مجاورت سے اسکو سر بولتے ہین تو کہا جاویگا کہ عمامہ بھی ایسے ہی

اوسی علاقہ سے ہے۔ پس بیشک بولا جاتا ہے کہ مین نے اوسکے سر کو
بوسہ دیا حالانکہ تقبیل عمامہ پر ہوتی ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ بیشک
مسح کرنا فقط سر پر ثابت ہوا ہے اور فقط عمامہ پر بھی اور عمامہ اور سر پر
بھی اور کل صحیح ثابت ہے پس اقتصار کرنا اجزاء نفس ماورد پر بغیر کسی موجب
کے واسطے منصفین کے نہین ہے۔ عبارت امام شوکانی سے معلوم ہوا کہ درمیان
عمامہ اور سر کے علاقہ ہوتا ہے۔ اور اسی علاقہ کی جہت سے سر کا حکم عمامہ پر
کیا جاتا ہے۔ اور اطلاق سر کا مجازاً عمامہ پر آتا ہے۔ اور اس مقام متنازع
مین تو علاقہ نہایت ہی مضبوط و محکم ہے۔ پھر کیونکر اتحاد کا حکم نہ کیا جاوے
چہ جائیکہ اینٹین و چونہ وغیرہ بھی اوسی زمین کی اجزاء سے ہے۔ اگر
دونون کے درمیان بالکل تغائر و تبائن ہوتا تو آپ کیسے فرماتے۔ کہ
مصلی مین نماز پڑھی۔ تمام لوگ بولتے ہین ہمنے نماز عیدگاہ مین پڑھی
مجازاً اوسکو عیدگاہ کہتے ہین۔ اطلاق مصلی کا اوسپر کرتے ہین پس
اب اعتراض میرا اپنے حال پر باقی رہا۔ **قولہ** والثانی ان الموضع الذی جعل
فیہ العلم ہل یصدق علیہ المصلی ام لا ولم یصدق فکیف یصح العلم بالمصلی و
این الظرفیۃ التی قد غرتک ولو صدق فذہب ایرادک فافہم وتفکر و
لا تکن من الجاہلین واستحی من مکابرۃ الماہرین۔ **ترجمہ** وجہ ثانی بیشک
وہ جگہ جسمین علم بنایا گیا ہے کیا مصلی اوسپر صادق آتا ہے یا نہین اگر نہین

صادق آتا تو کیونکر صحیح ہوگا علم مصلی مین اور کہان گئی ظرفیت جس نے تجھکو
مغرور کیا تھا۔ اور اگر صادق آتا ہے تو تیرا ایراد دفع ہوگیا پس سمجھو اور فکر کرو
اور غافلون سے مت ہو اور شرم کر ماہرین سے مکابرہ کرنے مین۔ **اقول**
ہم شق ثانی کو اختیار کرتے ہین۔ کہ جس جگہہ پر علم ہے وہان مصلی صادق آتا ہے
پھر اعتراض کیسے رفع ہوا۔ کیا آپنے ظرف مظروف کو ایک ہی سمجھ لیا ہے۔
اگر تھوڑا پانی کسی بڑے سے برتن مین اسطرح پر ہو کہ بعض سطح باطن برتن کا سطح
پانی سے مماس ہو بوجہ قلت پانی کے تو کیا آپ یہ حکم لگاوینگے کہ پانی اور
برتن ایک ہوگئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو سطح برتن پانی کو مماس ہے
اوس پر برتن بھی صادق آتا ہے جیسے بعض مصلی مماس علم ہے اور
اوسکو مصلی بوجہ اطلاق کل کے جزء پر بولدیتے ہین اگرچہ یہ جگہہ جزء
مصلی ہے فافہم و تدبر ولا تکن من الجاہلین۔ ہان یہ تو فرمائیے (لو صدق
فذہب ایرادک) یہ کہانکا محاورہ ہے۔ لو کان الجزاء ماضیا بغیر قد لم یجز الفاء
یہ مسئلہ نحو کا معلوم ہے یا نہین پھر لو کے جواب مین فاء آتی ہے یا لام
برائے مہربانی ان باتون سے جلد مطلع فرمائیے۔ اپنے منہہ سے ماہر بننا
یہ آپ کا ہی کام ہے۔ آپکی مہارت کا حال بخوبی معلوم ہوگیا۔ کچھہ تو شرم
و حیا سے کام لیجئے۔ **قولہ** میری تقریر کا حاصل جواز مکان مین یہ ہے کہ عیدین
کی نماز صحرا مین ادا کرنی مسنون ہے **اقول** الحمد للہ کہ اسقدر تو آپکو اقرار ہے

کہ نماز عیدین کی صحرا مین پڑھنا سنت ہے ۔ عمرت ور از یاد کرا ین ہم غنیمت ہے
قولہ باقی رہی زمین عیدگاہ اسکی ہیئت سے شارع علیہ السلام نے کوئی بحث نہین
فرمائی کہ کیسی ہو سبزی جمی ہوئی ہو یا صاف زمین کچی ہو یا پکی اس سے شارع کو
کچھ بحث نہین کیسی ہی ہو۔ پس انسان حسب ضرورت اور مصلحت اپنی زمین
عیدگاہ کو درست کرسکتا ہے الخ **اقول** پہلے اسکی بحث مفصل گذر چکی
کہ جاے نماز عید آپ کی صحرا مین ایک جگہہ معین تھی۔ شارع نے جس چیز کو
جس ہیئت پر مشروع فرمایا ہے اوسمین تغیر کرنا جائز نہین ہے۔ اگر اسیطرح کا
تغیر اوسمین جائز ہوتا تو صحابہ یا تابعین ضرور اوسمین تغیر کرتے۔ مسجد نبوی کو
حضرت عثمان رضہ نے کیسا عمدہ بنوایا صحابہ نے انکار نہ کیا۔ اگر عیدگاہ کا
پختہ یا خام بنوانا جائز ہوتا تو ضرور صحابہ اوسکو بھی خام یا پختہ بنواتے
صحابہ و تابعین کا مصلی آنحضرت صلعم مین تغیر نہ کرنا نہایت عمدہ واضح دلیل
ہے کہ جاے نماز عید مشروعہ ہے۔ جس ہیئت پر شارع نے رکھا اوسکو
ایسے ہی رہنے دینا چاہیے۔ اور نیز حدیث انس رضہ کی پہلے مصرح
گذر چکی کہ آنحضرت صلعم نے مصلی مین اینٹ پر رکھنے سے
منع فرمایا ہے۔ یہ کہنا کہ شارع نے اس سے کچھ بحث نہین کی۔ تو قابل
نظر ہے۔ ایک شی مشروعہ کو جب شارع نے مدت العمر ایک ہی ہیئت پر رکھا
تو کیا شارع کی تقریر نہ پائی گئی۔ چہ جائیکہ خود ممانعت شارع کی پہلے

گذر چکی فتذکر۔ **قولہ** اسیطرح کوئی مکان عیدگاہ مین بنابر کسی مصلحت کے بالتبع طور بن سکتا ہے کہ صحرائیت اوسکی زائل نہو الخ ۔ **اقول** جب مکان پختہ بنگلہ بنگیا اور عورتون یا مردون نے اوسمین نماز پڑھی تو صحرا کہان رہا وہ تو اپنا مکان ہوگیا۔ آپ اپنے والد کے خط کو جسکی پہلے نقل ہوچکی ہے ملاحظہ فرمالیجئے ۔عیدگاہ کو مکان سکونت پر قیاس کرنا یہ آپکا ہی کام ہے نماز عید کے لئے صحرا مین جانا مسنون ہے ۔ایک قطعہ خاص صحرا کا اس نماز کے لئے معین کیا گیا ہے ۔یہانتک کہ حیض والی عورت کو آنحضرت صلعم نے عیدگاہ سے علحدہ بیٹھنے کو فرمایا۔ اسکو آپ مکان سکونت پر قیاس کرتے ہین اور آگے جاکر لکھتے ہین کہ گھر کی زمین کو بھی ویسے ہی رہنے دینا چاہئے امور دنیا کو مقیس علیہ امور دین کا بناتے ہین۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہر قسم کے لوگون کے مکان تھے کسیکا بالاخانہ کسیکا کسی ہیئت پر کسیکا کسی ہیئت پر امور دنیا مین خود آپنے فرمادیا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کے زمانہ مین عورتین برابر عیدگاہ مین حاضر ہوتی تھین۔ مردون کے بعد صف عورتون کی ہوتی تھی ۔ اب ہمارے مخاطب صاحب یہ فرماتے ہین ۔ کہ عیدگاہ مین ایک مکان خاص عورتون کے لئے بنایا جاوے عورتین مکان مین بند رہکر نماز پڑہین۔ مرد علحدہ باہر مکان کے ۔ اے ایمان والو کچھ تو انصاف کرو حضرت صلعم کے طریقہ کو یہ بگاڑنا نہین تو

کیا ہے انشاء اللہ اس بگاڑ کا حال قیامت مین معلوم ہو جاویگا۔ اگر سچے ہو
تو آؤ اس مسئلہ مین مباہلہ کرلو۔ دیکھو اللہ کا غضب کسپر نازل ہوتا ہے۔
قولہ غرض کہ مین اہتمام ہیئت و تشخص صحرا کا منکر ہون الخ۔ **اقول** اصل
عیدگاہ جو آنحضرت صلعم کی تقریر۔ و صحابہ کرام کی تقریر سے ثابت ہے
اوسمین احداث کے آپ مدعی ہین یا نہین۔ جو شخص احداث کسی امر کا مدعی ہو
اوسکو دلیل دینا چاہیئے۔ مین تو احداث مکان وغیرہ کا منکر ہون بموجب
حدیث البینۃ علی المدعی کے بینہ و دلیل احداث کی آپکے ذمہ ہے نہ میرے ذمہ
مین نے کسی امر کا دعویٰ نہین کیا۔ مین نے تو پہلے ہی کہا اور اب بھی کہتا ہون
کہ جس جا سے نماز مشروعہ کو شارع نے مدت العمر جس طریقہ پر رکھا۔ اور
صحابہ و تابعین نے بھی اوسمین تغیر نہ کیا تو اب اوسکو ایسے ہی رہنے دینا
چاہیئے جو شخص اسمین احداث و اختراع کرے اوسکو چاہیئے کہ کوئی دلیل
اپنے اختراع کی بیان کرے ورنہ بدعتی کہلائیگا۔ **قولہ** پھر فرمائیے تو آپکے
مجدد العلم صاحب کی مسجد آپ کے قاعدہ کے موافق ہے یا نہین اگر نہین
ہے تو آپ اونکو بدعتی کہیئے اور اول اونکو نصیحت کیجیئے کیونکہ آپ پر اونکا
حق ہے **اقول** اے جناب آپکو اوس ذات پاک سے کیون عداوت ہے
اونھون نے آپکا کیا بگاڑا ہے جو بغیر دیکھے بھالے آپ کی مسجد پر اعتراض
کرنے لگے۔ بے شک مسجد مذکور مصداق مسجد ہے اور بانی مسجد نے

کسی جگہہ زخرفت مسجد کو مسنون نہین لکھا ہے۔ اور نہ اپنی مسجد کو مثل
مساجد بمبئی وغیرہ آرایش کیا ہے لکن ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد +
عیب نماید ہنرش در نظر + عالم کی حقیت اوسکی حق گوئی سے ثابت ہوتی ہے
نہ مجرد عمل سے۔ کیونکہ عمل مین احتمال ریا و زمانہ سازی کا بھی ہوتا
ہے۔ اور قول مین اللہ کا ڈر رہتا ہے۔ پھر ایسا قول جسکی وجہ سے
مبتدعین زمانہ دشمن ہوجاتین دلیل صریح ہے انصاف پر۔ آپنے اوجاین
کی مسجد کو نہ پوچھا کیونکہ اونکا بھی تو مجہپر دوستی کا حق ہے۔ اور جناب
میانصاحب مدظلہ العالی کا بھی آپ پر اور میرے پر اوستادی کا بڑا حق ہے
اونکی مسجد کا حال دریافت نہ کیا۔ یہ آپکا قصور نہین آپ کے معلم اور
نفس ناطقہ مولوی لطف حسین واکیب واعظ وصاحب مطبع جودت
سے ہمارے مجدد العلم کا نمک کہارہے ہین۔ کی تعلیم ہے۔ افسوس ہے
کہ نمک کا آج کل یہی اثر رہگیا ہے۔ مثل تو یون مشہور ہے جسکا کہا
اوسکا گاے۔ مگر یہ لوگ اولٹی چال چلتے ہین۔ اب آپ اپنے اعتراض کا
جواب سنئے۔ مین تین وجہ سے جواب گذارش کرتا ہون وجہ اول

بخاری مطبوعہ مطبع احمدی جلد اول صفحہ ۶۴ مین ہے۔ باب من بنی مسجدا

حدثنا یحیی بن سلیمان حدثنا ابن وہب قال اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثہ ان

عاصم بن عمر بن قتادۃ حدثہ انہ سمع عبید اللہ الخولانی انہ سمع عثمان بن عفان

رضی اللہ عنہ یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد رسول اللہ صلعم انکم اکثرتم وانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول من بنی مسجدا قال بکیر حسبت انہ قال یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ **ترجمہ** عبید اللہ خولانی نے حضرت عثمان بن عفان رضہ سے سنا کہ فرماتے تھے وقت کہنے لوگون کے اونمین جسوقت اونھون نے مسجد رسول اللہ صلعم کو بنا کیا کہ بیشک تم لوگون نے بہت کلام کیا اور حالانکہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے مسجد بنائی بکیر نے کہا مین عاصم کو گمان کرتا ہون کہ بیشک اوس نے کہا کہ طلب کرتا ہوا وس بنا رسے رضامندی اللہ تعالی کی بنائیگا اللہ تعالی اوسکے لئے مثل اوسکے جنت مین۔ یعنی جس آدمی نے خالص اللہ کے لئے جیسی مسجد بنوائی لہذا اوسکے لئے ویساہی مکان جنت مین بنائیگا۔ حضرت عثمان رضہ نے مسجد کو نہایت عمدہ سنگین بنوایا پتھر نقش دار لگا سے چھت ساج کی لکڑ یکا بنایا۔ بعض لوگون نے اس بنا پر اعتراض کیا۔ حضرت عثمان رضہ نے اس حدیث کو سنایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے جیسی کوئی مسجد بنائیگا اللہ تعالی ویساہی مکان اوسکے لئے جنت مین بنائیگا۔ حضرت عثمان رضہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے بنا مسجد کی ترغیب دی ہے خام پختہ سنگین کی کوئی قید نہین لگائی۔ اس اطلاق کو جو شخص رفع کرے اوسکو چاہیے کہ

ایسی ہی صحیح روایت پیش کرے - اور حضرت عثمان رضہ جو خلیفہ ثالث تھے
اونھون نے بھی اس حدیث کا یہی مطلب سمجھا کہ جیسی کوئی مسجد عمدہ بنائیگا
اللہ اوسکے لیے ویسا ہی جنت مین مکان بنائیگا - اسیواسطے تو اونھون
نے نہایت عمدہ منقش پتھرون سے مسجد کو بنایا - یہ حدیث باطلاقہ خود دال ہے
کہ مسجد جیسی کوئی چاہے عمدہ بنواسے - ہان البتہ اسمین یہود و نصاری
کیطرح زینت اور زخرفت نہ کرے - کیونکہ حدیث صحیح مین اسکی ممانعت
آچکی ہے - بخاری مین ہے قال عمر وایاک ان تحمر او تصفر فتفتتن الناس
قال انس یبتاہون بہا ثم لایعمرونہا الا قلیلا و قال ابن عباس لتزخرفنہا
کما زخرفت الیہود والنصاری **ترجمہ** عمر رضہ نے فرمایا تو بچ مسجد کے
سرخ یا زرد کرنے سے پس تو لوگونکو فتنے مین ڈالیگا حضرت انس رضہ
نے کہا فخر کرینگے مساجد سے پھر اوسکو آباد نہ کرینگے مگر تھوڑے - ابن
عباس رضہ نے کہا البتہ زینت کرینگے مساجد کی جیسا کہ زینت کیا یہود و
نصاری نے - حاصل کلام کا یہ ہے کہ مسجد کو جسطرح سے جو چاہے بنوا
مگر زینت کرنے سے بچے - ہمارے مجدد نے بھی ایسے ہی مسجد پختہ
بنوائی ہے زینت یہود و نصاری کیطرح اوسمین نہین کی - **وجہ دوم**
اصل بنا مساجد مین یہ ہے کہ طول اور عرض اوسکا قلت اور کثرت
مصلیان مسجد کے اعتبار سے کیا جاتا ہے - اگر مصلی کم ہوتے مین

تو مسجد اکثر چھوٹی بنوائی جاتی ہے۔ اگر لوگون کی کثرت ہوتی ہے تو مسجد
بڑی بنوائی جاتی ہے۔ دیکھو جامع مسجد دہلی و باقی مساجد کو۔ طول و
عرض مین مساجد کا مصلیون کے موافق بڑہانا گھٹانا فعل آنحضرت صلعم
سے ثابت ہے۔ آنحضرت صلعم نے پہلے اپنی مسجد کو بنا کیا۔ جب لوگونکی
کثرت ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم نے دوبارہ مسجد کو وسیع فرمایا۔ حضرت
عثمان رضہ نے زمین اپنے دامون سے خریدی۔ آنحضرت صلعم نے
مسجد مین اوسکو زیادہ کیا۔ ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲
مین ہے عن ثمامة بن حزن القشیری قال شهدت الدار حین اشرف علیهم
عثمان فقال ایتونی بصاحبکم اللذین الباکم علیّ قال فجی بهما کانهما جملان
او کانهما حماران قال فاشرف علیهم عثمان فقال انشدکم بالله والاسلام
هل تعلمون ان رسول الله صلعم قدم المدینة ولیس بها ماء یستعذب غیر
بیر رومة فقال رسول الله صلعم من یشتری بیر رومة فیجعل دلوه
مع دلاء المسلمین بخیر له منها فی الجنة فاشتریتها من صلب مالی فانتم
الیوم تمنعونی ان اشرب منها حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللهم نعم
فقال انشدکم بالله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله
صلعم من یشتری بقعة آل فلان فیزیدها فی المسجد بخیر له منها فی الجنة
فاشتریتها من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیها رکعتین

قالوا اللهم نعم الی آخر الحدیث **ترجمہ** ثمامہ بن حزن قشیری سے
روایت ہے کہا مین حاضر ہوا دار کو جب عثمان رضؓ نے اوپر جھانکا پس
فرمایا تم لوگ اپنے اون دو صاحبون کو لے آو جنہون نے میرے پر تمکو
جمع کیا ہے راوی نے کہا لایا گیا دونون کو گویا کہ وہ دونون اونٹ ہین
یا گویا کہ حمار ہین راوی نے کہا پس اوپر عثمان رضؓ نے جھانکا پس کہا مین
تمکو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم مدینہ
منورہ مین آے اور سواے بیر رومہ کے پانی شیرین مدینہ مین نہ تھا
پس آپنے فرمایا کون ہے کہ بیر رومہ کو خریدے پس اپنا ڈول مسلمانون
کے ڈولون کے ساتھ کر دے (یعنی اوسکو وقف کر دے) عوض ہین
عمدہ کے اوس سے جنت مین (یعنی جنت مین بدلا اوسکا اوس سے
عمدہ ملیگا۔) پس مین نے اوسکو خالص اپنے مال سے خریدا پس تم لوگ
آج کے دن مجھکو منع کرتے ہو کہ مین اوسکا پانی پیون یہانتک کہ مین پانی سمندر کا
پیتا ہون اون لوگون نے کہا یا اللہ ہان (یعنی یہ ٹھیک بات ہے) پس
کہا کہ مین تمکو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ مسجد اپنے
اہل پر تنگ ہوئی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کون شخص ہے کہ آل فلان سے
جگہہ خریدے پس مسجد مین زیادہ کرے عوض بہتر کے واسطے اوسکے اوس سے
جنت مین پس مین نے اوسکو خالص اپنے مال سے خریدا اور تم آج کے دن

مجھکو منع کرتے ہو کہ میں اوسمیں دو رکعت نماز پڑہوں - اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مسجد آنحضرت صلعم کی لوگوں پر تنگ ہو گئی تھی - لوگ بڑہ گئے تھے
پھر دوبارہ اوسمیں جگہہ زیادہ کیگئی - ترمذی نے بعد روایت کرنے
اس حدیث کے اسکی تحسین بھی بیان کردی ہے یعنی ترمذی نے اسکو
حسن کہا ہے - شیخ سمہودی خلاصۃ الوفا میں فرماتے ہیں ومما یویدہ
تعدد بنایہ صلعم لمسجدہ وزیادتہ فیہ ما رواہ الطبرانی عن ابی الملیح عن
ابیہ قال قال النبی صلعم لصاحب البقعۃ التی زیدت فی مسجد المدینۃ
وکان من الانصار لک بہا بیت فی الجنۃ فقال لا فجاء عثمان فقال لہ لک بہا
عشرۃ آلاف درہم فاشتراہا منہ ثم جاء عثمان للنبی صلعم فقال
یا رسول اللہ اشتر منی البقعۃ التی اشتریتہا من الانصاری
فاشتراہا منہ ببیت فی الجنۃ فوضع النبی صلعم لبنۃ ثم دعا ابا بکر رض
فوضع لبنۃ ثم دعا عمر رض فوضع لبنۃ ثم جاء عثمان رض فوضع لبنۃ ثم قال
للناس ضعوا فوضعوا ویشہد لہ ما رواہ الترمذی وحسنہ عن ثمامۃ بن حزن
فی حدیث اشراف عثمان رضی اللہ عنہ علی الناس یوم الدار من قولہ انشدکم
باللہ وبالاسلام ہل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلعم من
یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا
من صلب مالی الحدیث واخرجہ احمد ودارقطنی بنحوہ واخرجا ایضا عن الاحنف

بن قیس نحوہ ولاحمد عن ابی ہریرۃ رض کانوا یحملون اللبن الی بناء المسجد و
رسول اللہ صلعم معہم ثم قال فاستقبلت رسول اللہ صلعم وہو عاجز لبنۃ
علی البنۃ فظننت انہا ثقلت علیہ فقلت ناولنیہا یا رسول اللہ فقال تنخذ غیرہا
یا ابا ہریرۃ فانہ لاعیش الا عیش الآخرۃ وہذا فی البناء الثانی لان اسلام
ابی ہریرۃ متاخر الخ **ترجمہ** اور روہ کہ تائید کرتا ہے تعدد بناء آنحضرت صلعم
کی مسجد کو اور زیادت آپ کی اوسمین وہ ہے جسکو طبرانی نے ابی الملیح سے
روایت کیا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
صاحب زمین کو جو مسجد مدینہ مین زیادہ کی گئی تھی فرمایا اور وہ آدمی انصار
سے تھا تجھکو بدلے اسکے ایک مکان ہے جنت مین اوس نے کہا نہین
(یعنی زمین دینے سے انکار کیا) پس عثمان رض آئے پس انصاری سے
کہا تجھکو عوض مین اسکے دس ہزار درہم دیتا ہون پس اوس زمین کو اوس سے
خرید کیا۔ پھر عثمان رض آئے آنحضرت صلعم کے پاس اور کہا اے رسول اللہ آپ
مجھ سے خرید کیجئے زمین جسکو مین نے خرید کیا ہے انصاری سے پس آنحضرت
صلعم نے عوض مکان جنت کے اوس سے خرید کیا اور ایک اینٹ آنحضرت
صلعم نے رکھا پھر ابو بکر رض کو پکارا پس انھون نے بھی ایک اینٹ رکھا پھر عمر رض کو
پکارا اونھون نے بھی ایک اینٹ رکھا پھر عثمان رض آئے اونھون نے بھی ایک
اینٹ رکھا پھر لوگون سے کہا رکھو پس لوگون نے رکھا اور صحیح ہے

اس روایت کی وہ روایت جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے
ثمامہ بن حزن سے حدیث جہانکنے عثمان رضہ کے لوگون پر ان وارکے
قول اوسکے سے مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ اور اسلام کی کیا تم جانتے ہو
کہ مسجد اپنے اہل پر تنگ آگئی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کون خریدیگا زمین
آل فلان کو پس اوسکو مسجد مین زیادہ کرے بدلے مین بہتری کے جو اوسکے
لئے ہے اوس سے جنت مین پس مین نے اوسکو اپنے خالص مال سے
خریدا آخر حدیث تک - اس حدیث کو امام احمد و دارقطنی نے بھی مثل اوسکے
نکالا ہے اور ان دونون نے احنف بن قیس سے بھی مثل اوسکے روایت
کیا ہے اور واسطے احمد کے ہے ابوہریرہ رضہ سے کہ لوگ تھے اوٹھاتے
اینٹون کو بنا مسجد کے لئے اور رسول اللہ صلعم ساتھہ اونکے
تھے پھر ابوہریرہ نے کہا مین متوجہ ہوا آنحضرت صلعم کو اور آپ رکھنے والے تھے
اینٹ اینٹ پر پس مین نے گمان کیا کہ آپ پر بھاری ہوئی پس مین نے
کہا مجھکو دیجیے اے رسول اللہ صلعم آپنے فرمایا سوای اسکے دوسرے کو لے
اے ابوہریرہ کیونکہ نہین علیش ہے مگر عیش آخرت کی اور یہ قصہ بنا ثانیکا ہے
کیونکہ اسلام ابوہریرہ رضہ کا متاخر ہے - ان روایات سے بخوبی معلوم ہوگیا
کہ آنحضرت صلعم نے اپنی مسجد کو بباعث کثرت لوگون کے دوبارہ بنوایا اور زمین
بڑہایا تو بس اور کیا چاہیے خود فعل سرورکائنات صلعم کا کافی وافی شافی ہے

آپنے اتنا خیال نہ کیا کہ مسجد قبا مسجد الحرام وغیرہما آنحضرت صلعم کے سامنے
موجود تھین حالانکہ حضرت صلعم کی مسجد سے طول وعرض اونکا کم وبیش تھا
جیساکہ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے تقریر بھی آپکی زیادتی
کمی طول وعرض کی پائی گئی پھر عثمان بن ابی العاص رض اور قیس بن طلق وغیرہما
کو آنحضرت صلعم نے اونکے جاے عبادت سابقہ حالت جاہلیت کی جگہہ
مسجد بنانیکا حکم دیا کسیکو یہ نہین فرمایا کہ دیکھو میری مسجد کی موافق طول
عرض رکھنا اوسکو سنگین یا اوسکی زمین پختہ نہین بنوانا تو آنحضرت صلعم
کے قول وفعل وتقریر سے بناء مسجد کی ثابت ہوئی کہ جسطرح کوئی چاہے
بناے وللہ الحمد **وجہ ثالث** حضرت عمر رض نے اپنی خلافت مین مسجد کو
پھر نئے سر سے بنوایا اور بڑہایا کسی صحابی نے انکار نہ کیا تو یہ اجماع
صحابہ ثابت ہوا اور اجماع صحابہ کل فرق اہل سنت کے نزدیک حجت ہے
لہذا توسیع مسجد وبناء اوسکی سنت حکمیہ سے بھی جو موافق سنت حقیقیہ
کے ہے ثابت ہوئی ۔ ان وجوہ ثلاثہ سے فرق بناء مسجد وعیدگاہ کا
معلوم ہوگیا کہ مسجد کو خود آنحضرت صلعم نے دوبارہ بنوایا پھر خلفاء راشدین
نے بنوایا ۔ مگر عیدگاہ کو کسی نے نہین چھیڑا ۔ بلکہ ایک منبر خام پر ابوسعید
صحابی نے انکار کیا ۔ لہذا بناء مسجد سنت ٹھہری ۔ وبناء عیدگاہ بدعت ۔
اے معترض صاحب ہمارے مجدد العلم کو اللہ تعالی نے وہ ملکہ اور نظر

صاحب عنایت کی ہے کہ افعال سنیہ و بدعیہ کو آپ خوب سمجھتے ہین یہی
وجہ ہے کہ افعال بدعیہ آپ سے آجتک صادر نہ ہوئے **تنبیہ** ہمارے
ایک مخلص دوست نے شحنہ ہند مین ایک دفعہ ایک مضمون لکھا تھا کہ مسجد
وعیدگاہ مین کیا فرق ہے۔ اگر عیدگاہ کا پختہ بنوانا بدعت ہوگا تو مسجد کا بھی
پختہ بنوانا بدعت ٹھہریگا۔ وہ ہمارے دوست اوپر کی تحریر کو غور
سے ملاحظہ فرمائین۔ جیسے اوتھون نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے
زمانہ مین مسجد جامع پختہ بنی اسیطرح ہمارے دوست کسی عیدگاہ
کا بنانا بھی ثابت کر دکھلائین۔ مین وسیع اجازت دیتا ہون کہ
قرون ثلثہ مین پختہ یا خام کسی قسم کی بنا کا ثبوت کر دکھلائین ورنہ
اسکے بدعت ہونے مین کچھ شک نہ کرین۔ جس بات کو آنحضرت صلعم وصحابہ
کرام نے باوجود حاجت کے نہین برتا اوسکے بنا مین جرأت نہ کرین
آئیندہ ہر کسیکو اختیار ہے **قولہ** اولا میری تحریر مین یہ تقریر جناب شاہ ولی اللہ
صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ سے ماخوذ ہے چنانچہ بعینہ عبارت اوسکی
اور حوالہ اوسکا میری تحریر مین موجود ہے الخ۔ **اقول** محض سہو کا ہے
آپنے اپنی تحریر مین نہین لکھا کہ یہ میری تحریر شاہصاحب کی تحریر سے ماخوذ ہے
بلکہ آپنے اسطرح سے لکھا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ
آپنے اپنا اجتہاد صرف کیا ہے بعد اوسکے خاتمہ پر شاہصاحب کی

عبارت بھی لکھدی ہے شاہصاحب نے یہ نہین لکھا کہ مشروعیت عید کی غیظ کفار کے لیئے ہوئی مقصود انکا فقط اسیقدر ہے کہ جاہلیت مین انصار نے دو یوم کھیل کے معین کیئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے بدلے دو دن تمکو اور بدل دیئے ہین۔ کیونکہ ہر امت کے لوگ اپنی خوشی کے ایام مین اپنے دین کے شعائر ظاہر کرتے ہین مسلمان بھی اون دنون مین اپنا شعار ظاہر کرین اور کثرت اور شوکت اون کی معلوم ہو۔ اور جو کچھ آپنے لکھا ہے کہ محل صلوٰۃ سے کچھ بحث نہین کہین شاہ صاحب نے نہین لکھا ــــ آپنے محض اپنا اجتہاد صرف کیا ہے نہ آپ اصلی عبارت شاہ صاحب کو دیکھین نہ اپنی تحریر سابق کا مطالعہ کرین مگر بہتان لگانیکو تیار ہو جائین۔ **قولہ** کیونکہ خود اونکا مضمون بلادلیل اپنے معرض استدلال مین لاچکے ہین **اقول** ہذا کذب صریح و بہتان قبیح مین نے ہرگز کوئی قول شاہ صاحب کا بلادلیل نہین تسلیم کیا۔ شاہ صاحب کو ثقہ سمجھکر اونکے حوالہ روایات صحیحہ کو ٹھیک سمجھا ہے بحث اوسکی گذر چکی۔ آپنے اپنا اور شاہ صاحب کا اجتہاد نقل کیا ہے۔ مین ایسے ایسے اجتہادونکا قائل نہین نہ کوئی سنی مسلمان اسکا قائل ہوگا۔ اور نہ کسی مجتہد کا اجتہاد غیر پر حجت ہوتا ہے یہ مسئلہ اصول فقہ مین منقح ہو چکا ہے۔ **قولہ** ثانیاً اگر یہی قیاس و اجتہاد ہو تو اعتراض کیا

اجتہاد خوب ہے نہ نقصان **اقول** اولاً جو لوگ قیاس کو مانتے ہین وہ
قیاس مجتہد کا مانتے ہین نہ عوام کا۔ مجتہد ہونا تو بڑی بات ہے آپ تو
نہ محدث ہین نہ مجتہد جو آپکا قیاس عمدہ و لائق تسلیم ہو۔ ثانیاً قیاس عمدہ
وہ ہوتا ہے جسکا مقیس علیہ کوئی نص ہو مقیس و مقیس علیہ مین علت جامع
ہو نہ ہر قیاس ورنہ شیطان کے قیاس کو بھی عمدہ کہئے۔ اول من قاس
ابلیس۔ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ ثالثاً اہل
ظاہر جنمین سے مین ہون اونکے نزدیک قیاس حجت نہین۔ **قولہ** ثالثاً مین تو
یہ کہتا ہون کہ عید کا دن واسطے اظہار شان و شوکت الخ **اقول**
اسپر کیا دلیل ہے کہ یہ دن شان و شوکت کے لئے ہی ہے اور کسی شئے
کے واسطے نہین ہے۔ حدیث لکل قوم عید سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ
یہ دن اسیواسطے ہے۔ پھر اسکو ما نحن فیہ سے کیا علاقہ **قولہ** یہ تو آپنے
خوب کہا ماشاء اللہ مولویصاحب کو ورا سے اور فضل و کمال کے تاریخ دانی
مین بھی بڑا دخل ہے الخ **اقول** مین نے اسوہ حسنہ مین یہی لکھا تھا
(کہ اصل عیدگاہ کا جانا واسطے اظہار شان و شوکت و غیظ کفار کے تھا
ہم کہتے ہین اسپر کیا دلیل ہے۔ آخر زمانہ مین مدینہ تو درکنار بلکہ گرد و
نواح مدینہ مین بھی کوئی کافر نہ تھا پھر یہ کسکے لئے غیظ تھا) پہلے آپکو
لازم تھا کہ کسی مورخ کے حوالہ سے لکھتے کہ آخر زمانہ نبوی مین فلان فلان

کا فر مدینہ یا گرد نواح مدینہ مین موجود تھا بغیر تحقیق اس امر کے عدم تاریخ واہیگا
الزام دینا سوا التعصب و عدم فہمی کے اور کیا کہا جاوے - **قولہ** یہ علت
مشروعیت ہے نہ علت بقاے حکم الخ - **اقول** اسپر دلیل قران یا حدیث
سے درکار ہے جو اپنے معنی پر نص ہو کہ علت مشروعیت عید یہی غیظ
کفار ہے اور یہ فقط مشروعیت کی ہی علت تھی نہ بقاء حکم کی **قولہ** چار
دیواری کو بند ہو جانیکی چیز سمجہنا مولویصاحب کی عقلمندی کی دلیل ہے الخ
اقول آرہ کی عیدگاہ مین آکر یا بنارس مین جو جدید عیدگاہ بنی ہے
دیکھ جائے کہ اگر باہر سے دروازہ بند کردیا جائے تو اندر آپ بند ہو جاتے
ہین یا نہین - جس صورت مین چار دیواری اونچی قد آدم سے بنا دی گئی
اور عورتون کے واسطے علحدہ مکان تو باہر سے کیسے کوئی کافر دیکھکر
غیظ کھائیگا یہ غیظ اوسیوقت کامل طور پر متحقق ہوگا کہ میدان مین بغیر کسی احاطہ
و قید کے نماز ادا کیجاوے - جیسے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا - اسیکے
واسطے ہمارے مجدد العلم نے عیدگاہ قدیم بھوپال جسکی چار دیواری تھی موقوف کرکے
نماز عید کو صحرا مین قائم رکھا ہے جہان کہ اثر کسیطرح کی بنا کا نہین ہے
حالانکہ وہ اگلی عیدگاہ بھوپال کی ساختہ رؤسا سابق تھی + **قولہ** اور
مین نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ امور دینیہ سے نہین ہے صرف زمین صحرا کو پختہ
اور عورتون کے لیے مکان بنانے کو لکھا ہے بناء عیدگاہ کو نہین لکھا ہے

آپنے جو بناء عیدگاہ کو سمجھ لیا یہ آپکی خوش فہمی کا نتیجہ ہے - میری تحریر کو
غور سے دیکھیئے بناء عیدگاہ کو تو مین نے وجود علم سے زمان آنحضرت صلعم
مین ثابت کیا ہے الخ **اقول** محض غلط و سہو کا وہی ہے آپنے کل امور
چاردیواری و زمین پختہ و مکان بنوانیکو امور دنیاوی سے لکھا ہے
امور دینیہ سے اسکو خارج فرمایا ہے - اصل عبارت فتوی عیدگاہ
کی یہ ہے (اور جب محل سجود خاص کی نسبت امر یانہی وارد نہوئی تو
سطح صحرا کی باعتبار حکم خام یا پختہ یا چاردیواری یا مکان عورتوں کے
نماز پڑہنے کے متعلق حکم شارع کے نہوئی کہ امور دینیہ سے متصور ہو
اور تغیر اوسمین مورد بدعت سیئہ ہو الخ) خیال فرمائیے چاردیواری کا
لفظ اصل فتوی مین ہے یا نہین اور اسکو بھی اصل فتوی مین امور دنیا سے
گنا گیا ہے یا نہین اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فتوی کسی دوسرے صاحب کا
ہے رسالہ کے مولف دوسرے ہین یا سابق و لاحق کی تحریر کا خیال نہین
کیا جاتا یا محض جدل مد نظر ہے تحقیق دین مقصود نہین — اللہم
احفظنا من ہذہ الامور - **قولہ** جیسے غرس و زراعت وغیرہما الخ **اقول**
آپ ایک ہی مضمون کو چند بار اعادہ کرتے ہین - پہلے ہمنے بخوبی ثابت کردیا ہے
کہ جائے نماز عید جیسے شارع نے مشروع فرمائی ایسے ہی اب بھی
ہونا چاہیئے دوبارہ اعادہ کی کچھ حاجت نہین ہے - فلیکن ہذا آخر الکلام

فی اثبات ماقصدناہ من المرام والحمد للہ تعالی علی اختتام ہذہ الرسالۃ المبارکۃ والعجالۃ النافعۃ کما حمدتہ فی بدایتہا اللہم تقبلہا منی بقبول حسن و اجعلہا خالصا بوجہک الکریم واہد بہا القلوب القاسیۃ واغفرلنا فانک انت الغفور الرحیم

تنبیہ النسفیہ

چونکہ مولانا مولوی عبید اللہ صاحب و مولوی حمید اللہ صاحب و حاجی ممتاز احمد صاحب و مولوی حافظ عبد الغفار صاحب۔ و دیگر احباب کی راے یہ قرار پائی کہ آپ جواب تحریرات رحیم آبادیونکا نہ دین۔ لہذا مین نے عرصہ تک سکوت اختیار کیا اور یہی وجہ تاخیر جواب کی ہوئی۔ اور ہمارے مقابلین نے اس سکوت کو عجز پر محمول کیا۔ پہلے تو شحنہ ہند مین ایک اشتہار طبع کرایا کہ مخاطب ہمارا ہمارے رسالہ کے مطلب کو ہمسے بیان کرے۔ پھر ابن حسین کے پردہ مین گولہ اندازی شروع کی اور یہ لکھا کہ ہماری تحریرات دندان شکن ہین جواب اونکا نہین ہوسکتا۔ ایسی ایسی تحریرات کو دیکھکر تیز اکیلا ور وجہ خاص سے میری طبیعت بھی جوش زن ہوئی۔ مین نے عرصہ یکماہ یا کچھ زائد مین قلم برداشتہ یہ جواب لکھا۔ اور رسالہ کے مقاصد و مطالب مخاطب کا پورے طور سے جواب دیا۔ کوئی قول معترض کا فروگذاشت نہین کیا۔ خصوصا وہ مقام جنکو ہمارے مخاطب صاحب اپنے زعم مین ادق المرام

و منزلۃ الاقدام جانتے تھے۔ اب جو صاحب اس رسالہ کا جواب
لکھیں اونکو بھی لازم ہے کہ ہمارے کل مطالب و اعتراضات کا
جواب دیں اور یہ نہ کریں کہ چند شبہات متفرقہ کا جواب لکھکر شائع کریں
اور اسکو رد جواب قرار دیں جیسا کہ پیشتر ہمارے مخاطب صاحب
نے کیا ہے۔ اور شیعہ بمقابلہ اہل سنت و جماعت کیا کرتے ہیں +

تمت

ارشاد

مینے حتی المقدور بدتہذیبی کے کلمات سے پرہیز کیا

ہے۔ ہان بعض جگہہ عبارت مخاطب کو اونکی تغیر سے

اونھین پر عائد کیا گیا ہے۔ جو صاحب جواب لکھنے کا قصد

فرمائین وہ بھی اس امر کو ملحوظ خاطر رکھین۔ اور گالی گفتہ

بدزبانی سے جو طریقہ طائفہ شیعہ شنیعہ اور

فسّاق اسواق کا ہے اپنی تحریر کو پاک صاف رکھین۔

کیونکہ یہ بحث مسائل کی ہے نہ لڑائی سوقیونکی ❖

سنہ ۱۳۰۶ ہجری

خاتمہ رسالہ توثیق الحق السدید الفصل ما شہدت بہ الاعداء

اللہ تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مسمی بہ توثیق الحق السدید تمام کو پہونچا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرما کر قلوب قاسیہ کو اس سے ہدایت کرے۔ بعد اختتام اس رسالہ کے دلمین یہ بات سمائی۔ کہ اہل حق کو اس بات سے مطلع کر دینا ضرور چاہیے کہ قبل اس رد و قدح کے جناب مولوی عبد العزیز صاحب اونکے بڑے بھائی مولوی عبد الرحیم صاحب اس عاجز کی نسبت کیسی کچھ حسن ظنی رکھتے تھے۔ اور مولفات احقر کو کیسی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ جناب مولوی عبد العزیز صاحب نے میرے رسالہ طریق النجاح کی تقریظ مین میرے رسالے اور میری نسبت یون رقم فرمایا ہے (سبحان اللہ ما اطیب کلامہ + وما احسن نظامہ + کلام اے کلام یزدہی الفصحا حسنا + ویغتبط الاذہان نظما + تضمن اجزاءہ فرائد درر فاخرہ + واستنارت بہ آثار السنۃ الباہرہ + وتنور بہ انوار الشریعۃ الغراء و وضح بہ اسرار الحکمۃ البیضا + فبشری الشراذم المعتصمین بحبل اللہ + ان طلعت لہم الشموس الشریعۃ البرانیہ + وطوبی للطوائف المتمسکین بسنۃ خیر خلق اللہ + ان تجلت علی صفحات

الایام آثار الحکم الیمانیہ + اللہ اکبر کیف الجواب تذہب معانیہ کل العناء +
وتحصیل برویتہ کل الغناء + رطبت بمدح مولفہ الالسنہ + وکیف
ینکرہ احد فانہ کضوء الشمس یوم الصحو بالہاجرہ + وانہ بلیغ ای بلیغ
لو تکلم اوجز + وافحم کل عنید واعجز + الخ - ترجمہ سبحان اللہ
کیا عمدہ ہے کلام اوسکا + کیا اچھا ہے نظام اوسکا + کلام ایسا کلام ہے
جو فصحا کو حسن زیادہ کر دیتا ہے + اور اذہان کو خوش کرتا ہے
نظم سے + اسکے اجزا موتیون کے متضمن ہین + اور اس سے
آثار سنت روشن سکے روشن ہوسئے + اور انوار شریعت غرا کے اس سے
روشن ہوسئے + اور اسرار حکمت بیضا کے اس سے واضح ہوسئے
پس خوشخبری ہو جماعت قران سے چنگل مارنے والی کو کہ اونکے لیے
آفتاب شریعت برہانیہ نے طلوع کیا + اور جماعت تمسک کرنیوالی
سنت آنحضرت صلعم کو خوشی ہو کہ صفحات ایام پر آثار حکمت یمانیہ کے
جلوہ گر ہوسئے + اللہ اکبر کیسا جواب ہے کہ اس کے معانی ساری
مصیبت کو بھلا دیتے ہین اور اسکی زیارت سے پوری غنا حاصل ہوتی
ہے + اور اسکے مولف کی مدح مین زبانین تر ہین + اور اوسکا
کیسے کوئی انکار کرے وہ بیشک مثل روشنی آفتاب ہے دن روشن
دوپہر مین + اور بیشک وہ بلیغ ہے کیسا بلیغ کہ اگر کلام کرے تو

مختصر کرے ہر جھگڑالو مخاصم کو بند کرے اور عاجز کرے + آخر تک -
اس ترجمہ مین تحت لفظی کا خیال نہین کیا گیا - اس عبارت مین محض
تکبندی ہے - یزوہی فصحا حسنا وغیرہ محاورت کلام عرب مین دیکھنے
مین نہین آئے - محض خلاف محاورہ ہین +

اور آپکے بڑے بھائی مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے عنایت نامہ مین
یون رقم فرماتے ہین - از عبدالرحیم خدمت عمدۃ العلماء زبدۃ
المتکلمین دام عنایتہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عرصہ ایک
سال سے باعث ابتلاے اعراض وامراض عزیزی محمود کے
متشتت حال پراگندہ بال رہتا ہون - اور اکثر قیام بتقریب علاج مظفرپور
رکھتا ہون آپ کی مصنفات لطیفہ ادہر کی جو آتی ہین خصوصا جواب
رسالہ دلیل قوی مولوی احمد علی وجواب فتح المبین کے اکثر بحث معرکہ
آرا کو نہایت شوق وتامل سے دیکھتا ہون الحمدللہ کہ آپ کی ادہر کی
تصنیفات تصنیفات سابقہ سے الذ واحلی للنظر واشہی للمطالعہ
ہوا کرتی ہین تحقیقات لطیفہ سے [illegible] محظوظ ہوا کرتی ہین - چنانچہ میری
زبان اکثر مجالس مین اہل علم کے مدح سے آپ کی تحریرات کے متلذذ
ہوا کرتی ہے ہذا امر احق لا ارتیاب فیہ + مولوی بشارت کریم صاحب
جو میاں یسین کے استاد تھے وہ ہماری تعریف پر آپ کی مصنفات

کے بہت خواہان وشائق ہین اونکو مباحث محققہ کے دیکھنے کا بڑا ولولہ رہا کرتا ہے الخ فقط جناب مولوی عبد العزیز صاحب کی تحریر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کی تحریر شاہد ہے کہ یہ دونون صاحب اس نحیف ومولفات اس نحیف کے بارے مین کیا اعتقاد وخیال رکھتے تھے اور کیسی کچھ مدح وتوصیف کرتے تھے۔ اب آپکی تحریرات شیخوپورہ ہند مین طبع ہوئی ہین۔ اور رسالہ التحقیق المزید کو اہل انصاف دیکھکر انصاف کرسکتے ہین۔ کہ اب جو مولویصاحب نے کلمات ناملایمہ والفاظ غیر مہذبانہ لکھے ہین اب محض نفسانیت سے لکھے ہین تحقیق حق مولویصاحب کو مدنظر نہین ہے محض جدل مقصود ہے۔ آیندہ ہم مولویصاحب کی خدمت مین گذارش کرتے ہین کہ اگر آپ اس رسالے کے جواب کا قصد کرین تو تہذیب کو جو شیوہ اہل علم ودین کا ہے ہاتھ سے نہ دین آیندہ آپکو اختیار ہے ❊❊



الملتمس

محمد سعید عفا اللہ عنہ مہتمم نصرۃ السنہ

فہرست مضامین توثیق الحق السدید

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ عیدگاہ مین بنا بنوانا یا منبر بنوانا۔ یا لیجانا شرعا اسکا کیا حکم ہے بینوا وتوجروا ٭

الجواب

عیدگاہ کا پختہ بنوانا اور منبر اوسمین بنوانا بدعت ہے۔ منبر بنوانیکا انکار تو عیدگاہ پختہ کا انکار دیکھنے مین نہین آیا لیکن ان دونون امر کے بدعت ہونیکے لئے یہی بات کافی ہے کہ یہ دونون امر بعد زمانہ آنحضرت صلعم کے حادث ہوئے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہین ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ محمد بشیر عفی عنہ ٭

دستخط مولوی عبدالوہاب صاحب
عبدالوہاب

الجواب صحیح
محمد یسین جبلپوری

الجواب صحیح
محمد عبداللہ غازیپوری۔

دستخط مولوی رحیمبخش صاحب وارد حال کلکتہ
الجواب موافق بالسنۃ والکتاب
رحیم بخش ابو تراب

دستخط مولوی شیخ محمد صاحب سابق قاضی بھوپال ٭
شیخ محمد

واضح ہو کہ اس جواب استفتا کو جناب مجدد العلم فی ہذا الزمان فخر المحدثین تاج المفسرین قامع بنیان المبتدعین نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر نے بھی پسند فرمایا ہے اور آپ بھی بناء عیدگاہ کو بدعت فرماتے ہین اور بہت سے علماء بناء عیدگاہ کو بدعت فرماتے ہین جنکے نام نامی بباعث اطالت کے نہین لکھے گئے فقط